
پانی
کے عجائبات
پانی سن سکتا ہے، پانی دیکھ سکتا ہے
پانی دنیا کی ہر زبان پڑھ سکتا ہے
پانی کہیں بھی ہو دنیا بھر کے پانیوں
سے رابطے میں رہتا ہے۔
پانی کی فوٹوگرافک یادداشت ہوتی ہے
پانی دل کے ارادے اور نیت کو جان سکتا
ہے اور اس کے مطابق اپنے اثرات و
خصوصیات کو تبدیل کر سکتا ہے
محمد علی سید
زہراء (س) آکادمی
تعلیمی، تربیتی و تحقیقی ادارہ
Extremely Low Frequency (ELF)
Very Low Frequency (VLF)
Radiowaves (shortwaves)
Microwaves
Infrared radiation
Visible Light
Ultraviolet radiation
X-rays
Gamma rays
ELECTROMAGNATIC FIELD

کتاب: پانی کے عجائبات

تحریر: محمد علی سیّد

اشاعت اوّل: نومبر 2014ء

اشاعتِ دوم: مئی 2017ء

تعدادِ اشاعت: ایک ہزار

اہتمام: قرآن وسائنس ریسرچ فاؤنڈیشن، کراچی

ناشر: زہرا اکادمی۔ کراچی

سرورق: افتخارالدین

تزئین وآرائش: سسٹم گرافکس

طباعت: شیری پرنٹنگ پریس کراچی

قیمت: 400روپے

ملنے کا پتہ: زہرا اکیڈمی۔ کراچی

فون:02134529110

0345 2443358

ویلکم بک پورٹ اردو بازار۔ کراچی

محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ۔ کراچی

طاہراز بکس، مدنی ہائٹس، سولجر بازار۔ کراچی

محمد علی بک ڈپو، G-9۔ اسلام آباد

حسن علی بک ڈپو۔ کھارادر کراچی

افتخار بک ڈپو، اسلام پورہ۔ لاہور

ISBN No. 978-969-9738-17-3

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پانی کے عجائبات

محمد علی سیّد

انتساب

قرآن مجید کی آیات،

احادیث معصومینؑ

اور

اسرارِ کائنات میں

غور و فکر

کرنے والوں کے نام

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱	قرآن مجید	مترجم: مولانا فرمان علی صاحب قبلہ
۲۔	نہج البلاغہ	مترجم: مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ
۳۔	تہذیب الاسلام	علامہ محمد باقر مجلسیؒ
۴۔	بحارالانوار	جلد: ۵۸ علامہ محمد باقر مجلسیؒ
۵۔	مفکرینِ اسلام کے سائنسی نظریات۔ از: مولانا مشتاق حسین شاہدی	
۶۔	توحید مفضل سائنسی تشریحات کے ساتھ	
۷۔	جسم کے عجائبات	محمد علی سید

❍The Hidden Message in Water by: Dr. Masaru Emoto

❍Secret Life of Plants by: Petertomkins Christopher Bird

https://www.shiabookspdf.com

اگر میں چاہوں

اگر میں چاہوں تو دنیا کے آبشاروں سے
اتنا نور پیدا کردوں کہ ساری دنیا روشن ہو جائے۔
امیرالمومنین حضرت علی ابن طالبؑ
(حوالہ: التکامل فی الاسلام۔تالیف: احمد امین، بیروت)

ترتیب مضامین

علم کی مثال

آبِ نیساں کے قطرے کی مانند ہے
جو سیپ کے منہ میں جاتا ہے تو
موتی بن جاتا ہے
سانپ کے منہ میں جاتا ہے تو
زہر ہلاہل میں تبدیل ہو جاتا ہے

(☆ آبِ نیساں اس بارش کے پانی کو کہا جاتا ہے جو ۲۱ مارچ کے بعد برستی ہے)

چند گزارشات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے جو قرآن اینڈ سائنس ریسرچ فاؤنڈیشن (زہراؑ اکیڈمی کے ذیلی ادارے) کی جانب سے اَسرارِ کائنات میں غور وفکر کرنے والے قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

ایسی کتابیں زہراؑ اکیڈمی پاکستان کے سوا کوئی پبلشر شائع کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کتاب میں نہ قسمت کا حال ہے نہ ستاروں کا احوال، نہ خواب وخیال کی باتیں اور نہ یہ کسی بڑے شخص کی تحریر ہے۔ کوئی عام پبلشر اسے کیوں شائع کرے؟

زہراؑ اکیڈمی کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ ادارہ ایک ایسے عالمِ دین کے زیرِ نگرانی کام کر رہا ہے جو دین کی اصل روح سے سرشار اور علوم قرآن اور علوم محمدؐ وآل محمدؑ کو دورِ حاضر کے مزاج واسلوب کے مطابق لوگوں تک پہنچانے کے لیے شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔

حجت الاسلام والمسلمین آغا شبیر حسن میثمی صاحب قبلہ اس طرح کی علمی کاوشوں کی جس طرح قدر افزائی کرتے ہیں اس کی مثال میری کتابیں ''رب العالمین دعا اور انسان''، ''جسم کے عجائبات'' اور ''توحید مفضل سائنسی تشریحات'' کے ساتھ ہیں جو آپ کی نظروں سے گزر چکی ہیں۔ یہ کتابیں جو آج کئی دینی مدارس اور دیگر اسلامی تعلیمی اداروں میں پڑھائی جارہی ہیں، انہیں قرآن اینڈ سائنس ریسرچ فاؤنڈیشن پاکستان ہی نے شائع کیا ہے جو زہراؑ اکیڈمی کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔

''جسم کے عجائبات'' کے حوالے سے ایک خوش کن واقعہ بھی اپنے قارئین سے شیئر کرنا چاہتا ہوں۔

دو سال پہلے اپنی کسی کتاب کی پرنٹنگ کے لیے ایک پرنٹنگ پریس جانے کا اتفاق ہوا۔

وہاں ایک وسیع جگہ پر آرٹ کارڈ کی بڑی بڑی شیٹوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ میں نے چلتے چلتے ایک ڈھیر پر سے ایک شیٹ اٹھا کر دیکھی۔ اس شیٹ پر میری کتاب ''جسم کے عجائبات'' کے ایک باب ''خلیہ زندگی کی بنیاد'' سے اعضاء اور شکر گزاری کے حوالے سے ایک اقتباس چھپا ہوا تھا۔ میں نے جلدی جلدی دوسری شیٹوں کو دیکھا۔ دوسری شیٹوں پر جسم کے عجائبات کے اسی باب سے دوسرے اقتباسات چار کلر کے خوب صورت فریم کے ساتھ پرنٹ کیے گئے تھے۔ میں نے پریس کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ان بڑی بڑی شیٹوں کا کیا کیا جائے گا؟

انہوں نے بتایا کہ یہ کسی مسلمان بھائی نے حصولِ ثواب کے لیے شائع کیے ہیں اور انہیں فریم کروا کر مفتی اعظم پاکستان حضرت تقی عثمانی صاحب کے زیرِ انتظام مساجد ومدارس کی دیواروں پر آویزاں کیا جائے گا۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان شیٹوں پر ''جسم کے عجائبات'' اور اس گناہ گار کا نام کہیں نہیں تھا۔ ایک مسلمان بھائی نے یہ اقتباسات مفتی تقی عثمانی صاحب قبلہ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد ولی رازی صاحب کی تالیف 'قرآن اور سائنسی انکشافات' سے نقل کیے تھے اور آخر میں مولانا محمد ولی رازی صاحب ہی کا نام تحریر کیا تھا۔

مولانا محمد ولی رازی صاحب میرے بڑے مہربان دوستوں میں شامل ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''قرآن اور سائنسی انکشافات'' اپنے دستخط کے ساتھ مجھے عطا کی تھی۔ انہوں نے اپنی کتاب کا ایک باب خلیے کے موضوع پر لکھا اور اس میں انہوں نے کھلے دل سے یہ وضاحت فرمائی ہے:

> ''ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ خلیے کے بارے میں مذکورہ تمام
> تفصیل میں نے اپنے ایک علمی بھائی محمد علی سید کی کتاب ''جسم کے عجائبات''
> سے مستعار لے کر لکھی ہیں۔ ایک غیر مسلم کی کتاب کو انہوں نے ایک سچے
> مسلمان کی نظر سے پڑھ کر ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے''

اقتباس: قرآن اور سائنسی انکشافات۔ از: مولانا محمد ولی رازی

’’پانی کے عجائبات‘‘ کے بارے میں کیا لکھوں۔ بڑے ادیبوں اور شاعروں کا تجربہ ہے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اسے کبھی بھی مکمل طور پر اپنے قارئین تک نہیں پہنچا پاتے۔ میں اپنی اس بے ربط تحریر کے بارے میں کیا کہوں۔ بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن نہیں لکھ سکا۔ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر سب کچھ نہیں کہہ سکا۔ جو کچھ لکھا وہ علمائے دین اور سائنس پڑھنے والے قارئین کے لیے کچھ اشارے ہیں۔ ان اشاروں کا مطلب وہی جانتے ہیں اور وہی ان مابعد الطبعیات کو زیادہ بہتر طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ البتہ اس کتاب میں بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جو مجھ ایسے طالب علم کی بھی سمجھ میں آ سکتی ہیں اور یقین ہے کہ سمجھ میں آنے کے بعد قارئین کے علم و ایمان میں اضافے کا سبب بنیں گی۔

جو مہربان دوست اس موضوع پر کتاب لکھنے میں میری مدد اور ہمت افزائی کرتے رہے ان میں حجت الاسلام والمسلمین علامہ طالب جوہری صاحب، برادر گرامی کرنل سید کوثر زیدی، پروفیسر معصومہ شیرازی، برادر عزیز سید فخر عالم زیدی اور پروفیسر جمیل حسن کاظمی اور ڈاکٹر جاوید منظر سرفہرست ہیں۔ میں ان سب دوستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

فزکس کے ایک پروفیسر جو ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں انہوں نے اس کتاب کے مسودے کے مطالعے کے بعد کہا کہ آپ کی تحریر میں بہت سی باتیں سائنس سے ماورا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات اور اَسرارِ کائنات کا بیشتر حصہ علوم سائنس سے ماورا ہے تو ایسی صورت میں علوم قرآن اور علوم محمدؐ و آل محمدؐ کے بیے سامسی تصدیق کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟

میں سائنس دانوں کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا ہوں کہ انہوں نے سخت مشکلات سے گزر کر حتیٰ کہ اپنی جانوں پر کھیل کر قوانینِ فطرت (الٰہی قوانین) کو دریافت کیا اور کرتے رہتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھتے ہیں، ان پر غور و فکر کرتے ہیں، ان سے استفادہ

کرتے ہیں اور ان سب کو ’’مدر نیچر‘‘ سے منسوب کر دیتے ہیں تاکہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات و لاصفات اور اس کے احسانات سے بے خبر رکھا جائے

سوال یہ بھی ہے کہ ایک ذرّہ خاکی میں رہنے والی مخلوق اس بیکراں کائنات کے بارے میں جان ہی کیا سکتی ہے؟

وہ ہوائیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کی گئی تھیں، کیا سائنس ان کی کوئی تشریح پیش کر سکتی ہے؟ کیا ہد ہد سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی گفتگو سائنس کی سمجھ میں آ سکی ہے؟ کیا سائنس دان مادّے کی حقیقت کو جان گئے؟ کیا کشش ثقل کا نظام سائنس دانوں کی سمجھ میں آ گیا؟ کیا معراج کا واقعہ آج تک کسی سائنس دان کی عقل میں سما سکا؟

ہر بات کے بیے سائنسی تصدیق کو حرفِ آخر قرار نہ دیں کہ سائنس تو ابھی اصلِ حقائق کے حرفِ اول تک بھی رسائی نہیں رکھتی۔

بہر حال ’’پانی کے عجائبات‘‘ آپ کے مطالعے اور غور و فکر کے لیے حاضر ہے یا حاضر ہیں۔ مجھے آپ ں رہنمائی اور تبصرے کا انتظار ہے۔

اس ٹوٹی پھوٹی تحریر پر تبصرہ لکھنے کے لیے میں حجت الاسلام والمسلمین شیخ شبیر حسین میثمی، جامعہ کراچی کے پروفیسر سید جمیل کاظمی، انجمن ترقی اردو کے ڈاکٹر جاوید عالم منظر اور اپنی بہن محترمہ معصومہ تیرازی کا بے حد شکر گزار ہوں۔

والسلام

محمد علی سید
0345-2443358
ای میل:alisyed14@hotmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

حجت الاسلام والمسلمین

مولانا شبیر حسین میثمی

وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۳۰ (۲۱_۳۰)

الحمد للہ و الصلوٰۃ علی اھلھا

خالق کائنات نے راز خلقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے''۔ کائنات میں پانی اللہ رب العزت کی قدرت کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہر چیز کو زندہ کرتا ہے اور اس کے بغیر زندگی ناممکن ہو جاتی ہے۔

پانی کا وجود خلقت کے لیے بنیادی سرمایہ ہے اور یہ ایک ایسی نرم و ملائم مخلوق ہے جو ایک طرف بڑے بڑے پہاڑوں کو چیر دیتی ہے، شہروں کو اپنے اندر سمو لیتی ہے، اس کے طغیان کے آگے ہر چیز بے بس ہو جاتی ہے۔

ان تمام خطرات کے باوجود جمادات، نباتات وحیوانات بشمول انسان کے ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔ پانی اپنی غیر طغیانی حالت میں مفید ترین اور طغیانی حالت میں خطرناک ترین ثابت ہوتا ہے۔

قرآنی آیات میں موجود پانی سے متعلق معلومات اور آگاہی کی آج کے سائنسی دور میں تائید ہو رہی ہے اور یہ خود قرآن کا ایک معجزہ ہے۔

اس دور میں اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ علوم قرآن وحدیث کی روشنی میں موجودہ سائنسی معلومات کا تجزیہ کیا جائے اور عوام الناس کے لیے یہ بات واضح کی جائے کہ آج کی سائنس نے جو مات ثابت یا ظاہر کرنا شروع کی ہے اسے 1400 سال پہلے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور انشاءاللہ آئندہ زمانوں میں جب سائنس اپنے بلوغ کے دور میں داخل ہوگی اس وقت کائنات کے اور بہت سے راز کھل کر سامنے آئیں گے اور انشاءاللہ لوگ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ علیہ السلام کے ہاتھوں پر عقل وفہم و دلیل کی بنیاد پر اسلام لائیں گے۔

دورِ حاضر میں جناب محمد علی سیّد اُن چند لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو قرآن واقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہ السلام کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ سائنس کی جدید معلومات کو ملا کر انسانی عقل کو دینِ اسلام کی حقانیت کی طرف جذب کرتے ہیں اور یہ خود ایک انتہائی مشکل اور اہم امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد علی سیّد کو یہ استعداد عطا کی ہے اور جس طرح اس سے پہلے تالیفات میں انہوں نے مکتب اہلبیت علیہم السلام کی حقانیت کو ثابت کیا ہے، اس دفعہ بھی اس وظیفہ کو بطور احسن انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید توفیق عنایت فرمائے۔

احقر

شبیر حسن میثمی

پانی کے عجائبات
ایک منفرد تحریر

پروفیسر جمیل حسن کاظمی

جامعہ کراچی

گزشتہ کئی دہائیوں سے ملک اور معاشرہ مسلسل انتشار کا شکار ہے۔ بدامنی، مہنگائی اور لوڈ شیڈنگ نے معاشرتی اقدار کو بھی متاثر کیا ہے، ہر آدمی اپنے اندر سمٹ کر رہ گیا ہے۔ وہ دوسرے سے مالی فوائد کے سوا کوئی اور واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ایسے ماحول میں علمی اور تحقیقی کاموں کے لیے سازگار ماحول فراہم ہونا ایک خواب کے سوا کچھ نہیں۔ لوگوں کو اپنے روزمرہ کے مسائل ہی سے فرصت نہیں ملتی کہ وہ کسی علمی، ادبی اور تحقیقی کام کی طرف متوجہ ہوسکیں۔ بہرحال یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہترین ادبی تخلیقات بدترین حالات ہی میں سامنے آئی ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ علم و ادب کے کچھ شعبوں میں ضرورت سے زیادہ لوگ موجود ہیں جو پہلے سے کہی گئی باتوں کو من و عن یا کسی قدر تبدیلی کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور کچھ شعبوں میں تخلیق کاروں کا فقدان ہے۔ ایسے تخلیق کار جو نئے موضوعات پر کام کریں، خصوصاً دینی موضوعات کو نئے زمانے کے اسلوب کے ساتھ بیان کریں اور یہ بیان جذبات اور عقیدت سے بڑھ کر عقلی اور منطقی دلائل رکھتا ہو۔

محمد علی سید صاحب کا شمار ایسے ہی تحقیق و جستجو کرنے والوں میں ہوتا ہے جو دینی و علمی موضوعات پر جذبات اور عقیدت سے بالاتر ہو کر لکھتے ہیں اور جو بھی لکھتے ہیں وہ منفرد بھی ہوتا ہے اور مستند و پراثر

بھی۔ نامور محقق ادیب اور شاعر جناب ہلال نقوی نے محمد علی سیّد کے لیے کیا خوب لکھا تھا:

"محمد علی سیّد سائنس دان نہیں بلکہ سائنسی دانشور ہیں۔ حقیقت شناسی کے سفر میں ایک جادہ ایسا بھی ہے جس پر چلنے والا حقیقت کی تہیں کھولنے کے سفر میں ایک مقام پر رک جاتا ہے اگرچہ ان تہوں کے اندر بھی کئی تہیں ہوتی ہیں۔ ایک سائنس دان یہاں پہنچ تو جاتا ہے لیکن اکثر و بیشتر سائنس دان یہاں آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ ان کا سفر تمام ہو جاتا ہے۔

سائنسی دانشور یہاں سے آگے قدم بڑھاتا ہے تا کہ سمجھ سکے کہ خدا، کائنات اور انسان کے اس مثلثی رشتے میں کیا کیا حقیقتیں اور صداقتیں پوشیدہ ہیں۔ یہ انتہائی حیرت ناک اور انتہائی طلسماتی راستہ ہے۔ محمد علی سیّد اسی راستے پر قرآن اور علوم محمدؐ و آل محمدؐ کی مشعل اٹھائے آگے بڑھ رہے ہیں"۔ (تبصرہ۔ ثقلین اور سائنس)

اس سے پہلے محمد علی سیّد کی جو کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان میں رب العالمین، دعا اور انسان۔ ثقلین اور سائنس۔ جسم کے عجائبات۔ DNA جسم کی کتاب ہدایت۔ لہو کی موجیں۔ دریچۂ کربلا اور "توحید مفضل سائنسی تشریحات کے ساتھ" شامل ہیں۔ ان کتابوں کو پڑھ کر محمد علی سید کے مقاصد اور منزل کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

"پانی کے عجائبات" ان کی تازہ ترین تصنیف ہے اور خدا، انسان اور کائنات کے باہمی رشتے کو سمجھنے اور سمجھانے کی ایک بے مثال اور قابلِ ستائش تحریر ہے۔ میں نے اس کتاب کے پورے مسودے کا بغور مطالعہ کیا ہے بعض مقامات پر میرے کچھ تحفظات ہیں اس لیے کہ سائنس ابھی بعض باتوں کی تصدیق نہیں کر سکی۔ بہرحال مجموعی طور پر "پانی کے عجائبات" اپنے موضوع اور طرز تحریر کے اعتبار سے ایک انوکھی اور منفرد کتاب ہے۔ یہ کتاب غور و فکر کے نئے دریچے کھولتی ہے اور پانی کے ساتھ ساتھ کئی اور موضوعات پر قارئین کے لیے قرآن، حدیث اور سائنس کے حوالے سے بیش قیمت معلومات فراہم کرتی ہے۔

ایک حیرت انگیز کتاب

ڈاکٹر جاوید منظر
انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان

محمد علی سیّد کی ہر تحریر ایک چونکا دینے والی تحریر ہوتی ہے مگر پانی کے موضوع پر ان کی یہ کتاب واقعی ایک حیرت انگیز تحریر ہے۔ محمد علی سیّد اس طرح لکھتے ہیں جیسے ان کا قاری ان کے سامنے بیٹھا ہوا اور وہ اس سے گفتگو کر رہے ہوں۔ پانی کے حوالے سے انہوں نے جن سائنسی تجربات اور ان کے نتائج کو اپنی کتاب کو موضوع بنایا ہے وہ پہلی بار اردو پڑھنے والے قارئین تک پہنچ رہے ہیں۔ مثلاً:

> ’’پروفیسر رستم راؤ پینسلوانیا یونیورسٹی (امریکہ) نے پانی پر ریسرچ کے دوران مختلف تجربات کے بعد یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ پانی کے ہر مالیکیول میں چار لاکھ چالیس ہزار میموری پینل ہوتے ہیں۔ پانی اپنے اردگرد کی معلومات کو غالباً مالیکیولز کے اندر لفظوں کی شکل میں محفوظ رکھتا ہے۔ یعنی پانی حروف کو استعمال کر کے لفظ بناتا ہے اور لفظوں سے جملے اور ان میں سے ہر جملہ ایک خاص معنی اور اس کے نتیجے میں ایک الگ اثر وخاصیت کا حامل ہوتا ہے‘‘۔

محمد علی سیّد انہی سائنسی حقائق سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بات قاری تک پہنچاتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ وہ لکھتے ہیں۔

> ’’آپ بغیر کسی ارادے اور نیت کے سارے دن وضو کرتے رہیں تب بھی آپ کا وضو نہیں ہوگا لیکن جب آپ دل میں نیت کر کے کہیں گے وضو کرتا ہوں قربۃً الی اللہ...... تو پانی آپ کی نیت کو سمجھے گا، آپ کے الفاظ کو سنے گا اور اپنے اندر وہ خصوصیت پیدا کرے گا جو نماز کے لیے پاکیزگی وطہارت کے لیے ضروری ہیں‘‘۔

زیر تبصرہ کتاب اپنے اندر عجائبات کی ایک دنیا بسائے ہوئے ہے۔ محمد علی سیّد ایک سائنسی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ ہمارا جسم ستر فی صد پانی ہے اور ہمارا دماغ پچاسی فیصد پانی ہی سے بنا ہوا ہے۔ محمد علی سیّد نے اس سائنسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنی کتاب میں ’’پانی کا کمپیوٹر‘‘ کے نام سے ایک مکمل باب قائم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

> ’’ادب، آرٹ، شاعری، مصوری، فنِ تعمیر کے عظیم نمونے، سائنس اور ٹیکنالوجی کے عجوبے، دوسرے سیاروں تک رسائی رکھنے والے خلائی جہاز، بیرونِ فضا تیرتی ہوئی اور اس عظیم الشان کائنات میں جھانکتی ہوئی دوربینیں، غرض پہیے سے لے کر ہبل ٹیلی اسکوپ تک تمام چیزیں اسی انسانی دماغ کی مرہونِ منت ہیں جو پچاسی فی صد پانی سے بنایا گیا ہے‘‘

اس حیرت انگیز کتاب کو پڑھنا شروع کریں گے تو اسے ختم کیے بغیر آپ کو چین نہیں آئے گا اس لیے کہ اس کتاب کا ہر صفحہ اپنے اندر ایسی ہی حیران کن معلومات سموئے ہوئے ہے۔

اس سے پہلے محمد علی سید صاحب کی 9 کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور بار بار شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان کتابوں میں سے بیشتر کے موضوعات انوکھے اور معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد سودمند بھی ہیں۔ مثلاً جسم کے عجائبات، DNA جسم کی کتاب ہدایت، ثقلین اور سائنس، توحید مفصل سائنسی تشریحات کے ساتھ۔ رب العالمین دعا اور انسان۔

یہاں یہ بھی عرض کروں کہ ان کی کتاب ''جسم کے عجائبات'' کے بارے میں انجمن ترقی اردو کے معتمد اعزازی جناب جمیل الدین عالی نے خواہش ظاہر کی تھی کہ اسے انجمن کی جانب سے شائع کیا جائے اس لیے کہ یہ اپنے موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے اردو زبان میں ایک منفرد کتاب ہے۔

محمد علی سیّد نے اب تک جو لکھا وہ ایسا ہے کہ اس موضوع پر اردو زبان میں دوسروں نے قلم نہیں اٹھایا۔ یا کم از کم اس قدر دل نشیں اسلوب اور آسان ترین الفاظ کے ساتھ نہیں لکھا۔

محمد علی سیّد مبارک ہو۔ تمہاری یہ کتاب واقعی حیرت انگیز ہے۔

پانی کے عجائبات
ایک علمی خدمت ہے

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

محمد علی سیّد صاحب نے شعبہ صحافت سے اپنی وابستگی کو اپنے قارئین و ناظرین کی علمی تشنگی دور کرے کے لیے بھی خوب استعمال کیا ہے۔ ان کی تحریروں کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ علمی ہونے ے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی بھی لیے ہوتی ہیں۔

سیّد صاحب کے ذہن میں پائے جانے والے تجسس اور تفکر ے پیشہ ورانہ مصروفیات کے ساتھ انہیں کئی نئے موضوعات کے طرف بھی راغب کیا۔

حضرت امام جعفر صادق کی اپنے ایک شاگرد مفضل بن ابن عمر کے ساتھ گفتگو پر مبنی کتاب ''توحید مفضل'' انتہائی فکر انگیز اور علمی انکشافات سے بھرپور کتاب ہے۔ اس انتہائی مشکل کتاب کی سائنسی تشریح کا شرف محمد علی سید صاحب کو حاصل ہوا۔ سیّد صاحب نے توحید مفضل کے مندرجات کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق آسان اردو زبان میں پیش کیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے انسانی جسم کے نظاموں پر انگریزی زبان میں لکھے گئے مضامین کا ''جسم کے عجائبات'' کے زیرِ عنوان بہت پرکشش انداز میں ترجمہ کیا ہے۔

اس زمین پر ہر ذی نفس ی حیات کے لیے پانی ناگزیر ہے۔ ایک جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو نے پانی کی عادات و اطوار کا مشاہدہ سائنسی اصولوں کے تحت کیا ہے۔ ماسارو اموٹو ے اپنے

https://www.shiabookspdf.com

تجربات و مشاہدات The Hidden Message in Water کے زیر عنوان اپنی ایک کتاب میں شائع کیے ہیں۔ اس کتاب میں شکر نعمت، کفر نعمت اور نعمتوں کو نظر انداز کیے جانے کے اثرات کا جائزہ بھی سائنسی نقطہ نظر سے لیا گیا ہے۔ طبیعات، مابعد الطبیعات، نفسیات اور متعلقہ موضوعات اور دیگر مضامین سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب بہت قابل قدر ہے۔ جاپان، امریکہ اور جرمنی میں پانی پر ہونے والی ان تحقیقات اور ان کے نتائج کو محمد علی سید صاحب نے قرآن وحدیث کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

علم و ٹیکنالوجی پر مغربی اقوام کی برتری کے اس دور میں دانشِ مشرق کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے۔ جاپانی سائنس دان کے تجربات و مشاہدات پر مبنی کتاب اسی دانش کا ایک مظاہرہ ہے۔ محمد علی سید نے اس کتاب کے چند صفحات سے استفادہ کرتے ہوئے اردو زبان میں پانی کے موضوع پر ایک طبع زاد کتاب وجود میں لے آئے۔ اس طرح انہوں نے اردو زبان کی ایک اچھی خدمت سرانجام دی ہے۔

''پانی کے عجائبات'' نامی اس کتاب کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب العلم حضرت مولا علی، حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیھم کے ارشادات سے بھی خوب استفادہ کیا گیا ہے۔ ان حوالوں نے اس کتاب کو اردو داں قارئین کے لیے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔

محمد علی سید صاحب کے ارسال کردہ مسودے کا میں نے جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ میری دعا اور خواہش ہے کہ محمد علی سید صاحب کی یہ کاوش اردو داں طبقے کے لیے ایک بڑی علمی خدمت کے طور پر یاد رکھی جائے۔

اگر میں چاہوں

اگر میں چاہوں تو دنیا کے آبشاروں سے
اتنا نور پیدا کردوں کہ ساری دنیا روشن ہو جائے۔
امیر المومنین حضرت علی ابن طالب
(حوالہ: التکامل فی الاسلام۔ تالیف: احمد امین، بیروت)

پانی پر غور کیوں نہیں کرتے!

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ (۶۸)

ترجمہ: کیا تم نے اس پانی کو دیکھا ہے جس کو تم پیتے ہو

أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ (۶۹)

ترجمہ: اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں

(سورہ واقعہ)

آپ قرآن کی تلاوت کرے والوں اور خصوصاً اور وسعتِ رزق کے لیے سورۂ واقعہ پڑھنے والے ہزاروں لوگوں سے پوچھیں کہ انھوں نے کبھی پانی پر غور کیا ہے کہ پانی کیا ہے؟ ان میں سے زیادہ تر لوگ آپ کو پانی سے وضو اور غسل کے طریقوں اور آبِ جاری، آبِ کُر اور آبِ مصاف کے بارے میں تو بتا دیں گے لیکن شاید یہ نہیں بتا سکیں گے کہ پانی کیا ہے؟

پانی کے عجائبات کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ہم سائنس کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پانی کیا ہے؟ اگرچہ اس باب میں آپ جو کچھ پڑھیں گے وہ بھی عجائبات سے کم نہیں۔

پانی اللہ تعالیٰ کا انمول تحفہ اور ایک عظیم نعمت ہے۔ نظام شمسی کے تمام سیاروں میں زمین وہ واحد سیارہ ہے جہاں پانی جیسی نعمت قابلِ استفادہ حالت پائی جاتی ہے۔ جب کہ دوسرے تمام سیاروں میں پانی کسی نہ کسی شکل میں موجود تو ہے لیکن اس کے حصول کے

امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ایک قطرہ کم ہوتا اور نہ ایک قطرے کا اضافہ ہوتا ہے:

یہ حقیقت بھی حیران کن ہے کہ ہم کتنا ہی پانی استعمال کریں اور چاہے کتنی ہی بارش برسے لیکن کرہ ارض کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو پانی مخصوص کیا ہے اس میں نہ ایک قطرے کی کمی ہوتی ہے اور نہ ایک قطرے کا اضافہ۔ اس پانی کو انسان حیوان، پیڑ پودے، استعمال کرتے ہیں لیکن یہ سارا پانی ان کے جسم سے سانس، پسینے اور دوسرے ذرائع سے خارج ہوتا رہتا ہے اور مختلف مراحل سے گزر کر زمین، سمندر یا فضا میں چلا جاتا ہے۔ جہاں سے یہ بارش، شبنم، برف باری یا اولوں کی شکل میں دوبارہ زمین پر لوٹ آتا ہے۔

(یہ معاملہ پانی ہی کا نہیں دوسری مادّی چیزوں کا بھی ہے)

پانی جو ہمارے نزدیک ایک عام سی چیز ہے، یہ دراصل دو گیسوں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مجموعہ ہے اور تمام ذی حیات کی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔ پانی کے اندر دو ایٹم ہائیڈروجن کے ہوتے ہیں اور ایک ایٹم آکسیجن کا پایا جاتا ہے۔

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ زندگی کا آغاز پانی سے ہوا۔ زندگی کی پہلی شکل سمندروں میں رونما ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی دنیا کے تمام ذی حیات پانی ہی کے اندر زندگی گزار رہے ہیں۔ پانی ہر وقت، ہر جگہ، ہر موسم میں ہمارے اردگرد موجود رہتا ہے، فضا میں یہ رطوبت موجود نہ رہے تو سانس لینا مشکل ہو جائے۔

اوور ہیڈ ٹینک:

دنیا کے پانی کا 2 فیصد حصہ زیادہ تر قطبین اور پہاڑوں پر جمی ہوئی برف کی صورت میں محفوظ رہتا ہے اور دنیا کے باسیوں کے لئے کسی اوور ہیڈ واٹر ٹینک کا کام کرتا ہے۔ پہاڑوں پر برف پگھلتی ہے تو یہ پانی معدنیات کو اپنے ساتھ لے کر میدانوں کا رخ کرتا ہے پہاڑوں

سے پانی کے آبشار گرنے لگتے ہیں۔ دریا ندی نالے پانی سے بھر جاتے ہیں اور یہ پانی کھیتوں کھلیانوں اور باغوں کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے۔

پانی جن معدنیات کو اپنے ساتھ لاتا ہے، وہ درختوں، پیڑ پودوں، پھلوں اور سبزیوں میں منتقل ہو جاتی ہیں اور وہاں سے انسانوں اور حیوانوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ پانی اسی طرح انسانوں اور تمام ذی حیات کو سامان زیست فراہم کرتا رہتا ہے۔ ہماری زندگی کے لئے غذائی معدنیات پانی ہی کی مدد سے میدانوں، کھیتوں، کھلیانوں تک پہنچتی ہے۔

دنیا میں پانی کی زیادہ تر مقدار سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق کرہ ارض کے 350 ملین کیوبک فٹ رقبے پر سمندروں کا کھارا پانی پھیلا ہوا ہے۔ اس کے مقابلے میں میٹھا پانی جو دریاؤں، جھیلوں اور چشموں سے نکلتا ہے وہ بہت کم مقدار میں پایا جاتا ہے۔ (Ref: How The Earth Works)

واٹر سائکل:

سمندروں کا پانی سورج کی توانائی سے گرم ہوتا ہے اور آبی بخارات کی شکل میں فضا کی طرف جاتا رہتا ہے۔ ہوائیں اس پانی کو آبی بخارات کی شکل میں اپنے ساتھ لے کر زمین کے دوسرے حصوں کا رخ کرتی ہیں۔ اس عمل کے دوران کھارے پانی میں موجود نمکیات، غلاظتیں اور دوسرے مضر اجزاء سمندر کی تہہ پر رہ جاتے ہیں اور پاک صاف پانی فضا میں لوٹ جاتا ہے اور پھر بارشوں، برف باری اولوں اور شبنم کی صورت زمین پر برسنے لگتا ہے۔ زمین سے فضا اور فضا سے زمین تک پانی کا یہ چکر جسے سائنسی زبان میں واٹر سائکل کہا جاتا ہے ہر وقت اسی طرح جاری رہتا ہے۔ (پانی کا یہ چکر دنیا ہی میں نہیں ہم انسانوں کے جسموں میں بھی اسی طرح چلتا رہتا ہے)۔

اس واٹر سائکل کے بارے میں سائنس دانوں سے 14 سو برس پہلے امیر المومنین علیہ السلام

نے فرمایا:

پانی ہر وقت تمہارے اوپر سے گزرتا رہتا ہے۔''

(بحار الانوار، جلد ۵۸، ص، ۳۹)

بارش کے پانی کی بڑی مقدار وہ ہے جو زمین کی گہرائی میں چلی جاتی ہے حتیٰ کہ صحراؤں کے نیچے بہت گہرائی میں بھی پانی کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے لیکن یہ پانی بہت کم حرکت کرتا ہے۔ یہ سال بھر میں تین فٹ کے قریب آگے بڑھتا ہے۔

2.7 ارب سال پرانا پانی:

ابھی حال ہی میں یعنی 2013ء میں برطانیہ اور کنیڈا کے ماہرین ارضیات نے کینیڈا میں ایک مقام پر زمین کے اندر تقریباً ڈھائی کلومیٹر گہرائی تک ڈرل کی اور پانی کے ایک ایسے ذخیرے کا پتا لگایا جو دنیا کا سب سے قدیم پانی ہے۔ یہ پانی 2.7 بلین سال پرانا ہے جو زمین کے اندر چٹانوں کے درمیان محفوظ ہو گیا تھا۔ سائنس دانوں کے خیال میں یہ وہ پانی ہے جس سے زندگی کا آغاز ہوا کیونکہ اس میں وہ سارے حیاتیاتی اجزا موجود ہیں جو زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے پہلے ایسا پانی جنوبی افریقہ میں زیر زمین دریافت ہوا تھا۔ لیکن وہ پانی 1.5 بلین سال پرانا تھا۔

پانی دو عناصر کا مجموعہ:

انسان قدیم زمانے بلکہ اپنی زندگی کے آغاز کے ساتھ ہی پانی استعمال کرتا رہا ہے لیکن پانی پر غور و فکر کا آغاز علم و فن کے ابتدائی مرکز یونان کی سرزمین سے ہوا۔ مشہور یونان فلسفی ارسطو نے پہلی بار اس موضوع پر بات کی۔ اس نے کہا کہ پانی ایک عنصر ہے لیکن 1781ء میں ایک انگریز کیمیا دان ہنری نے ہائیڈروجن پر تجربے کے دوران معلوم کیا کہ پانی ایک

عنصر نہیں بلکہ عناصر کا مجموعہ ہے۔ اس کے چند سال بعد فرانس کے نامور کیمیا دان انتھونی لاویزیر نے اپنے تجربات سے ثابت کیا کہ پانی دو عناصر یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن گیس کا مرکب ہے۔

سترھویں صدی عیسوی کے بعد مغرب میں پیدا ہونے والی علمی بیداری اور سائنسی علوم کی ترقی کے بعد مغرب کے سائنس دانوں نے پانی کی توانائی سے فائدہ اٹھانے کے نت نئے راز اور طریقے دریافت کیے۔

پانی سے توانائی:

ان طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ پانی کی بڑی مقدار کو بڑے بڑے ڈیموں میں جمع کر کے اسے سرنگوں کے ذریعے ٹربائن کے پنکھوں پر گرایا گیا اور اس سے بجلی پیدا کی جانے لگی۔ اس بجلی کو ہائیڈروالیکٹرک پاور کہا جاتا ہے اس وقت دنیا کا سب سے بڑا ہائیڈرو الیکٹرک کمپلیکس شمالی امریکا کے ممالک پیراگوائے اور برازیل کے درمیان قائم ہے۔ اس ڈیم کے اٹھارہ ٹربائن روزانہ 12600 میگاواٹ بجلی پیدا کرتے ہیں۔ یہ بجلی بیک وقت سو والٹ کے بارہ کروڑ بلب روشن کرسکتی ہے۔ اس وقت دنیا کی ضرورت کی 20 فیصد بجلی پانی کے ڈیموں ہی سے حاصل کی جارہی ہے۔

جدید فزکس:

جدید فزکس کے بانی اور نامور سائنس دان آئن اسٹائن کے دور میں جب مادّے سے توانائی حاصل کرنے کی کوششوں کا آغاز ہوا تو پہلی بار پانی کی ایک قسم ''بھاری پانی'' سامنے آئی۔ اس پانی میں آکسیجن ے ساتھ ہائیڈروجن نہیں ہوتی۔ اس میں آکسیجن کے ساتھ ایک اور گیس ڈیوٹیریم کو ملایا جاتا ہے۔

ڈیوٹیریم بھی ایک خاص طرح کی ہائیڈروجن ہی ہوتی ہے لیکن اس کے ہر ایٹم کے نیوکلس

یعنی مرکزے میں ایک اضافی نیوٹرون پایا جاتا ہے۔ بھاری پانی ایٹمی ری ایکٹرز میں استعمال ہوتا ہے اور ایٹمی ری ایکٹرز سے مختلف طرح کی توانائی حاصل کی جاتی ہے۔ مغربی ممالک نے ہائیڈروجن بم بھی پانی ہی کے ایک عنصر یعنی ہائیڈروجن کے ذریعے تیار کیے ہیں جن کی طاقت اور توانائی کا مکمل اندازہ کرنا ان کے استعمال سے پہلے کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے۔

غور و فکر کا نتیجہ:

حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی سائنسی ترقی دراصل ان کے سائنس دانوں کے غور و فکر، تحقیق، مشاہدات اور بار بار کے تجربات کا نتیجہ ہے وہی غور و فکر جس کی دعوت چودہ سو سال پہلے قرآن اور اہل بیتؑ نے سب سے پہلے ہم مسلمانوں کو دی تھی۔

پانی کا تذکرہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ میں بار بار آیا ہے اور اس کا مقصد انسانوں کو اس عظیم نعمت، اس کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا اور انہیں اس ذات کی شناخت اور شکر کی دعوت دینا ہے جس ذات نے یہ عظیم نعمت انسانوں کو فراہم کی ہے۔ مثلاً:

''اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا جس سے ہم نے باغات اور کٹے جانے والے دانے (اناج) اُگائے۔ اور کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کیے جن میں تہہ بہ تہہ خوشے لگے ہوتے ہیں۔''

(سورۂ ابراہیم، آیت ۳۲)

''(اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ بتاؤ کہ اگر تمہارا یہ پانی زمین میں جذب ہوجائے تو کون ہے جو تمہارے لئے پانی لے آئے؟''

(سورۂ ملک، آیت ۳۰)

اگر میں چاہوں:

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ ایک دن مسجد کوفہ میں خطبہ دے رہے تھے۔

آسمانوں پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اچانک بادل گرجے اور بارش شروع ہوگئی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے برستے ہوئے بادلوں کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"اگر میں چاہوں تو دنیا کے آبشاروں سے اتنا نور پیدا کردوں کہ ساری دنیا روشن ہوجائے۔" ایک اور مقام پر آپ نے پانی کے حوالے سے فرمایا: "میں چاہوں تو اس پانی سے اتنا نور پیدا کردوں کہ پوری دنیا جگمگا اٹھے۔"

(حوالہ: التکامل فی الاسلام، مولف: احمد امین۔ بیروت)

شکرِ نعمت، کفرِ نعمت

سائنسی حقائق

پانی کے عجائبات کے حوالے سے بہت سی باتیں کرنا ہیں۔ بات ایک جاپانی سائنس دان کے تجربات سے شروع کرتے ہیں۔

حال ہی میں ایک جاپانی سائنس دان کی نئی کتاب مارکیٹ میں آئی ہے۔ یہ کتاب انگلش میں ہے ہم سب کو پڑھنا چاہیے۔ ماسارواموٹو بدھ مذہب کا پیروکار ہے۔ کتاب کا نام ہے "The Hidden Message in Water" اس کتاب میں پہلی بار ایسے حیران کن سائنسی انکشافات سامنے آئے ہیں جو اس سے پہلے عام آدمی کے علم میں نہیں تھے۔ اس لیے کہ ان اسرارِ کائنات کے بارے میں اس سے پہلے کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔ اردو داں طبقے ہی میں انہیں انگریزی داں طبقے میں بھی شاید چند فی صد افراد سے زیادہ لوگ ان حقائق کے بارے میں کچھ جانتے ہوں۔

اردو میں پہلی بار:

اردو پڑھنے والوں کے لیے ان حیران کن انکشافات کو ہم پہلی بار کتاب کی صورت میں منتقل کر رہے ہیں۔

جاپانی سائنس دان ماسارواموٹو کا موضوع پانی ہے۔ اس کی تفصیلات آپ آیندہ

صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور ان نعمتوں کی شکر گزاری یا ناشکر گزاری کے اثرات کے حوالے سے ایک سائنسی کتاب ہے تمام تر سائنسی ثبوتوں کے ساتھ ماساروامولو کے سائنسی تجربات، شکر نعمت اور کفر نعمت کے بارے میں ان تمام آیاتِ قرآنی اور احادیث معصومینؑ کی تصدیق کرتے ہیں جو قرآن مجید اور ذخیرہ احادیث میں موجود ہیں۔ جنھیں ہم سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں، ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ ان آیات واحادیث کو مانتے ہیں لیکن ان میں جو کچھ احکامات و ہدایات موجود ہیں، ان پر ذرا کم ہی عمل کرتے ہیں۔ اسی لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو تو مانتے ہیں لیکن اس کی بات کم مانتے ہیں۔



جاپانی سائنس دان ماساروا موٹو

ماساروا موٹو کی لیب:

ماساروا موٹو نے ٹوکیو میں ایک بہت بڑی لیبارٹری قائم کر رکھی ہے۔ اس لیبارٹری میں اس نے پانی اور مختلف غذائی اجزاء پر تجربے کیے اور انہیں بار بار دہرا کر یہ نتیجہ حاصل کیا کہ نعمتوں کی قدر و قیمت کا احساس کرنا، اور شکر ادا کرنا، نعمتوں کے معیار، مقدار، اور اثرات میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اگر نعمتوں کی قدر نہ کی جائے تو نتائج اس کے برعکس ظاہر ہوتے ہیں۔

اب مجھے ضرورت نہیں کہ میں آپ کے لیے قران اور حدیث سے نعمتوں کی قدر اور شکرانے کے حوالے پیش کروں اس لیے کہ آپ پہلے ہی ان آیات واحادیث کو پڑھتے اور سنتے رہے ہیں۔

نہیں! شاید ہم نے غلط کہا۔ اس طرح کی احادیث جو روزمرہ زندگی کی گزارنے سے

متعلق ہیں ہمارے منبروں سے جو ابلاغ کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں بہت کم سننے کو ملتی ہیں۔ دوسرا ذریعہ کتابیں ہیں تو اس طرح کے موضوعات پر کتابیں تو ہیں لیکن انہیں خریدنے اور پڑھنے والے بہت کم ہیں۔

اساروا موٹو نے جو ریسرچ کی اس کا ایک حصہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ تفصیلات جاننا چاہیں تو گوگل پر کتاب کا نام ٹائپ کریں۔ اس ریسرچ کے بارے میں بہت ساری مزید معلومات بھی آپ کو مل جائیں گی۔

خالص پانی:

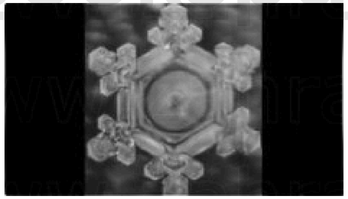
بات ذرا تفصیلاً بتانا ہی پڑے گی...... دیکھیں آسمان سے برف باری کے دوران جو پانی برستا ہے تو وہ برف کے ذرات (Crystals) کی شکل میں برستا ہے اور ان میں سے ہر ذرّہ ایک مختلف شکل کا ہوتا ہے لیکن ہر ذرے کی بناوٹ چھ کونوں والی ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ذرہ خالقِ کائنات کی صنعت کے عجائبات کا نمونہ ہے اس لیے کہ اگرچہ ہر ذرہ چھ کونوں والا ہوتا ہے لیکن آج تک برف کے جتنے ذرات گرے اور جو قیامت تک گریں گے ان میں سے ہر ذرے کی شکل دوسرے ذرّے سے مختلف ہوتی ہے یا ہوگی۔ یہ پانی کے بالکل خالص ہونے کی نشانی ہے۔

جاپانی سائنس دان نے پانی کو اپنی لیبارٹری میں برف کے ذرات یعنی کرسٹلز کی شکل میں جمانے کا کام شروع کیا۔ اس مقصد کے لیے اس نے ڈسٹل واٹر، نلکے کے پانی اور دریا اور جھیل کے پانیوں کے نمونے لیے اور انہیں برف کے ذرات یعنی "Crystals" کی شکل میں جمایا۔ اس تجربے سے اسے معلوم ہوا کہ پانی، اگر بالکل خالص ہو تو اس کے کرسٹل بہت خوب صورت بنتے ہیں لیکن اگر خالص نہ ہو تو کرسٹل سرے سے بنتے ہی نہیں یا بہت بدشکل بنتے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ ڈسٹل واٹر سے (جو انجکشن میں استعمال ہوتا ہے) خوب صورت

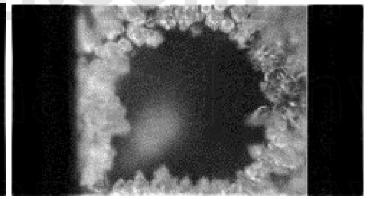
کرسٹل بنے۔ صاف پانی والی جھیل کے پانی سے بھی کرسٹل بنے لیکن نلکے کے پانی سے کرسٹل بالکل ہی نہیں بنے کیوں کہ اس میں کلورین اور دوسرے جراثیم کش اجزاء شامل تھے۔

تھینک یو:

اس کے بعد اس نے ایک اور تجربہ کیا جس کے نتائج حیران کر دینے والے تھے۔ اس نے شیشے کی سفید بوتلوں میں مختلف اقسام کے پانیوں کے نمونے جمع کیے۔ ڈسٹل واٹر والی بوتل پر اس نے لکھا "You Fool" اور نلکے کے پانی والی بوتل پر لکھا "Thank You" یعنی خالص پانی کو حقارت آمیز جملے سے مخاطب کیا اور نلکے کے پانی کو شکرگزاری کے الفاظ سے اور ان دو بوتلوں کو لیبارٹری میں مختلف مقامات پر رکھ دیا۔ لیبارٹری کے تمام ملازمین سے کہا گیا کہ جب اس بوتل کے پاس سے گزرو تو You Fool والی بوتل کے پانی کو دیکھ کر کہو "You Fool" اور ''Thank You'' والی بوتل کے پاس ٹھہر کر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک جاؤ



Thank You



You Fool

اور بڑی شکر گزاری کے ساتھ اس سے کہو "ThankYou"

حیران کن نتائج:

یہ عمل 25 دن جاری رہا۔ 25 ویں دن دونوں بوتلوں کے پانیوں کو برف بنانے کے عمل

سے گزارا گیا۔ نتائج حیران کن تھے۔ ڈسٹل واٹر سے (جو خالص پانی تھا اور اس سے پہلے اسی پانی سے بہت خوب صورت کرسٹل بنے تھے) کرسٹل تو بن گئے لیکن انتہائی بدشکل۔ ماساروا موٹو کے کہنے کے مطابق یہ کرسٹل اس پانی کے کرسٹل سے ملتے جلتے تھے جن پر ایک مرتبہ انہوں نے SATAN یعنی شیطان لکھ کر رکھ دیا تھا۔

نلکے والا پانی جس سے پہلے کرسٹل نہیں بنے تھے، اس مرتبہ اس پر ''تھینک یو'' لکھا ہوا تھا اور کئی لوگ 25 دن تک اس پانی کو دیکھ کر ''تھینک یو'' کہتے رہے تھے، اس پانی سے بہترین اور خوب صورت کرسٹل بن گئے تھے۔

اس کا مطلب یہ کہ نعمتوں کو ٹھکرائے، انہیں حقیر سمجھنے اور ان کا مضحکہ اڑانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خالص پانی آلودہ پانی میں تبدیل ہو گیا۔ نعمتوں کا ادراک کرنے اور انہیں دیکھ کر شکر ادا کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آلودہ پانی خالص آبِ حیات میں تبدیل ہو گیا۔

ایک گلاس پانی پینے پر جنت مل جاتی ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''کبھی ایک آدمی صرف پانی پیتا ہے تو اللہ تعالی اسے جنت عطا کر دیتا ہے۔ اس طرح کہ کوئی شخص تھوڑا سا پانی پیئے اور پوری پیاس بجھائے بغیر برتن یعنی (گلاس یا کٹورے) کو دور کرے اور اللہ تعالی کی حمد بیان کرے۔ پھر تھوڑا پانی پیئے اور پانی کے برتن کو اپنے ہونٹوں سے دور کرے جب کہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی ہو اور دوبارہ اللہ تعالی کی حمد بیان کرے (یعنی شکر ادا کرے) پھر پانی پیئے۔ ایسا کرے سے اللہ تعالی اس کے سے جنت واجب کر دیتا ہے'' (حوالہ: معانی الاخبار)

چاولوں پر تجربات:

اسی جاپانی سائنس دان نے اسی طرح کا تجربہ چاولوں پر بھی کیا۔ اس نے ایک ہی فصل

اور ایک ہی کوالٹی کے چاولوں کو تین الگ الگ بوتلوں میں رکھا۔ ان بوتلوں میں چاولوں کو ایک ہی طرح کے پانی کے اندر ڈبو کر رکھا گیا تھا اور ان بوتلوں کے 25 سیٹ بنائے گئے۔



شیشے کی ایک بوتل پر لکھا تھا "Thank You" دوسری پر لکھا تھا "You Fool" اور تیسری بوتل پر کچھ نہیں لکھا گیا۔

یہ تین تین بوتلیں مختلف گھروں میں رکھوائی گئیں اور گھر والوں سے کہا گیا کہ گھر میں انہیں مختلف جگہوں پر رکھیں۔ گھر کا ہر فرد، روزانہ ان بوتلوں کے پاس جائے اور Thank You والی بوتل کے پاس جا کر کہے ’’تھینک یو‘‘۔ You Fool والی بوتل والے چاولوں سے کہے "You Fool"...... البتہ جس بوتل پر کچھ نہیں لکھا گیا ہے اس بوتل کو کہیں ایک طرف رکھ دیں اور اس سے کچھ بھی نہ کہیں یعنی ان چاولوں کو بالکل نظر انداز کر دیں۔

ایک ماہ بعد ان بوتلوں کو لیبارٹری میں پہنچا دیں۔

نعمتوں کو نظر انداز کرنا:

ایک ماہ کے بعد الگ الگ بوتلوں والے چاولوں کا جائزہ لیا گیا جو ایک ماہ سے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے، اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ حیران کن نتائج سامنے آئے۔ انھوں نے دیکھا کہ "Thank You" والے چاول زیادہ چمک دار اور اچھے لگ رہے تھے۔ "You Fool" والے چاول خراب ہو گئے تھے لیکن جن چاولوں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا وہ سب سے زیادہ خراب حالت میں تھے اور وہ بالکل سڑ چکے تھے۔

مختلف گھروں کے افراد نے بتایا کہ You Fool والے چاولوں سے بھی پہلے وہ چاول خراب ہونا شروع ہو گئے تھے جنھیں بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا، یہ بہت جلد سڑ کر

بالکل سیاہ پڑ گئے تھے۔

یہ ہیں شکرِ نعمت، کفرِ نعمت اور نعمتوں کو نظر انداز کر دینے کے اثرات کے سائنسی ثبوت اور یہ سب باتیں وہ ہیں جنھیں ہم قرآن میں پڑھتے ہیں، احادیث معصومؑ میں دیکھتے ہیں، علمائے کرام اور اپنے بزرگوں سے سنتے رہتے ہیں لیکن ان باتوں کی قدر و قیمت کو نہیں جانتے۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

’’بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہر نعمت میں ایک حق ہے۔ تو جو (شخص) اس حق کو ادا کرتا ہے، اللہ اس کی نعمت کو بڑھاتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ موجود نعمت کو بھی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔‘‘ (کلمات قصار، نہج البلاغہ)

پانی یاد رکھتا ہے:

ان سائنسی تجربات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے، اپنا ردّعمل ظاہر کرے اور خود کو تبدیل کر سکنے کی صلاحیت صرف انسانوں اور حیوانوں میں ہی نہیں خود پانی کے اندر بھی موجود ہے۔ پانی دیکھتا ہے، سنتا ہے، محسوس کرتا ہے اور اپنا اچھا یا برا ردّعمل ظاہر کرتا ہے۔ یہی نہیں ان تجربات سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں اور جس قدر پانی موجود ہے وہ دوسری جگہ موجود پانی سے ہر وقت رابطے میں رہتا ہے۔ (اس کی تفصیل آپ آیندہ ابواب میں دیکھیں گے)

انسان بھی تو ستّر فی صد پانی ہے:

کرہ ارض کا ستر فی صد رقبہ پانی پر مشتمل ہے۔ تیس فی صد حصے پر خشکی ہے۔ دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ پانی اور خشکی کا یہی تناسب ہر انسان کے جسم میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہمارے جسم کا ستر فی صد حصہ بھی پانی پر مشتمل ہے۔

انسانی جسم اور پانی کی مقدار:

ایک عجیب بات ذہن میں آئی! ہر انسان کے اندر پانی کی جو الگ الگ مخصوص مقدار پائی جاتی ہے، تو یہ پانی کے ذخیرے بھی ایک دوسرے سے کیمیونی کیٹ (رابطہ) کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے اچھا یا بُرا ردِّعمل ظاہر کرتے ہوں گے۔ شاید اسی لیے کچھ لوگ ہم سے پہلی بار ملتے ہیں اور ہمارے دل میں اپنے لیے جگہ بنا لیتے ہیں۔ کچھ لوگ بڑی اچھی طرح ملتے ہیں لیکن ہمیں اچھے نہیں لگتے، ہماری ان سے کبھی نہیں بنتی۔ اس کی وجہ شاید پانیوں کا اختلاف ہوتا ہو۔ پانی کی بھی تو بے شمار اقسام ہیں۔

الحمدُ للہِ رب العالمین:

پانی پر ہونے والی اس تحقیق سے ایک اور بات بھی ذہن میں آئی۔ مثلاً پانی اگر Thank You سن اور پڑھ سکتا ہے تو اپنے خالق کی حمد کو سننا اور پڑھنا تو، بدرجہ اولیٰ اس کی فطرت میں شامل ہوگا۔ اب اگر ہم سفید شیشے کی پاک صاف بوتل پر ''الحمد للہ رب العالمین'' لکھ کر اس پانی کو پییں تو یقیناً یہ پانی آبِ حیات بن سکتا ہے۔ اگر ہم نماز اور تلاوت قرآن یا دعاؤں کو پڑھتے وقت پانی کو اپنے قریب رکھیں تو پانی بھی اللہ تعالیٰ کی اس حمد کو سنے گا اور اس کے حیات آفریں اثرات کو اپنے اندر جذب کر کے ہمارے اور دوسروں کے لیے صحت و زندگی کی نوید بن جائے گا۔

پانی کو بوتل میں رکھنے کی کیا ضرورت:

اچھا! پانی کو بوتل میں رکھنے کی کیا ضرورت، اس سے کہیں زیادہ پانی تو خود ہر انسان کے اپنے جسم میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہمارے جسم کا سارا پانی بھی تو ''نماز'' میں مشغول ہوتا ہوگا۔ جب ہم قرآن مجید کی تلاوت اور آیات الٰہی میں غور و فکر

کرتے ہیں تو یہ کام بھی ہم جسم میں موجود پانی کی مدد کے بغیر سر انجام نہیں دے سکتے۔ ان سب کاموں میں ہمارے جسم میں موجود پانی ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ہم دعا کرتے ہیں یا کوئی دعا پڑھتے ہیں تو ہمارے جسم کا پانی ہی دعا مانگنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ یعنی ان سب نیک اعمال میں پانی ہمارا برابر کا شریک ہوتا ہے۔

ہمارے جسم میں موجود پانی کا ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ، قرآن اور دعاؤں کے ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ اور ہماری ہر ہر کیفیت کو محسوس کرتا ہے۔ اکثر نماز، تلاوتِ قرآن اور دُعا مانگنے کے دوران جسم میں موجود، زندگی کی بنیاد، یہ آبِ حیات اپنا ردِّعمل ہم پر ظاہر بھی کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو پانی کی دو ادائیں بہت پسند ہیں:

یہ ردِّعمل ہوتا ہے اللہ کے خوف، اللہ کے احسانات کے احساس، اللہ کی نعمتوں کے شکرانے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے مصائب و محبت میں بہنے والے بے ساختہ آنسو...... یہ آنسو جب بھی کسی مومن کی آنکھ سے امنڈتے ہیں تو دوزخ کے ایک بہت بڑے حصے کو مومن کے لیے جنت کے باغات میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پانی کی دو ادائیں بہت پسند ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے والے کے جسم سے قطرۂ خون بن کر زمین پر گرے اور دوسری یہ کہ یہ پانی عشقِ خدا میں کسی مومن کی آنکھ سے نکل کر رات کی تاریکی میں اس کے رخساروں پر پھیل جائے۔

پانی کا دوسرے پانیوں سے رشتہ!

شکرِ نعمت اور کفرِ نعمت کے حوالے سے جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو کے تجربات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ گزشتہ باب کا خلاصہ، جاپانی سائنس دان کے تجربات کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا شکر ادا کرنا، برکت کا سبب بنتا ہے اور کفرِ نعمت (یعنی ان کی موجودگی کو محسوس ہی نہ کرنا) انھی نعمتوں میں نقص وخرابی پیدا کر دیتا ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: ''نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو کیونکہ قابو سے نکل جانے والی ہر چیز واپس نہیں آیا کرتی۔'' (نہج البلاغہ)

شکر گزاری، ناشکر گزاری:

جن چاولوں کو دیکھ کر محسوس کرتے ہوئے، ان کے سامنے ''THANK YOU'' کہا گیا، ان کے معیار میں اضافہ ہو گیا اور جن چاولوں کو بار بار'' FOOL YOU '' کہہ کر ان کا مضحکہ اُڑایا گیا، وہ بہت جلد اپنی غذائیت کھو بیٹھے اور خراب ہو گئے اور جن چاولوں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا تھا، وہ ان چاولوں سے بھی پہلے اور زیادہ خراب ہوئے جنہیں 25 دن تک مسلسل YOU FOOL کہا جاتا رہا تھا۔

اسی طرح جس پانی کو THANK YOU کہا گیا وہ آلودگی سے پاک ہو گیا اور جس پاک

و پاکیزہ پانی کو بار بار YOU FOOL کہہ کر مخاطب کیا گیا وہ بہت جلد آلودہ اور غلیظ پانی میں تبدیل ہو گیا۔

توحید کا مبہم عقیدہ:

یہاں ایک بات کی وضاحت کر دیں۔ جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو ان سائنس دانوں میں شامل ہے جو اللہ کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں لیکن بدھ مذہب کا پیروکار ہونے کے سبب ماسارو اموٹو کے ذہن میں توحید کا کوئی واضح تصور موجود نہیں ہے۔ اسی لیے اس کا خیال ہے کہ پانی یا چاولوں میں جو بھی اچھی یا بری تبدیلی رونما ہوئی، وہ چاولوں یا پانی کے ذاتی ردِ عمل کے سبب پیدا ہوئی۔

مغرب کے سائنس دانوں کی یہ ایک عمومی حکمتِ عملی یا پرابلم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے دیکھتے ہیں، ان پر غور و فکر بھی کرتے ہیں لیکن ہر چیز، ہر بات اور اَسرارِ کائنات کی ہر قسم کو نیچر سے منسوب کر دیتے ہیں۔ اگرچہ بہ قول امام جعفر صادقؑ فطرت (یعنی نیچر) تو وہ نظام ہے جسے خالقِ کائنات نے اپنی مخلوقات میں جاری وساری کیا ہے۔

(حوالہ: توحید مفضل سائنسی تشریحات کے ساتھ۔ لیکچر ۳۔۴)

بہر حال ماسارو اموٹو اس بات کو شاید نہیں سمجھ سکا کہ پانی یا چاولوں میں سننے، پڑھنے، محسوس کرنے اور ردِ عمل ظاہر کرنے کی صلاحیت یا ان کے اندر موجود غذائی اجزاء کو خود چاول یا پانی اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے تھے، اسی لیے کہ وہ معرضِ وجود میں آنے سے پہلے تھے ہی نہیں کہ اپنے اندر کسی طرح کی صلاحیت پیدا کر سکتے۔ نہ ان کی انسانوں اور دوسرے ذی حیات سے کوئی دوستی یا رشتے داری تھی کہ وہ ان کے تھینک یو کہنے پر خوش ہو کر اپنے اندر، ان کے لیے مخصوص غذائی اجزاء محفوظ رکھیں۔ پھر انہیں کیا معلوم کہ کس حیوان کو کس چیز کی ضرورت ہوگی کہ وہ اسے زمین سے حاصل کر کے اپنے اندر محفوظ رکھیں۔

الحمدﷲ رب العالمین:

تو یہ سمجھنا کہ اگر ہم نے پانی یا چاولوں کو ''تھینک یو'' کہا تو وہ ہمارے لیے سودمند ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان کا مضحکہ اُڑایا، انہیں نظر انداز کیا تو وہ ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔۔۔۔۔اگر ہم نے ایسا سوچا تو یہ ایک بچکانہ اور احمقانہ بات ہوگی۔شرک کا بنیادی سبب انسانوں کی اس طرح کی سوچ رہی ہے کہ سورج کی وجہ سے چونکہ زندگی برقرار رہتی ہے اور یہ بہت بڑا اور طاقتور وجود ہے تو اسی کے آگے سر جھکانے سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔اسی طرح دوسرے ستاروں، پیڑ پودوں اور جانوروں کی پوجا پاٹ کا معاملہ ہے۔

اسلام توحید کا واضح تصور پیش کرتا ہے کہ ہر شۓ کو پیدا کرنے والی ایک ہی ذات ہے یعنی اللہ ربّ العالمین۔اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کی مخلوق اور اسی کے زیر فرمان ہے۔

بھوک میں کھانا سامنے آئے، پیاس میں پانی مل جائے تو اس کھانے اور پانی کو دیکھ کر ان کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اگر ہم اپنے اور ان غذاؤں کے پیدا کرنے والے کے لیے دل کی گہرائیوں سے ''الحمدﷲ رب العالمین'' کہیں تو یہ زیادہ اچھی بات ہوگی۔

آگے بات کریں:

آیئے اب جاپان کے سائنس دان ماسارو اموٹو کی کتاب دی ہڈن میسج ان واٹر (The Hidden Message in Water) کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

یہ بات تو ہماری سمجھ میں آگئی کہ پانی پڑھ سکتا ہے، سُن سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے۔البتہ یہ بتانا بہر حال مشکل ہے کہ پانی یہ سارے کام کن ''اعضاء'' سے اور کس طرح سرانجام دیتا ہے پانی کی ان صلاحیتوں کے مزید سائنسی ثبوت ہم اگلے ابواب میں پیش کریں گے۔

یہ صلاحیتیں صرف پانی ہی میں نہیں پائی جاتیں، بلکہ پیڑ پودوں کے بارے میں بھی بار بار کے سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پیڑ پودے، سنتے ہیں، یاد رکھتے

ہیں اور اپنا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔اس وقت ہمارا موضوع پانی ہے۔اس لیے اپنی گفتگو کو پانی ہی تک محدود رکھتے ہیں۔(پیڑ پودوں کے بارے میں ایک الگ باب اس کتاب میں موجود ہے)

پانی سے خارج ہوے والی لہریں:

ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ جاپان کے اس سائنس دان یعنی ماسارو اموٹو نے اپنی ایک بہت بڑی لیبارٹری قائم کر رکھی ہے۔اس لیب کے اندر اس نے جاپان اور دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں پائے جانے والے پانیوں کے نمونے جمع کر رکھے ہیں۔مثلاً مختلف جھیلوں، دریاؤں، میٹھے پانی کے چشموں کے پانی دنیا کے مختلف دریاؤں کے پانی۔حتیٰ کہ آبِ زم زم تک اس کی لیب میں موجود رہتا ہے۔(ہمیں نہیں معلوم کہ آبِ فرات بھی اس کی لیب میں موجود ہے کہ نہیں)لیبارٹری میں موجود سائنس دان روزانہ کی بنیاد پر ان پانیوں کا مکمل ریکارڈ محفوظ رکھتے ہیں کہ پانی میں کسی طرح کی تبدیلی رونما ہوئی یا نہیں ہوئی۔

اسی مقصد کے لیے انہوں نے پانی کی ہر قسم کو الگ الگ خصوصی آلات سے منسلک کر رکھا ہے اور یہ آلات کمپیوٹرز سے منسلک ہیں۔سائنس دان یہ بات معلوم کر چکے ہیں کہ خالص پانی سے کس طرح کی لہریں نکلتی ہیں اور اگر یہ آلودہ ہو جائے تو اس سے خارج ہوے والی نادیدہ لہریں کس طرح کی ہوتی ہیں۔پانی سے خارج ہوے والی یہ ریڈی ایشنز E.C.G کی لہروں کی طرح کمپیوٹرز کی اسکرین پر نظر آتی ہیں۔

یہ بات سائنس دان بہت عرصے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز سے ریڈی ایشنز خارج ہوتی ہیں اور ہر چیز کی ریڈی ایشنز دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔مثلاً لوہا، فولاد، جست، تانبا، پلاسٹک، گندھک، تیزاب، بارود، فاسفورس، غرض ہر چیز سے خارج ہوے والی ریڈی ایشنز کا نمونہ کمپیوٹرز میں محفوظ ہے۔

عراق پر امریکی حملہ:

ماساروا موٹو نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

’’ایک صبح جب ہم لیبارٹری میں پہنچے اور ہمارے کارکنوں نے ایک ایک کر کے پانیوں سے منسلک کمپیوٹرز کو آن کیا تو ہم سب حیران رہ گئے۔ اس لیے کہ اس دن پانی کے تمام نمونوں کا ردِ عمل بالکل ہی مختلف تھا۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ ہم نے اپنے آلات بدل کر دیکھے، محفوظ پانی کے علاوہ دوسرا پانی منگوا کر اسے انھی آلات سے چیک کیا لیکن اس پانی سے بھی وہی ریڈی ایشنز خارج ہو رہی تھیں جو ہمارے لیب میں موجود پانی کے نمونوں سے نکل رہی تھیں۔

یہ ایک عجیب تجربہ تھا۔ ہم نے پانی سے ایسی ریڈی ایشنز پہلے کبھی خارج ہوتے ہوئے نہیں دیکھی تھیں۔ اس بات نے ہمیں چکرا کر رکھ دیا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پانی سے ان چیزوں کی ریڈی ایشنز نکل رہی تھیں، جو عام طور پر جنگوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً گولہ بارود، نکل، جست، تانبا، گندھک، فاسفورس، فولاد اور لوہا وغیرہ۔

بریکنگ نیوز:

اسی دوران کسی نے ٹی وی آن کیا۔ وہاں بریکنگ نیوز چل رہی تھی کہ امریکا نے عراق پر ایک بڑا فضائی حملہ کیا ہے۔ یہ مارچ 2003ء کی بات ہے۔ بعد کی خبروں میں جنگ کی مزید تفصیل سامنے آئی۔ تجزیہ کاروں نے بتایا کہ امریکا نے اس فضائی حملے میں عراق پر اتنے بم گرائے تھے کہ اتنے بم اس نے ویت نام کی پوری جنگ میں استعمال نہیں کیے تھے۔

پانی سے خارج ہونے والی ریڈی ایشنز کے بارے میں ہماری حیرت دور ہو چکی تھی۔ اس کا سبب دراصل وہ بمباری تھی جو عراق پر کی گئی تھی۔

جاپان اور عراق کے درمیان آٹھ ہزار کلومیٹر سے زیادہ کا زمینی فاصلہ تھا لیکن عراق کے پانیوں پر جو گزر رہی تھی، عراق سے آٹھ ہزار کلومیٹر دور جاپان میں موجود پانی اس ساری کیفیت کو محسوس بھی کر رہے تھے اور اس کا اظہار بھی کر رہے تھے۔‘‘

بریکنگ نیوز وہ نہیں تھی جو ٹی وی پر چل رہی تھی، اصل بریکنگ نیوز وہ سائنسی انکشاف تھا جو ماساروا موٹو کی لیب میں پہلی بار منکشف ہوا تھا!

دنیا کا سارا پانی اس کیفیت کو محسوس کر رہا تھا:

یہ پانی جو عراق میں ہونے والی بربریت کو محسوس کر رہا تھا، وہ جاپان ہی میں نہیں ساری دنیا اور دنیا کے ہر انسان اور ہر ذی حیات کے اندر بھی موجود تھا اور یقیناً اس بمباری اور اس کے نتیجے میں بہنے والے خونِ ناحق کو محسوس کر رہا ہوگا لیکن وہاں چونکہ پانی کو چیک کرنے والے آلات موجود نہیں تھے اس لیے اس بات کا کوئی سائنسی ثبوت موجود نہیں ہے کہ اس بمباری کا کس پر کہاں، کیا اور کتنا اثر ہوا تھا۔ البتہ جو لوگ عراق خصوصاً نجف و کربلا کاظمین و سامرہ کی سرزمین سے محبت کرتے ہیں اور جن کے خمیر میں انھی مقامات کی مٹی شامل ہے ان کے دل اس دن بھی اداس تھے اور آج بھی وہاں کے خودکش حملوں میں بہنے والے خون کی خبریں سن کر ڈوبے ڈوبے سے رہتے ہیں۔

عجیب خیال:

جاپان کے سائنس دان ماساروا موٹو کی یہ کتاب، پانی پر اس کے تجربات اور ان کے نتائج کو پڑھ کر ایک عجیب خیال ذہن میں آیا کہ یہ سائنسی ماحول، یہ سائنسی آلات اگر ہزار پندرہ سو سال پہلے ایجاد ہو جاتے تو شاید ہماری سمجھ میں آ جاتا کہ عراق میں جب نواسۂ رسول امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا تو اس دوران دریائے فرات کا پانی کن کیفیات سے گزر رہا ہوگا! پانی جو اپنے امام تک پہنچنا چاہتا

تھا لیکن مشیتِ پروردگار کا پابند تھا۔ میر انیس کے مرثیے کا ایک بند یاد آیا۔ آپ بھی سنیے۔

تھا بس کہ روز قتل شہؑ آسمان حناب
نکلا تھا خوں ملے ہوئے چہرے پہ آفتاب
تھی نہر علقمہ بھی خجالت سے آب آب
روتا تھا پھوٹ پھوٹ کے دریا میں ہر حباب
پیاسی جو تھی سپاہِ خدا تین رات کی
ساحل سے سر پٹختی تھیں موجیں فرات کی

سائنس واقعہ کربلا سے پہلے ترقی کر چکی ہوتی تو ہمیں اس بات کا بھی جواب مل سکتا تھا کہ عاشور کے دن امام عالی مقامؑ کی شہادت کے بعد آندھیاں کیوں چلیں؟

یہ موسمیاتی تغیر کیوں رونما ہوا؟

آسمان میں موجود آبی بخارات خون کے قطروں میں کس طرح تبدیل ہوئے اور آسمان سے خون بن کر کیوں برسے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں بی بی اُم سلمہ کو ایک شیشی میں کربلا کی مٹی دے گئے تھے وہ مٹی امام حسینؑ کی شہادت کے ساتھ ہی خون میں کیوں تبدیل ہوئی؟

امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد بیت المقدس کے جس پتھر کو اُٹھایا جاتا تھا، اس کے نیچے تازہ خون کیوں نظر آتا تھا؟ بیت المقدس کے پانی کو کیسے معلوم ہوا کہ نہر فرات کے کنارے کیا واقعہ رونما ہوا ہے؟

بیت المقدس میں اگر کوئی سفید کپڑا زیر آسمان رکھا جاتا تو وہ کچھ ہی دیر میں سُرخ کیوں ہو جاتا تھا؟

یہ کیا معاملہ ہے کہ واقعہ کربلا کو سیکڑوں سال گزر گئے لیکن آج بھی جب کوئی مومن اس

واقعے کو پڑھے یا سُنے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں؟

مٹی ہی نہیں پانی بھی......:

ہمارے جدّ حضرت آدمؑ کا پُتلا روح پھونکے جانے سے پہلے ابتداء میں مٹی اور پانی ہی سے تیار کیا گیا تھا۔ تفاسیر میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت آدمؑ کا پُتلا تیار کرنے کے لیے شور و شیریں، دو طرح کی مٹی کی آمیزش کی گئی تھی، یعنی کچھ مٹی زمین کے بنجر علاقے سے لی گئی اور کچھ مٹی سرسبز و شاداب زمینوں سے حاصل کی گئی اور پھر اسے پانی سے گوندھ کر حضرت آدمؑ کا پُتلا تیار ہوا تھا۔

ہمارا طالبِ علمانہ خیال ہے کہ حضرت آدمؑ کا پُتلا تیار کرنے میں مٹی ہی نہیں، پانی بھی مختلف طرح کا استعمال کیا گیا ہوگا۔ مثلاً بحیرہ مُردار کا پانی اور دریائے فرات کا پانی تو انسان کے اندر موجود ان دونوں طرح کے پانیوں میں سے جو پانی انسانی وجود میں زیادہ ہوتا ہے، واقعہ کربلا کے ذکر کے موقع پر وہی پانی اپنا ردِّ عمل ظاہر کرتا ہے یا آنسو بہنے لگتے ہیں یا آنسو کا ایک قطرہ آنکھ سے نہیں ٹپکتا۔

ہمارا اور آپ کا تجربہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی روحانی حالت تغیر پذیر رہتی ہے۔ کبھی بحیرہ مردار کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہمارے وجود میں آب فرات ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔

تو اگر ذکر اہلِ بیتؑ پر، ذکر حسینؑ پر میری آنکھوں سے آنسو جاری نہیں ہو رہے تو مجھے اپنا احتساب کرنا چاہیے کہ میرے وجود سے آبِ فرات کس سبب سے کم ہوا۔

دُعا کی طاقت

جاپانی سائنس دان ماساروا موٹو نے اپنی کتاب میں بعض ایسے سائنسی انکشافات بھی کیے ہیں جن پر غور کیا جائے تو فکر کے نئے دریچے کھلتے ہیں اور ہم ایک ایسی دنیا کا نظارہ کرتے ہیں جو ہماری ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن عقل کی آنکھ اس دنیا کا کسی حد تک ضرور نظارہ کرسکتی ہے۔

ماساروا موٹو کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس نے پانی پر بہت سے تجربات کیے ہیں اور یہ بات ثابت کی ہے کہ پانی سنتا ہے، دیکھتا ہے، ردِعمل ظاہر کرتا ہے، باتوں کو یادرکھتا ہے اور خود اپنے اندر اچھی یا بری تبدیلی پیدا کرسکتا ہے۔ پانی دنیا کی ہر زبان کو سمجھ اور پڑھ سکتا ہے۔

دعا سے جراثیم کا خاتمہ:

ماساروا موٹو کے ان حیران کن تجربات کی خبریں جاپان کے اخبارات اور ٹی وی چینلز کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلیں تو جاپان کے ایک روحانی پیشوا نے ماساروا موٹو سے رابطہ کیا۔ ''تمہیں معلوم ہے کہ جاپان میں پانی حد سے زیادہ آلودہ ہو چکا ہے۔ جاپان کی زیادہ تر جھیلیں آلودگی مثلاً کائی، بے شمار دوسرے حیاتیاتی اجزاء اور جراثیم سے بھری ہوئی ہیں۔ ہم لوگ ہر سال ایک جھیل پر جاتے ہیں اور سب مل کر بلند آواز میں جھیل کے پانی کے صاف

ہونے کی دعا کرتے ہیں اور پانی جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ ہم چاہتے ہیں کہ دعا کے موقع پر تم بھی ہمارے ساتھ رہو اور دعا کے بعد جھیل کے پانی کو اپنے آلات سے چیک کرو کہ پانی جراثیم سے پاک ہوا یا نہیں۔'

ماساروا موٹو نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور طے شدہ وقت پر اپنے اسٹاف کے ساتھ اس جھیل پر پہنچ گیا۔ یہ جاپان کی بڑی جھیلوں میں سے ایک جھیل تھی۔ اس کے بارے میں اخبارات میں بھی رپورٹس چھپتی رہتی تھیں کہ اس کا پانی آلودہ ہو چکا ہے۔ اس جھیل کے پانی پر سال کے کچھ دنوں میں بڑی تعداد میں کائی جم جایا کرتی تھی۔

اس دن جھیل کے کنارے کم وبیش ہزار آدمی جمع تھے۔ یہ سب مذہبی پیشوا کے عقیدت مند تھے۔ خود مذہبی پیشوا بھی وہاں موجود تھا۔ ماساروا موٹو کے اسٹاف نے اجتماعی دعا سے پہلے جھیل کے پانی کے نمونے جمع کیے (پانی کے ان نمونوں کو بعد میں لیبارٹری میں چیک کیا گیا اور انہیں پانی کے کرسٹل (ذرّات) جمانے کے عمل سے گزارا گیا۔ اس کے نتائج ہم اس باب کے آخر میں آپ کو بتائیں گے)۔

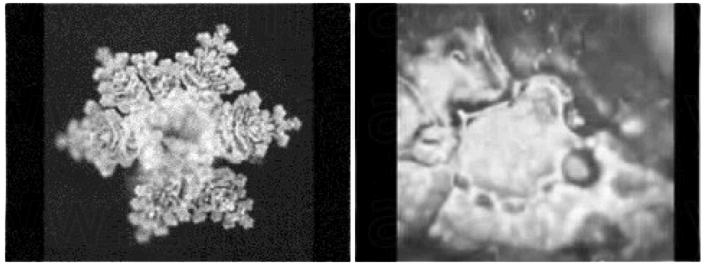
پانی صاف ہوگیا:

جھیل کے کنارے کھڑے ان سینکڑوں افراد نے اپنے مذہبی پیشوا کی آواز سے آواز ملائی اور بلند آواز میں دعا کرنا شروع کردی۔ یہ لوگ زور زور سے چیخ کر دُعا کررہے تھے۔ یہ عمل تقریباً آدھا گھنٹے جاری رہا۔ اس عمل کے فوراً بعد ماساروا موٹو کے اسٹاف نے اس آلودہ جھیل کے پانی کے نمونے دوبارہ جمع کیے اور انہیں محفوظ کرلیا۔

ماساروا موٹو نے دعا سے پہلے اور دعا کے بعد والے پانی کے نمونوں کو اپنی لیبارٹری میں لے جا کر چیک کیا اور ان سے پانی کے کرسٹل (ذرّات) بنانے کا کام شروع کیا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ دعا سے پہلے والے پانی کے نمونے جراثیم سے بھرے ہوئے

تھے لیکن دعا کے بعد والے پانی کے نمونوں کے اندر جراثیم سرے سے موجود ہی نہیں تھے۔ یعنی ان سیکڑوں افراد کی اجتماعی دعا نے زہریلے پانی کو خالص اور پاک صاف پانی میں تبدیل کر دیا تھا۔

ارادہ، نیت اور دُعا:



جھیل کا پانی دعا سے پہلے | جھیل کا پانی دعا کے بعد

اجتماعی دعا کے یہ سائنسی ثبوت اگلے دن اخبارات میں شائع ہوئے۔ مختلف ٹی وی چینلز نے انہیں اپنے پروگراموں کا موضوع بنایا۔ اس کے چند روز بعد جاپان کے محکمۂ آب رسانی کے سربراہ نے ماسارو اموٹو سے رابطہ کیا اور اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ملاقات کے دوران محکمۂ آب رسانی کے سربراہ نے ماسارو اموٹو سے ساری تفصیل معلوم کرنے کے بعد پوچھا: ''تمہارے خیال میں جھیل کے پانی میں یہ تبدیلی کس طرح رونما ہوئی؟''

ماسارو اموٹو نے کہا: ''میرے خیال میں سیکڑوں آدمیوں کی اجتماعی نیت، یقین اور ان کے منہ سے نکلنے والی آوازوں نے مل کر پانی کی کیمسٹری کو تبدیل کیا ہے۔''

''آوازیں'' محکمۂ آب رسانی کے سربراہ نے زیرلب کہا۔ پھر اس نے بتایا۔

''ماسارو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے سائنس دان الٹراساؤنڈز کے ذریعے جھیلوں کے پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔''

یہ سب باتیں ہم نے ماسارو اموٹو کی کتاب "The Hidden Message in Water" سے آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ اب ان باتوں کو ایک اور زاویے سے دیکھئے۔

آوازوں کی اقسام:

آوازیں تین اقسام کی ہوتی ہیں:

☆ وہ آوازیں جنہیں ہم انسان اور بہت سے دوسرے حیوان سن سکتے ہیں۔

☆ وہ آوازیں جو انسانی حدِ سماعت سے بہت کم ہوتی ہیں اس لیے ہمارے کانوں کو سنائی نہیں دیتیں۔ ان آوازوں کو کئی دوسرے حیوان سن سکتے ہیں اور خارج بھی کر سکتے ہیں۔ ان آوازوں کو انفرا ساؤنڈز (Infra Sounds) کہا جاتا ہے۔

☆ وہ آوازیں جو انسان کی حد سماعت سے بالاتر ہیں، انہیں الٹرا ساؤنڈز (Ultra Sounds) کہا جاتا ہے۔ یہ آوازیں بھی ہم اور آپ نہیں سن پاتے۔ اگرچہ یہ آوازیں ہمارے جسم سے بھی خارج ہوتی ہیں۔

ہمارے جسم کے اندرونی اعضاء چوبیس گھنٹے کام کرتے رہتے ہیں اور ان سے آوازیں پیدا ہوتی ہیں لیکن ہمیں سنائی نہیں دیتیں۔ مثال کے طور پر دل کے دھڑکنے، رگوں میں خون کے دورے، پھیپھڑوں کے پھولنے اور پچکنے، جوڑوں کے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں ہمیں سنائی نہیں دیتیں۔ آوازوں کی یہ قسم الٹراساؤنڈز کہلاتی ہے۔

الٹراساؤنڈ کی طاقت:

الٹرا ساؤنڈز کو آج کے دور میں دفاع سے لے کر طب تک کے میدانوں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ سمندر کی گہرائی میں سفر کرنے والی آبدوزیں انھی آوازوں کی مدد سے راستے میں آنے والی چٹانوں، بارودی سرنگوں اور دوسری چیزوں کا پتا چلاتی ہیں۔

طب کے میدان میں انہی الٹرا ساؤنڈز کے ذریعے جسم کے اندرونی اعضاء کی تصویر کشی ہوتی ہے۔ گردے یا مثانے کی پتھری کو انھی الٹرا ساؤنڈز کے ذریعے پتھر سے ریت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ علاج کے اس طریقے کو ''لیتھوٹرپسی'' کہا جاتا ہے۔ اس عمل میں الٹرا ساؤنڈز کی طاقت ور لہروں کو گردے میں موجود پتھری پر مرکوز کیا جاتا ہے اور پتھری ریت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

جاپان کے سائنسدان:

جاپان کے محکمۂ آب رسانی کے سربراہ نے الٹرا ساؤنڈز کے ذریعے جھیلوں کے پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کے لیے الٹرا ساؤنڈز کی اسی طاقت کی طرف اشارہ کیا تھا کہ الٹرا ساؤنڈز اگر پتھر کو ریت کے ذرّات میں تبدیل کر سکتی ہیں تو مہلک جراثیم اور کائی کو بھی فنا کر سکتی ہیں۔ جاپانی سائنس دان پانی کو صاف کرنے والی ایسی مشینیں بنا چکے ہیں جن سے طاقتور الٹرا ساؤنڈز خارج ہوتی ہیں۔ (ابھی ہمیں معلوم نہیں کہ جھیلوں کے پانی کو صاف کرنے کے لیے انہوں نے اس طریقے کو استعمال کیا ہے یا نہیں)۔

جھیل کا پانی کس طرح صاف ہوا؟

ماسارو اموٹو کے مطابق جھیل کا پانی انسانوں کی اجتماعی نیت، یقین اور زور زور سے کی جانے والی دعا کے ذریعے صاف ہوا۔ ہم اس حقیقت کو ایک اور زاویے سے دیکھتے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ پانی، اجتماعی دعا میں انسانوں کی نیت اور یقین کے ذریعے پاک ہوا لیکن اس کا مادّی سبب یعنی جراثیم کا خاتمہ الٹرا ساؤنڈز کے ذریعے ممکن ہوا۔ یعنی جب بہت سارے لوگوں نے ساتھ مل کر ایک ہی کام کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اپنی نیت کو واضح رکھا اور اللہ پر یقین رکھتے ہوئے دعا کی، تو ان کے جسموں سے بڑی طاقت میں الٹرا ساؤنڈز خارج ہونے لگیں جنھوں نے آلودہ پانی کے اندر سفر کرتے ہوئے تمام جراثیم کو موت کے

گھاٹ اتار دیا۔ (یہ ایک خیال ہے حتمی بات نہیں ہے)

اسلام میں دُعا کا طریقہ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق دُعا ہمیشہ دھیمی (خفیہ) آواز میں کی جانی چاہیے۔
سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً

''اپنے ربّ سے گڑگڑا کے اور دھیمی آواز میں دعا کرو۔''

(سورۂ اعراف: آیت ۵۵)

سورۂ مریم میں ہے:۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا

''یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے جو (اس نے) اپنے خاص بندے زکریا کے ساتھ کی تھی کہ جب زکریا نے اپنے رب کو دھیمی آواز میں پکارا۔''

(سورۂ مریم۔ آیت ۳۔۲)

لفظ ''خفیہ'' کا مطلب ہے، چھپا ہوا، پوشیدہ۔ یعنی اللہ سے دعا مانگو، پوشیدہ طور پر، دھیمی آواز میں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق زور زور سے بولنے کو منع کیا گیا ہے۔ سورۂ لقمان میں ہے (دوسروں سے گفتگو کرتے وقت) ''اپنی آواز دھیمی رکھو کیوں کہ (زور زور سے بولنے کی وجہ سے) آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔'' (آیت نمبر ۱۹)
یہ ہدایت آپس میں بات چیت کرنے کے حوالے سے ہے۔

ایس ایم ایس کی مثال:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا، بدرجہ اولیٰ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بہت آہستہ آواز میں، سرگوشی کی سی حالت میں دعا کریں۔ آپ جب کسی سے سرگوشی

میں بات کرتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ جس سے سرگوشی کی جارہی ہے اس کے سوا آپ کی آواز کسی دوسرے کو سنائی نہ دے۔ یا آپ SMS کی مثال لے لیں۔آپ SMS کرتے ہیں تو اسے صرف متعلقہ دوست ہی پڑھ سکتا ہے چاہے اس کے اردگرد ہزاروں افراد ہی کیوں نہ موجود ہوں۔

بہر حال اجتماعی دعا ہمارے یہاں بلند آواز حتیٰ کہ لاؤڈ اسپیکرز پر بھی کی جاتی ہے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ دعا کے الفاظ تمام حاضرین واضح طور پر سن سکیں۔البتہ سننے والے دعا بہر حال دل ہی دل میں کر رہے ہوتے ہیں۔

ٹی وی اینکرز کا خضوع وخشوع اور سیلفیاں:

ہمارے کئی ٹی وی اینکرز ٹی وی چینلز پر دعا کرتے ہیں۔اس نمود ونمائش اور پبلک کو دکھانے کے لیے طاری کیے جانے والے خضوع وخشوع اور بہائے جانے والے آنسوؤں کی کیا حیثیت ہے اس کے بارے میں ہر عقل مند آدمی سمجھ سکتا ہے۔

ایسی دعائیں ان کے سروں سے بلند تو ہوتی ہیں لیکن کسی مصنوعی سیارچے سے ٹکرا کر انھی تک لوٹ آتی ہیں۔ یہ مصنوعی سیارچے تکنیکی خرابی کے سبب اکثر زمین پر گرتے رہتے ہیں یا بیکراں خلاء میں ہمیشہ کے لیے کہیں بھٹک جاتے ہیں۔

کچھ ایسا ہی معاملہ حج پر جانے والے بہت سے افراد کا ہے جو روانگی سے لے کر واپسی تک کی سیلفیاں (Selfies) اپنی فیس بک پر ڈالتے رہتے ہیں۔امکان ہے کہ بہت جلد لوگ اپنی نماز کے قیام اور رکوع کی سیلفیاں بھی روزانہ پانچ وقت اپنی فیس بک پر لوڈ کرتے رہا کریں گے کہ اللہ کو سب معلوم ہے لیکن دنیا والوں کو بھی تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے کس قدر عظیم عبادت سرانجام دی ہے!

نیت کا معاملہ

یہ بات برسبیل تذکرہ کردی۔اب موضوع کی طرف آتے ہیں۔ماسارو اموٹو نے نیت اور یقین کی بھی بات کی ہے کہ آلودہ پانی نیت اور یقین کے ذریعے پاک ہوا۔حقیقت یہی ہے لیکن نیت کے حوالے سے کئی اور زاویوں پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مثلاً شریعت کے مطابق وضو،غسل یا نماز کے لیے نیت،ارادہ ضروری ہے اور پھر اس پر عمل درآمد۔اب ایک شخص نجاست کی حالت میں ہے۔وہ پاک ہونے کے لیے بغیر کسی نیت اور ارادے کے دریائے سندھ میں جا کر بیٹھ جائے اور گلگت سے لے کر سندھ میں کیٹے کے علاقے تک دریا کا پورا پانی اس کے اوپر سے گزر جائے،تب بھی وہ پاک نہیں ہوگا۔

لیکن غسل کی نیت کر کے وہ دریا میں ایک مرتبہ غوطہ لگائے گا تو پاک ہو جائے گا۔اسی طرح وضو کی نیت اور ارادے کے بغیر وہ کئی سال تک ''وضو'' کرتا رہے اس کا وضو نہیں ہوگا۔ نیت کر لے وضو کرے گا تو تھوڑے ہی پانی سے وہ نماز پڑھنے کے قابل ہو جائے گا۔

نیت اور ارادہ،اندر سے پاک کر دیتا ہے:

سوال یہ ہے کہ بغیر نیت اور ارادے کے غسل یا وضو کیوں نہیں ہوتا؟اس کا سبب یہ ہے کہ پانی انسان کو باہر سے پاک کرتا ہے جب کہ نیت اور اس کے دل کا ارادہ اسے اندر سے پاک کر چکا ہوتا ہے۔اندر کا پانی نیت اور ارادے کی طاقت سے پاک ہو جاتا ہے۔پھر جب انسان عملاً پانی سے نہاتا، یا وضو کرتا ہے تو بیرونی پانی اس کے بیرونی جسم کو پاک کر دیتا ہے۔

اس کے علاوہ پانی چونکہ سنتا اور دیکھتا ہے اور اپنے اندر تبدیلی بھی پیدا کر سکتا ہے تو جب آپ دل سے قربۃً الی اللہ کی نیت کرتے ہیں تو پانی اپنے اندر وہ خاصیت پیدا کر لیتا ہے جو آپ کو پاک کرنے کے لیے پانی میں ہونا ضروری ہوتی ہے۔

پانی میں اینٹی باڈیز پیدا ہوگئیں:

یہ واقعہ ہمارے مہربان دوست پروفیسر نعیم علی (دہلی گورنمنٹ کالج، کراچی) نے ہمیں سنایا۔ ان کا کہنا ہے کہ قیامِ پاکستان سے پہلے یہ واقعہ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ کسی گھر میں ایک شخص سخت بیمار تھا۔ ڈاکٹری علاج کے ساتھ ساتھ دعا بھی کی جا رہی تھی۔ ایک دن ایک جرمن ڈاکٹر مریض کو دیکھنے آیا۔ اس وقت کوئی بزرگ مریض کے قریب بیٹھے پانی سے بھرے کٹورے پر کچھ دعائیں پڑھ کر دَم کر رہے تھے۔ جرمن ڈاکٹر نے مریض کو دیکھنے کے بعد ان بزرگ سے کہا کہ کیا میں اس پانی میں سے ذرا سا پانی لے سکتا ہوں؟

ان صاحب نے ایک شیشی میں ذرا سا پانی ڈاکٹر کو دے دیا۔

جرمن ڈاکٹر نے اپنی لیب میں جا کر فوراً ہی اس پانی کو ٹیسٹ کیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس پانی کے اندر اس بیماری کی اینٹی باڈیز پیدا ہو چکی تھیں، جس میں وہ شخص مبتلا تھا۔

اس کا مطلب یہ کہ دعاؤں کو سن کر پانی نے اپنی خاصیت کو تبدیل کر لیا۔

اینٹی باڈیز ان اجزاء کو کہا جاتا ہے جو بیماری کے جراثیم کو ختم کرتے ہیں۔ ہمارے جسم کا دفاعی نظام لاکھوں بیماریوں لے لیے لاکھوں اقسام کی اینٹی باڈیز پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی لیے جراثیم جسم میں داخل ہوتے رہتے ہیں اور فنا ہوتے رہتے ہیں اور انسان جراثیمی حملوں کے باوجود بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اندر کا پانی:

اصل معاملہ اندر کے پانی کا ہے۔ دیکھیں! پانی اصل حیات ہے اور حیات کی دریافت شدہ تمام اقسام کے لیے ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔ اسی پانی کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں۔ اب اگر ''اس اندر کے پانی'' میں آلودگی پیدا ہو جائے تو اسی تناسب

سے ہماری زندگی، بلکہ روحانی زندگی میں بھی آلودگی پیدا ہو جائے گی۔

آپ پوچھیں گے کہ اندر کے پانی میں آلودگی کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ اس اندر کے پانی میں آلودگی کا ایک بڑا سبب وہ حرام غذائیں، مشروبات اور حرام کی کمائی سے خریدی گئی غذائیں ہیں جو ہمارے منہ کے ذریعے ہمارے معدے میں جاتی ہیں۔ جب یہ غلاظتیں اندر کے پاک صاف پانی سے ملتی ہیں تو سارے ہی پانی یعنی انسان کے وجود کو 70% فیصد آلودہ کر دیتی ہیں۔ اس آلودہ پانی کو سارا جسم استعمال کرتا ہے اس لیے یہ جسم کے تمام ہی اعضاء کو متاثر کرتا ہے۔ آپ دیکھیں ناں۔ پرانے شہروں میں اکثر پینے کے پانی کی پرانی لائنیں پھٹ جاتی ہیں اور ان میں سیوریج کا پانی شامل ہو جاتا ہے۔ اب اگر آبِ حیات میں غلاظتیں شامل ہو جائیں تو نتائج کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

اس عمل سے ممکن ہے جسمانی بیماریاں فوری ظاہر نہ ہوں لیکن روحانی امراض بہرحال کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

جسمانی و روحانی استبراء کا طریقہ:

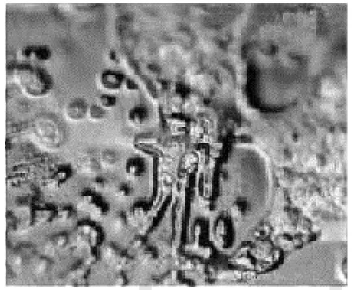
اندر کے اس آلودہ پانی کو پاک و پاکیزہ کرنے کا ایک اچھا موقع تو ماہِ رمضان المبارک ہمیں فراہم کرتا ہے۔ دعائیں، استغفار، توبہ، آیندہ کے لیے اچھے ارادے اور نیت، اور عمل درآمد۔

رمضان سے پہلے پہلے اندر کے گندے پانی کو پاک کرنے کی نیت اور ارادہ کر لیں۔ پھر جب آپ رمضان المبارک میں روزے رکھیں گے، اللہ کا نام لے کر سحری میں کچھ کھائیں گے اور اس کی حمد وثناء کے ساتھ افطار کریں گے تو شاید رمضان کے پہلے ہی عشرے میں ہم جسم کے اندر موجود آلودہ پانی سے نجات حاصل کریں۔ یہ عمل جسمانی و روحانی استبراء کا ایک ذریعہ ثابت ہوگا۔ (استبراء کا مطلب تو آپ جانتے ہیں۔ اگر کوئی مرغی انسانی فضلہ

کھالے تو ایک خاص مدت تک اسے نارمل غذا کھلانا پڑتی ہے اس کے بعد آپ اس مرغی کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں)

ہم اگر اپنے اس اندر کے پانی کو ہر طرح کی حرام، مشکوک، غیر قانونی چیزوں سے بچائیں۔ توبہ و استغفار کرتے رہیں اور آیندہ کے لیے محتاط ہو جائیں تو انشاء اللہ بے شمار جسمانی و روحانی امراض سے محفوظ رہیں گے۔

ڈوبتا ہوا انسان:



پانی کے کرسٹل میں انسانی ہیولا

ہم نے اس باب کی ابتدائی سطروں میں جاپان کی جھیل کے آلودہ پانی سے لیبارٹری میں تجزیے کے بارے میں لکھا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اجتماعی دعا سے پہلے جھیل سے پانی کے جو نمونے لیے گئے، اس پانی سے ماسارو اموٹو نے لیبارٹری میں پانی کے کرسٹل (ذرّات) بنانے کی کوشش کی۔ پانی کے اس نمونے سے پانی کا کرسٹل تو بن گیا لیکن جب اس کرسٹل کو طاقتور خردبین سے دیکھا گیا تو یہ زرد رنگ کا ایک ٹوٹا ہوا کرسٹل تھا اور اس کرسٹل میں ایک ڈوبتے ہوئے انسان کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا.

اس کرسٹل اور انسانی ہیولے کو دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ بعد میں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اجتماعی دعا سے ایک دن پہلے اس جھیل کے اندر ایک عورت ڈوب کر مر گئی تھی۔ جھیل کے پانی نے اس واقعے کو محسوس کیا اور اس کا عکس اپنے ذرّات کے اندر محفوظ کر لیا تھا۔

زمین پر زندگی

کہیں اور سے آئی ہے

پانی ہمارے لیے ایک عام سی چیز ہے اس لیے کہ یہ ہر وقت ہمارے اردگرد موجود رہتا ہے ہمیں فکر ہی نہیں ہوتی کہ یہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں چلا جاتا ہے۔ ہمیں یہ نعمت ہر وقت دستیاب رہتی ہے اسی لیے ہمیں زیادہ فکر کرنے کی کیا ضرورت؟ بہر حال آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ پانی آیا کہاں سے ہے؟

پانی آیا کہاں سے؟

قرآن میں تو آپ نے بار بار پڑھا ہوگا کہ پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اس سے ہم بارش مراد لیتے ہیں۔ ''نَزَّلنا مِن السَّماءِ ماءً ''یعنی ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے جس کا نظارہ ہم بارانِ رحمت کے دوران کرتے ہیں لیکن اس آیت یا اس جیسی دوسری آیات کے مطالب شاید اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو نے اپنی کتاب The Hidden Message in Water میں پانی کے آسمان سے نازل ہونے کی سائنسی تشریح لکھی ہے۔

ماسارو اموٹو نے جدید سائنسی انکشافات کے پس منظر میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ابتداء میں زمین پر پانی موجود ہی نہیں تھا کہ یہ سمندروں سے آبی بخارات کی شکل میں اُٹھتا

اور پھر بارش یا برف باری کے ذریعے زمین کے گرم اور خشک حصوں پر برستا۔

پانی، کائنات کے دور دراز حصّے سے زمین پر آیا ہے:

ماسارو اموٹو کے خیال کے مطابق پانی، زمینی مخلوق نہیں ہے۔ اس کا تعلق عظیم کائنات کے کسی دور دراز حصّے سے ہے اور زمین کی تخلیق کے بعد اسے کسی دوسرے سیارے سے لاکر لاکھوں سال تک زمین کے اوپر گرایا جاتا رہا ہے۔ یہ گرایا جانا بارش کے قطروں کی شکل میں نہیں تھا۔ اس کے برعکس پانی کو کسی دوسرے سیارے سے میلوں لمبے چوڑے برف کے ٹکڑوں یا گلیشئرز کی صورت میں زمین پر گرایا گیا اور اسی پانی کے ذریعے ''زندگی'' بہ شمول انسان؛ زمین پر آئی۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا نظریہ:

اگر آپ لوگ بور نہ ہوں تو ایک حقیقت جو موضوع کے حوالے ہی سے ہے، لیکن ذرا ہٹ کر ہے، بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے نوبل انعام یافتہ نامور سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے غالباً ستر کی دہائی میں پہلی بار یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ ''زندگی'' کہیں اور سے زمین پر آئی ہے۔ لیکن اس وقت ان کے اس نظریے کو اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ نے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اور سائنسی دنیا پر کنٹرول رکھنے والی عالمی طاقتوں نے بھی ڈاکٹر عبدالسلام کے اس نظریے کو بعض اسباب سے پھیلنے نہیں دیا تھا۔

سائنسدان کیوں انکار کرتے رہے؟

اب آپ سوال کریں گے کہ اس کا سبب کیا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ اگر مغرب کے سائنسدان اور سائنسی ادارے اس بات کا اقرار کرلیں کہ زندگی کہیں اور سے زمین پر آئی ہے تو اس سے تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق ہو جائے گی اور اللہ کے وجود کو ماننا ہی پڑے

گا۔ چھٹ بھیے سائنس دانوں سے قطع نظر آج کے عہد کا سب سے بڑا سائنس دان اسٹفن ہاکنگ اس نتیجے تک پہنچ چکا ہے کہ اگر منصوبہ تو اس کا منصوبہ ساز بھی ہے۔ (اسٹفن ہاکنگ)

پانی کے کہیں اور سے آنے کے ثبوت:

زمین پر جس قدر عناصر پائے جاتے ہیں، پانی ان سب سے الگ خصوصیات کا حامل ہے۔ مثلاً:

☆ دنیا کے تمام عناصر ٹھوس ہوتے ہیں تو ان کا وزن بڑھ جاتا ہے اور وہ پانی میں ڈوب جاتے ہیں لیکن پانی جب ٹھوس ہوتا ہے یعنی ٹھوس برف میں تبدیل ہوتا ہے تو ہلکا ہو جاتا ہے اور پانی پر تیرنے لگتا ہے۔
پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو برفانی سمندروں میں تیرتے ہوئے بڑے بڑے گلیشئر سمندر میں ڈوب جاتے اور سمندر کا کھارا پانی خشکی پر آکر دریاؤں، جھیلوں اور ندی نالوں میں موجود پینے کے میٹھے پانی کو ناقابلِ استعمال بنا دیتا۔

☆ پانی کی یہ انفرادی خوبی بھی ہے کہ یہ زمین پر مادّے کی تینوں شکلوں یعنی گیس، مائع اور ٹھوس حالتوں میں فطری طور پر پایا جاتا ہے۔

☆ پانی کی ایک انفرادی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ دوسرے زیادہ تر مادّوں کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔

☆ دنیا کی ہر چیز زمین کی کششِ ثقل کے ماتحت کام کرتی ہے۔ لیکن پانی تو لیے کے اندر جذب ہو جاتا ہے، حالانکہ اسے جذب ہونے کے بجائے زمین پر گرتے رہنا چاہیے تھا۔

☆ پیڑ پودوں کے سوا ہر چیز زمین کی طرف گرتی ہے، یعنی اوپر سے نیچے آتی ہے

لیکن پانی جب کسی پیڑ کی جڑوں میں ڈالا جاتا ہے تو بہت تیزی سے یہ پیڑ کی جڑوں کی مدد سے اوپر جانا شروع کر دیتا ہے حتیٰ کہ کسی پمپنگ مشین کے بغیر کششِ ثقل کو توڑتا ہوا سو دو سو فٹ اونچے پیڑ کی سب سے آخری کونپل تک پہنچ جاتا ہے۔

☆ انسانی جسم کے اندر پانی کششِ ثقل کی پابندی بھی کرتا ہے اور اس کے برعکس بھی کام کرتا ہے مثلاً جسم کے نچلے حصّے میں یہ کششِ ثقل کے اصولوں کے مطابق سفر کرتا ہے اور جسم کے بالائی حصّوں میں کششِ ثقل کے اصولوں کے برعکس۔

☆ زمین پر موجود پانی تقریباً تین کھرب سال پہلے زمین اور اس کے فضائی کُرّے میں آیا۔ اس وقت سے آج تک اس پانی میں نہ ایک قطرے کا اضافہ ہوا، نہ اس کے اندر ایک قطرے کی کمی واقع ہوئی۔ زمین پر زندگی کم از کم تیس لاکھ سال سے موجود ہے۔

اس عرصے میں کھرب ہا کھرب مخلوقات نے اس پانی کو استعمال کیا ہے اور آج بھی یہ مخلوقات پانی کو دن رات استعمال کر رہی ہیں لیکن پانی ان سب کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے اجسام سے باہر نکل جاتا ہے اور دوبارہ پاک صاف ہو کر بارش، برف باری، اولوں اور شبنم کی شکل میں زمین پر برسنے لگتا ہے۔

☆ سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق پانی کا ہر ذرّہ زمین سے آسمان تک مسلسل سفر میں رہتا ہے اور کہیں کسی مرحلے میں پانی کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہو پاتا۔

☆ ہمارے اور دوسری مخلوقات کے جسم اسی پانی کے ذریعے غذاؤں میں موجود اجزاء کو قابلِ ہضم بناتے ہیں اور اسی پانی کی مدد سے نشوونما حاصل کرتے ہیں۔

Ref: (THE WAY NATURE WORK)

2) (THE WEATHER)

قرآن پہلے ہی بیان کر چکا:

سائنس دانوں نے یہ ساری باتیں انیسویں صدی عیسوی میں آکر معلوم کیں کہ پانی ہی اصل زندگی ہے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو اس وقت آشکار کیا جب سائنس دان تو کیا سائنس کی اصطلاح بھی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔

'اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس پر بوجھل پہاڑ رکھ دیے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اُگائیں تاکہ رجوع کرنے والے (بندے) ہدایت وعبرت حاصل کریں'' (کہ ضرور ان سب چیزوں کا کوئی پیدا کرنے والا ہے)

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا تو اس سے باغ اُگائے اور کھیتی کا اناج اور لمبی لمبی کھجوریں جن کا بور ایک دوسرے میں گتھا ہوا ہوتا ہے۔ (اور یہ سب کچھ ہم نے) بندوں کو روزی دینے کے لیے (پیدا کیا) اور پانی ہی سے ہم نے مردہ شہر (یعنی مردہ زمین) کو زندہ کیا۔ اسی طرح قیامت میں (مُردوں کو) نکلنا ہوگا''

(سورۂ ق۔ آیات ۷ سے ۱۱)

زمین پر زندگی کے لیے پانی کا کردار۔

احادیث اور قرآن کی تفسیر میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے پانی کو خلق فرمایا اور اسی سے ہر شئے کو پیدا کیا۔ اس حوالے سے آگے بات کریں گے۔ فی الحال ماسارواموٹو کی باتیں سنیں۔

ماسارو اموٹو کا کہنا ہے کہ پانی کائنات کے کسی اور کنارے سے برف کے بڑے بڑے گلیشئر کی صورت میں آیا اور پھر اسے زمین پر گرایا گیا۔ پھر یہ زمین کی حرارت سے پگھلنا شروع ہوا۔ اس نے بھاپ اور مائع پانی کی شکل اختیار کی۔ اسی پانی نے پہاڑوں کو دھویا اور یہی پانی زمین کی گہرائیوں میں اترنا شروع ہوا جس کی وجہ سے زمین میں موجود معدنیات کے اجزاء ایک دوسرے سے ملنا شروع ہوئے۔

زمین کی پہلی بارش:

پھر یہ پانی زمین سے باہر نکلا اور اس نے سمندروں، دریاؤں، ندی نالوں، چشموں اور جھیلوں کی شکل اختیار کرنا شروع کی اور پھر دھوپ کی گرمی سے یہ پانی زمین سے اُٹھ کر زمینی فضا میں گیا اور پاک صاف ہو کر پہلی مرتبہ بارش، برف باری وغیرہ کی صورت میں برسنے لگا۔ یہ سلسلہ لاکھوں سال سے اسی طرح جاری ہے۔

پانی نے زمین کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے اسے پھیلایا۔ زمین جہاں سے پھٹی وہاں سمندر پیدا ہو گئے۔ ان سمندروں نے انسانوں کو سفر کے آسان راستے فراہم کیے اور موسموں کے اعتدال کو قائم کیا۔

ابتداء میں زمین کے اردگرد ایک زہریلی گیس یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ بہت زیادہ مقدار میں موجود تھی، یہ گیس اس پانی ہی کے ذریعے سمندروں میں جانے لگی۔

اس کاربن ڈائی آکسائیڈ ہی کی مدد سے سمندروں میں زندگی شروع کرنے والے پیڑ پودوں نے سورج کی روشنی کی مدد سے اپنی غذا تیار کرنا شروع کی۔ اس عمل کو سائنسی زبان میں فوٹوسینتھیسز (Photo Synthesis) کہا جاتا ہے سمندری پودوں نے یہ کام آج سے 3.8 ارب سال پہلے شروع کیا۔

سمندری پودوں نے سانس لینا شروع کی تو اس سے دوسری تمام زمینی مخلوقات کی زندگی

کے لیے ضروری گیس یعنی آکسیجن کی پیداوار شروع ہو گئی اور زمین بتدریج اس قابل ہوئی کہ دوسری مخلوقات بہ شمول انسان سورج کے اس تیسرے سیارے پر آرام سے زندہ رہ سکیں۔

”اللہ ہی ایسا (قادر وتوانا) ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کر ڈالے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے تمہاری روزی کے لیے پھل مہیا کیے۔

اور تمہارے لیے کشتیاں تمہارے بس میں کر دیں تاکہ اس کے حکم سے دریا (اور سمندروں) میں چلیں۔

اور تمہارے لیے نہروں (اور ندیوں) کو تمہارے اختیار میں کر دیا

اور سورج اور چاند کو تمہارا تابع دار بنا دیا کہ سدا اسی طرح آتے جاتے ہیں۔

اور رات اور دن کو تمہارے قبضے میں کر دیا (کہ لاکھوں سال سے اسی طرح آ جا رہے ہیں)۔

اور ہم نے اس سے جو کچھ مانگا اس نے حسبِ ضرورت (ومصلحت) تمہیں دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو (انھیں) شمار نہیں کر سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف، ناشکرا ہے“۔

(سورۂ ابراہیم: ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴)

باب: 6

پانی ساری کائنات میں موجود ہے

قرآن مجید میں پانی کا تذکرہ بہت سارے مقامات پر آیا ہے اور تقریباً ہر جگہ اس تاکید کے ساتھ کہ اس میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور کم وبیش ہر جگہ پانی کے تذکرے کے ساتھ یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ تم اللہ کی اس عظیم نعمت، خالقِ کائنات کے اس عظیم معجزے پر غور کیوں نہیں کرتے، یا تمہیں اس عظیم نعمت کا احساس کیوں نہیں ہے۔

''تو کیا تم نے اس پانی پر بھی (کبھی) نظر ڈالی ہے جسے (تم دن رات) پیتے ہو۔ کیا اسے بادل سے تم نے برسایا، یا ہم اسے برسانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا (پانی) بنا دیں تو تم لوگ شکر ادا کیوں نہیں کرتے!''
(سورۂ واقعہ: ۶۸۔۶۹۔۷۰)

''اور ہم ہی نے آسمان سے ایک (خاص) اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس کے ختم کردینے پر بھی قادر ہیں۔''
(سورۂ المومنون: ۱۸)

''اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ بے شک اس (سارے عمل) میں (غور سے) سننے والوں کے لیے نشانی ہے۔''
(سورۂ نحل: ۶۵)

''اور ہم نے ہر زندہ شے (یعنی تمام ذی حیات) کو پانی سے پیدا کیا۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟''
(سورۂ الانبیاء: ۳۰)

اس آیت کا ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے:

''ہم نے ہر شے کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟''

''اور اللہ ہی نے تمام چلنے پھرنے والے ذی حیات کو پانی سے پیدا کیا۔
(سورۂ نور: ۳۵)

''اور ہواؤں کو چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔''
(سورۂ بقرہ: آیت ۱۶۴)

''(ان سے) کہہ دو کہ دیکھو تمہارا پانی (جسے تم دن رات پیتے اور استعمال کرتے ہو) اگر خشک ہو جائے تو (اللہ کے سوا) کون ہے جو تمہارے لیے میٹھے پانی کا چشمہ بہا لائے؟''
(سورۂ ملک: ۳۵)

کہکشاؤں میں پانی:

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ نظامِ شمسی میں زمین وہ واحد سیارہ ہے جہاں پانی پایا جاتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے سیاروں یا کائنات کے دوسرے حصوں میں پانی ہے ہی نہیں۔ وہاں پانی ہے لیکن یا زمین کی گہرائیوں میں چھپا ہوا ہے یا وہاں پہاڑوں اور چٹانوں کی شکل میں ہے جنھیں کسی طرح پگھلایا نہیں جاسکتا۔

سائنس دانوں کے مطابق کائنات میں موجود پانی دراصل ستاروں کی تشکیل کے دوران ہونے والے عمل کے سبب وجود میں آتا ہے۔ 22 جولائی 2011ء کو زمین سے بارہ

ملین (ارب) لائٹ ائرز کے فاصلے پر موجود گیس کے بادلوں کے اردگرد آبی بخارات کا ایک عظیم الشان سمندر دریافت ہوا۔ اس سمندر میں پانی کی مقدار دنیا کے تمام دریاؤں، سمندروں، جھیلوں اور پہاڑوں پر موجود پانی سے 140 کھرب گنا زیادہ ہے۔

خلائی تحقیق کرنے والے سائنس دانوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ پانی کا یہ عظیم الشان سمندر کائنات کی تخلیق کے آغاز سے ہی یہاں موجود ہے۔ ایک سائنس دان کیلون وائٹی کا کہنا ہے کہ یہ پانی کائنات میں اورین نبیولا (گیس کے بادل) کے جھرمٹ کے قریب موجود ہے۔ ان سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ آبی بخارات کی شکل میں موجود اس پانی کی مقدار اتنی ہے کہ اس سے دنیا بھر کے تمام سمندروں کو دس لاکھ مرتبہ بھرا جا سکتا ہے۔

(حوالہ: گزٹ جان ہوپکن یونی ورسٹی۔ امریکا)

''ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ رات میں ستارے جھلملاتے کیوں نظر آتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا:

''فضا اور ستاروں کے درمیان سمندر پائے جاتے ہیں۔ ہوا ان میں تلاطم پیدا کرتی ہے'' (اس لیے ستارے جھلملاتے نظر آتے ہیں۔)

(مناقب شہرابن آشوب)

پانی ہماری کہکشاں میں بھی موجود ہے:

آبی بخارات کے بادلوں کی بڑی مقدار ہماری کہکشاں یعنی دودھیا کہکشاں میں بھی پائی جاتی ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ پانی دوسری کہکشاؤں میں بھی وافر مقدار میں موجود ہے اس لیے کہ پانی جن عناصر سے مل کر بنا ہے یعنی ہائیڈروجن اور آکسیجن، تو یہ دونوں عناصر کائنات کے ان عناصر میں سے ہیں جو پوری کائنات میں سب سے زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ (حوالہ: گزٹ جان ہوپکن یونیورسٹی، امریکا)

پانی سب سے قدیم مخلوق ہے:

پانی کے بارے میں ان تازہ ترین انکشافات کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ پانی کائنات کی سب سے قدیم مخلوق ہے اور ہر مخلوق کی تخلیق میں بنیادی کردار پانی ہی کا ہے۔ پانی سے متعلق جو انکشافات 2011ء میں سامنے آئے ہیں ان کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام صدیوں سے پہلے فرما چکے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے وہ مادّہ خلق فرمایا جس سے تمام چیزیں وجود میں آئیں اور وہ مادّہ پانی سے ہے جس سے (اللہ نے) تمام چیزوں کو خلق فرمایا۔'' (حوالہ: اصول کافی، جلد ۸۔ صفحہ ۹۴)

زمین پر پانی کہیں اور سے آیا:

اب ہم آپ کو جاپان کے سائنس دان ماسارواموٹو کا نظریہ یاد دلائیں جس کے بارے میں ہم نے اس کتاب کے آغاز میں مختصراً عرض کیا تھا۔

ماسارواموٹو نے کہا تھا کہ پانی غیر ارضی مخلوق ہے۔ زمین کی خلقت کے لاکھوں کروڑوں سال کے بعد پانی کے میلوں لمبے چوڑے گلیشئرز کائنات کے کسی اور کنارے سے لا کر زمین پر گرائے گئے تھے۔ پانی کے ان گلیشروں نے دہکتی ہوئی زمین کو ٹھنڈا کرنا شروع کیا اور یہی پانی زمین کے اندر جمع ہوتا رہا۔ اس پانی نے زمین کے اندر معدنیات کے مختلف اجزاء یا عناصر کو ایک دوسرے سے ملایا جس کے سبب معدنیات کی مختلف اقسام زمین کے اندر پیدا ہونا شروع ہوئیں۔ (یعنی زمینی معدنیات کی تخلیق میں بھی بنیادی کردار پانی ہی نے ادا کیا)۔

اس کے برعکس نظریہ:

بہت سے سائنس دان اس نظریے سے اختلاف کرتے ہیں کہ زمین جو کبھی سورج کا حصہ تھی، اسے ٹھنڈا کرنے میں پانی نے کوئی کردار ادا کیا ہے۔ ایسے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کسی ''نامعلوم سبب'' سے زمین کے ہر طرف (Silicon) کی ایک موٹی تہہ پیدا ہوئی جس نے زمین کی گرمی کو ہر طرف سے ڈھانپ لیا اور زمین ہر طرف سے ٹھنڈی ہوتی چلی گئی۔ اس عمل کے دوران زمین کی ساری گرمی آخرکار زمین کی اوپری تہوں سے سمٹ کرا س کے مرکز میں قید ہوگئی۔ اس کے بعد بارشوں نے زمین کو پانی کے ذریعے زندگی کے لیے تیار کرنا شروع کیا۔ سائنس دانوں کے لیے جب اللہ کا نام لینا ناگزیر ہوجاتا ہے تو ایسے مقام پر وہ ''نامعلوم سبب'' کہہ کر اپنا کام چلا لیتے ہیں۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ زمین نظامِ شمسی کا واحد سیارہ ہے جہاں پانی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ پانی دوسرے سیاروں پر بھی بہت معمولی مقدار میں موجود ہے اور جہاں موجود ہے وہاں زمین کی گہرائیوں میں برف کی چٹانوں کی صورت میں ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام سیاروں کے موسمی حالات اور وہاں کی کششِ ثقل ایسی ہے کہ وہاں زندگی کی کوئی شکل موجود نہیں ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث کے حوالے سے آیندہ صفحات پر بات کریں گے۔

بارش۔۔۔ بارانِ رحمت

بات پانی اور بارشوں کی ہو رہی ہے تو مناسب ہوگا کہ ہم بارش کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی گفتگو سے ایک مختصر سا اقتباس آپ کے لیے پیش کریں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل ابن عمرؒ کو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی شانِ ربوبیت کی ایک عظیم نشانی بارانِ رحمت یعنی بارشوں کی جانب متوجہ فرمایا:

> ''مفضل! تم نے دیکھا ہوگا کہ کبھی تو آسمان بادلوں سے خالی رہتا ہے اور کبھی بادل آنا شروع ہوجاتے ہیں (یہ بادل کبھی یوں ہی بعیر بارش برسائے گزرتے رہتے ہیں) اور کبھی ان سے بارش برسنا تروح ہوجاتی ہے۔ مختلف دنوں میں موسموں کی یہ تبدیلی (ایک ایسے خاص نظام کے تحت رونما ہوتی ہے) جس میں اس عالم کی بہتری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا (کے ماحولیاتی توازن) میں بڑی خرابی پیدا ہوجاتی۔''

(یعنی اگر مسلسل بارش ہوتی رہتی یا مسلسل بادل چھائے رہتے۔ یا نہ بادل آتے نہ کبھی بارش برستی تو زمینی ذی حیات کی زندگی مشکلات سے دوچار ہوتی اور اس سے کرہ ارض کا ماحول تباہ ہوجاتا)

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ بارش متواتر ہوتی رہے تو سبزیاں سڑنے لگتی ہیں۔ حیوانات کے بدنوں میں استرخا (اعصابی مرض) پیدا ہوجاتا ہے۔ ہوا میں زیادہ نمی مسلسل رہے تو طرح طرح کے امراض پیدا ہونے لگتے ہیں۔ راستے اور سڑکیں خراب ہوجاتی ہیں۔

اس کے برعکس تم دیکھو کہ اگر بہت عرصے تک آسمان کھلا رہے۔ نہ بادل ہوں نہ بارش تو زمین خشک ہوجاتی ہے، نباتات جل جاتے ہیں۔ ندی نالوں اور چشموں میں پانی کم ہوجاتا ہے۔ اس سے بھی انسانوں کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ ہوا میں خشکی بڑھ جاتی ہے تو اس سے دوسری طرح کی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔

لیکن اگر موسم یکے بعد دیگرے بدلتے رہیں تو آب و ہوا معتدل رہتی ہے اور ہر موسم دوسرے موسم کے برے اثرات کو دور کرتا رہتا ہے۔ اس صورت میں تمام چیزیں باقاعدہ ٹھیک اور درست رہتی ہیں''۔

انسانوں کو مکلف پیدا کیا گیا ہے:

امام علیہ السلام نے فرمایا:

'ممکن ہے کوئی شخص سوچے کہ پھر ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ موسموں کے بدلنے سے کوئی نقصان ہی نہ ہوا کرتا... تو بات یہ ہے کہ انسان کو مکلف پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے اسے کسی قدر تکلیف پہنچتی رہے تو وہ گناہوں سے باز رہتا ہے۔ مثلاً جب اسے کوئی بیماری

ہوتی ہے تو اسے تلخ اور بدمزہ دوائیں استعمال کرنا پڑتی ہیں۔ مرض کی تکلیف بھی اسے برداشت کرنا پڑتی ہے اور بدمزہ دواؤں کا ذائقہ بھی۔ اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا ہے۔ دعائیں کرتا ہے کہ اس کی بیماری دور ہو اور صحت بدن قائم ہوجائے۔ ساتھ ہی وہ بری باتوں سے بچنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح اس کے مزاج کا تکبر، غرور اور سرکشی قابو میں رہتی ہے۔

اگر وہ اپنے رب سے اپنی صحت کے لیے دعا کرتا رہے، برے کاموں سے بچتا رہے اور ان افعال پر قائم رہے جن میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی۔'' (تو اس کی دنیا و آخرت سنور جائے گی۔)

بارش کے قطرے اشرفیوں سے بڑھ کر ہیں:

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''تو دیکھو مفضل! اگر کوئی بادشاہ اپنی رعایا کے درمیان ہزاروں لاکھوں اشرفیاں تقسیم کرے تو کیا عوام کے دل میں اس بادشاہ کی عظمت پیدا نہیں ہوگی؟ ہر طرف اس کی سخاوت کا چرچا ہوجائے گا۔

(لوگ اس کے اس احسان اور دریا دلی کو ہمیشہ یاد رکھیں گے، اس کے زیر احسان رہیں گے۔ اس کے ہر حکم پر آمنا صدقنا کہیں گے۔ چاہیں گے کہ اس بادشاہ کو ناراض نہ کریں تا کہ اس کی یہ عطا رک نہ جائے۔ وہ بادشاہ ناراض نہ ہوجائے۔)

''اگر چہ حقیقت یہ ہے کہ کسی بادشاہ کی ایسی سخاوت کو بارش جیسی عظیم نعمت سے کیا نسبت ہوسکتی ہے (بادشاہ تو کسی شہر یا ملک میں اشرفیاں تقسیم کرے گا جب کہ) بارش جیسی عظیم نعمت ملکوں، شہروں، صحراؤں، پہاڑوں، میدانوں، سمندروں، آبادیوں پر ہر جگہ برستی ہے اور پورے کرہ ارض پر رہنے والوں کے لئے زندگی کا سامان فراہم کرتی ہے۔

تم ذرا غور تو کرو کہ اس بارش کی قدر و قیمت کس قدر زیادہ ہے اور انسانوں کے لئے یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اگر چہ یہ لوگ اللہ کے اس احسان کی قدر ہی نہیں کرتے'' (جب تک کہ ذاتی طور پر بارش کے ہونے اور نہ ہونے کے نقصانات کا سامنا نہ کرلیں)۔

انسان کا حال تو یہ ہے کہ کبھی اس کی کوئی چھوٹی سی ضرورت بھی رک جاتی ہے تو شکوے شکایات کرنے لگتا ہے اور اس بڑے فائدے پر کبھی غور نہیں کرتا جو کمتر چیز کے نہ ملنے سے اسے حاصل ہو سکتا ہے اور جس کا انجام بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اسے فائدوں کی معرفت نہیں ہوتی۔''

بارش بلندی ہی سے کیوں برستی ہے؟

امام علیہ السلام نے مفضل ابن عمرؔ سے فرمایا:

''غور کرو کہ آخر بارش بلندی (آسمان) ہی سے کیوں برستی ہے۔ کبھی تم نے سوچا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا مصلحت اور بندوں کے لئے اس میں کیا بہتری ہے؟''

دیکھو! بارش کو بلندی سے اس لئے برسایا جاتا ہے تاکہ یہ اونچی نیچی زمینوں کو یکساں طور پر سیراب کر سکے۔ زمینوں کے ساتھ ساتھ یہ پہاڑوں پر بھی برسے، جہاں دریاؤں کا پانی نہیں پہنچ سکتا'' (ان مقامات پر بھی زراعت کی جاتی ہے۔ انھی پہاڑوں پر جنگلات ہوتے ہیں۔ یہاں بہت سی ایسی نباتات اگتی ہیں جو میدانی علاقوں میں نہیں اُگ سکتیں)

''تم دیکھو کہ دنیا میں زیادہ تر زمینیں بارانی ہیں۔ وہاں پانی پہنچانا بہت مہنگا پڑتا ہے۔ اس لئے بارش ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام کرہ ارض کو سیراب کرسکتی ہے۔ اس طرح پہاڑوں اور صحراؤں میں بھی زراعت کے مواقع پیدا ہوجاتے ہیں۔

انہی بارشوں کے سبب انسان بہت سی مشکلات سے بھی بچ جاتا ہے جو پانی کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لانے لے جانے میں پیش آتی ہیں

(تم دیکھتے ہی ہو کہ) پانی کے سبب بہت سے جھگڑے فساد بھی جنم لیتے ہیں۔ طاقت ور افراد تو پانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور کمزور کو فائدے سے محروم کردیتے ہیں۔ بارش کے بلندی سے برسنے کی وجہ سے یہ مسئلہ بھی دور ہوجاتا ہے۔ (ایسی صورت میں طاقتور چاہے بھی تو کمزور کا پانی نہیں روک سکتا)

بارش کا پانی بوندوں کی شکل میں کیوں برستا ہے؟

'دیکھو مفضل! (بارش کے پانی کے لئے) یہ مقدر کیا گیا تھا کہ

یہ اوپر سے نیچے کی طرف زمین پر گرے گا، تو اسے ایسا بنایا گیا کہ یہ (کسی نالے کی طرح نہیں بلکہ) چھڑکاؤ یا پھوار کی مانند زمین پر برسے تاکہ زمین میں ایک خاص مقدار میں جذب ہوسکے اور اسے سیراب کرسکے۔ اگر بارش کا یہ پانی بوندوں کے بجائے آسمان سے بڑی تعداد میں زور سے زمین پر گرا کرتا تو کافی مدت تک زمین میں جذب نہ ہو پاتا۔

(اس طرح زمین کو سخت نقصان پہنچتا۔ فصلیں برباد ہو جاتیں، مکانات گرجاتے اور ایک ہی وقت میں زیادہ تعداد میں آنے والا یہ پانی سیلابی ریلے کی شکل اختیار کرلیتا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں مچھروں اور دوسرے حشرات کی افزائش شروع ہو جاتی جو بیماریاں پھیلنے کا سبب بنتے)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اسی لئے (ایک پہلے سے طے شدہ منصوبے کی تحت) یہ مقرر ہوا کہ بارش آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے قطروں کی صورت میں زمین پر برسے تاکہ بوئے ہوئے دانے خراب نہ ہوں، فصلیں محفوظ رہیں اور یہ پانی زمین کے اندر زندگی کی لہریں دوڑا سکے''۔

نوٹ: بارش کے قطرے

بارش کے قطرے زمین پر ایک خاص انداز اور اہتمام کے تحت برستے ہیں۔ بارش کی یہ بوندیں جس قدر بلندی سے برستی ہیں اور جس قدر ہر قطرے کا وزن ہوتا ہے اس حساب سے ان قطروں کو چھوٹے پتھروں کی طرح برسنا چاہیے تھا۔ اگر بارش کا ہر قطرہ اپنی اصل

شکل میں زمین پر گرا کرتا تو اس سے زمین، خصوصاً فصلوں کو شدید نقصان پہنچتا اور چھوٹے ذی حیات کو بھی۔

اس سے اللہ ربّ العالمین نے اس ممکنہ خطرے سے محفوظ رکھنے کے لیے بارش برسنے کے نظام کو اس طرح بنایا ہے کہ بارش کے قطرے جب بادل سے نکل کر زمین کا رخ کرتے ہیں تو درمیان میں موجود ہوا ان کے راستے میں مزاحمت پیدا کرتی ہے جس کی وجہ سے بارش کا ہر قطرہ کسی قدر پھیل جاتا ہے اور کسی ننھے سے پیراشوٹ کی شکل میں زمین، درختوں اور فصلوں تک پہنچتا ہے۔

(حوالہ: The Weather)

اور بھی مصلحتیں:

امام علیہ السلام نے فرمایا:

مفضل ''پانی کے اس طرح برسنے میں اور بھی مصلحتیں (اور فوائد) ہیں۔ مثلاً یہ بدنوں میں نرمی اور ملائمت پیدا کرتا ہے۔ ہوا میں موجود گرد و غبار (اور بہت سے جراثیم کو ختم کرکے) ہوا کو صاف و شفاف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے وبائی امراض دور ہوتے ہیں۔ درختوں اور زراعتوں میں جو بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کے علاوہ دوسرے بہت سے فوائد ہیں (جو وقت کے ساتھ سامنے آتے ہیں)۔

ہوسکتا ہے کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ کسی سال یہ بارش اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اکثر بارش کے ساتھ اولے گرتے ہیں جن سے فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ ہوا

میں نمی بہت زیادہ رہتی ہے جس سے بدنوں میں بہت سے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔'' (گویا بارش بارانِ رحمت کے بجائے بارانِ زحمت بن جاتی ہے)

تو اس سے کہا جائے گا کہ ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے لیکن یہ سب کچھ انسان ہی کی اصلاح اور اسے سرکشی و غرور اور دوسرے بڑے گناہوں سے باز رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ فائدہ جو اس کے دین کی اصلاح کے لئے ہوگا وہ یقیناً اس نقصان سے بہتر ہوگا جو اس کے مال میں واقع ہوتا ہے۔

(حوالہ: توحید مفضل سائنسی تشریحات کے ساتھ۔ جلد 3)

ہمارے جسم میں پانی کی مقدار اور استعمال

امام جعفر صادق علیہ السلام کی گفتگو ہم نے تبرکاً پیش کی۔ اب اپنے موصوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

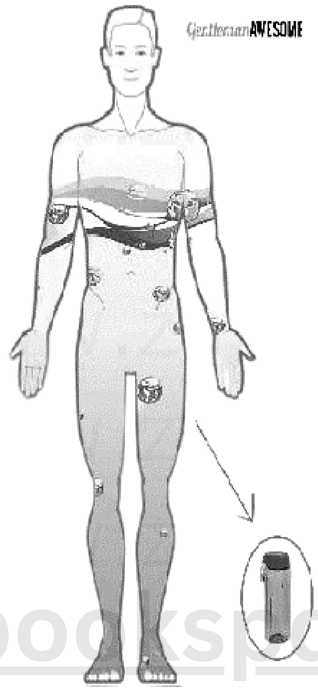
بعض باتیں دہرانا پڑتی ہیں تاکہ قارئین نئی معلومات کے ساتھ ساتھ گزشتہ معلومات کو بھی یاد رکھ سکیں۔ یہ ایک نیا موضوع ہے اس لیے ہم بعض باتوں کو بار بار دہرانے پر مجبور ہیں۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ ہمارے جسم کے اندر پانی کا تناسب وہی ہے جو اس کرۂ ارض میں ہے۔ یعنی کرہ ارض کا ستر فی صد حصے پر پانی پھیلا ہوا ہے اور تیس فی صد حصے پر خشکی پائی جاتی ہے۔ پانی کا تقریباً یہی تناسب ہمارے جسم کے اندر بھی برقرار رہتا ہے۔ ہمارے وزن کا 70 سے 71% فی صد وزن دراصل پانی کا ہے۔

جسم کے خودکار نظام:

پانی کے اس تناسب کو قائم رکھنے، اسے استعمال کرنے اور اس کے ذریعے جسم سے فاسد مادّوں کو جسم سے خارج کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم کے اندر عقل کو ششدر کر دینے والے خودکار نظام بنائے ہیں۔ انسان کو کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ اگر یہ کام انسان کو خود کرنا پڑتا تو پھر وہ زندگی کے دوسرے کام نہیں کر سکتا تھا۔ ہم یہاں اس حوالے سے مختصراً بات کریں گے۔ اگر آپ اس موضوع کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا

چاہیں تو ہماری کتاب ''جسم کے عجائبات'' میں ہائی پوتھیلی مس نامی باب کا مطالعہ فرمائیں۔



اگر کسی شخص کے جسم کا وزن 70 کلوگرام ہے تو اس میں 57% فی صد وزن اس پانی کا ہوتا ہے جو اس شخص کے جسم میں موجود رہتا ہے۔ نوزائیدہ بچے میں پانی کی مقدار 80% فیصد تک ہوتی ہے لیکن بڑھتی عمر کے ساتھ پانی کی مقدار کم ہونے لگتی ہے۔ یہ کمی عمر کے ابتدائی دس سال میں زیادہ ہوتی ہے۔

آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ ہمارا دماغ، جس کے مقابلے میں دنیا کے سپر کمپیوٹرز بچوں کے کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے، وہ 85% فیصد پانی پر مشتمل ہے۔ کیا ان کمپیوٹرز کی کارکردگی کا موازنہ دماغ سے کیا جا سکتا ہے۔ ان کمپیوٹرز میں پانی نہیں ہوتا ہے۔ ان کا پورا ڈھانچا اور ان کے سارے پارٹس مختلف دھاتوں سے بنے ہوتے ہیں۔ ان کی کارکردگی کا انسانی دماغ سے موازنہ کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے خلاء میں تیرتی ہوئی ہبل نامی جدید ترین ٹیلی اسکوپ کا موازنہ ٹریکٹر کی ٹرالی سے لیا جائے۔

دماغ کے خلیے:

دماغ کے خلیے جنہیں اعصابی خلیے (Neurons) کہا جاتا ہے یہ خلیے پانی ہی کی مدد سے خون میں موجود تازہ آکسیجن کو استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے جسم کے اندر کم و بیش

سوٹریلین خلیے پائے جاتے ہیں۔ ان خلیوں کا اندرونی حصہ (Intra Cellular) جسم میں موجود پانی کا 66% فیصد استعمال کرتا ہے۔ جبکہ ان خلیوں کا بیرونی حصہ اس پانی کی 33% فیصد مقدار کو استعمال میں لاتا ہے۔ خون کے پلازما میں پانی کی مقدار 8% فیصد ہوتی ہے اور نظام ہضم اور آنتیں اس پانی کے 25% فیصد کو استعمال میں لاتی ہیں۔

ہمارے جسم کا ایک ایک عضو اور اس کا ایک ایک خلیہ پانی کو استعمال کرتا ہے اور اس پانی ہی کے ذریعے ہمارے جسم کے اندر ہر سکینڈ میں ہزاروں لاکھوں برقی کیمیائی عمل اور ردِ عمل رونما ہوتے ہیں۔ اور ہر کیمیائی عمل کے نتیجے میں کچھ زہریلے مادے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً جب سانس کے ساتھ آکسیجن جسم کے اندر جاتی ہے اور خلیے اسے استعمال کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ایک زہریلا مادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح جب ہم غذا استعمال کرتے ہیں تو اس غذا کو قابل ہضم بنانے کے لئے ہمارا معدہ کئی طرح کے تیزاب پیدا کرتا ہے۔ یہ فاسد مادے اگر جسم کے اندر رہ جائیں تو بہت سی بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثلاً اگر یورک ایسڈ جسم سے خارج نہ ہو تو جوڑوں میں شدید درد شروع ہو جاتا ہے (یورک ایسڈ گائے کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔)

ان تمام زہریلے مادوں کو جسم سے نکالنے کا کام پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جب یہ مادے پانی کے ساتھ مل کر پتلے سیّال میں تبدیل ہوتے ہیں تو گردوں، پھیپھڑوں، مثانے اور جلد کے مسامات کے ذریعے بہ آسانی خارج ہوتے رہتے ہیں۔

پیاس نہیں لگتی:

بڑھتی عمر کے ساتھ پیاس محسوس کرنے کا عمل کم ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ پانی کی کمی کے وقت اکثر بھوک محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھوک نہیں ہوتی، پیاس ہوتی ہے۔

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ پانی کی فوری کمی محسوس نہیں کرتے اگرچہ آپ کے جسم کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن آپ پانی نہیں پیتے۔

اگر آپ کے جسم میں پانی کم ہو جائے تو آپ کے دماغ میں موجود پیچوٹری گلینڈ ایک ہارمون خون میں شامل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس ہارمون Histamine کو کہا جاتا ہے۔ اس ہارمون میں تمام اعضا کے لئے یہ حکم موجود ہوتا ہے کہ پانی کو انتہائی احتیاط سے استعمال کیا جائے۔ (پیچوٹری گلینڈ 85% پانی ہوتا ہے اور جسم کے تمام افعال کو کنٹرول کرتا ہے)

جسم کے اندر قلتِ آب:

اس ایمرجنسی کی صورت میں جسم میں موجود پانی کو اسی طرح احتیاط سے استعمال کیا جاتا ہے جس طرح ہم اور آپ پانی کی کمی کے وقت پانی کو صرف انتہائی ضروری کام میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے تو کچھ لوگ پودوں میں پانی ڈالنا بند کرتے ہیں یا واشنگ مشین کا استعمال بند کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے جسم کا نظام پانی کو احتیاط سے استعمال کرتے ہوئے پانی کو صرف خاص خاص اعضاء کے لئے مخصوص کر دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دوسرے بہت سارے اعضاء پانی سے محروم رہتے ہیں۔

اب اگر آپ نے جلد پانی نہ پیا تو پانی سے محروم اعضاء کی کارکردگی متاثر ہونے لگتی ہے اور قلت آب کا شکار ہونے والے اعضاء اپنی تکلیف کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً:

(۱) آپ کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں درد محسوس کرتے ہیں۔

(۲) سینے میں درد محسوس ہو سکتا ہے۔

(۳) جوڑوں میں تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

(۴) سر میں درد ہو سکتا ہے۔

اسی لئے ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ ایک نارمل انسان کو روزانہ 8 سے 10 گلاس پانی

پینا چاہیے اور یہ پانی صاف یعنی جراثیم اور دوسری آلودگیوں سے ماک ہونا چاہیے اور ایسا پانی ہمارے ملک میں نایاب ہوتا جا رہا ہے۔

زندگی کا ذائقہ:

آپ غور فرمائیں کہ پانی کا اگرچہ کوئی مزہ نہیں ہوتا لیکن پانی کے بغیر آپ کوئی مزہ محسوس نہیں کر سکتے۔ جمی ہوئی آئس کریم جب آپ کے منہ کی گرمی سے پگھلتی ہے تب آپ کو اس کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ ڈرائی فروٹ جب آپ کی داڑھوں کے ذریعے پستے ہیں اور منہ کا پانی اس میں شامل ہوتا ہے اس کے بعد ہی آپ بادام، پستے یا اخروٹ کا مزہ پہچان سکتے ہیں۔ بہرحال جو پانی ہم پیتے ہیں وہ ایک پیچیدہ و پُراسرار نظام سے گزر کر جسم کے ایک ایک خلیے تک پہنچتا ہے اور جسم کی آبی ضروریات کو پورا کر کے آپ کی پیاس کو بجھاتا ہے۔

جسم کے اندر پانی کی مقدار، اس کی تقسیم اور استعمال کے بارے میں یہ سرسری سا جائزہ ہم نے اس لئے پیش کیا تا کہ آپ پانی کی اہمیت کو جان سکیں اور اس پانی پر توجہ دے سکیں جسے آپ دن رات پیتے ہیں۔

منرل واٹر ایک دھوکا ہے:

یہ بھی ضروری ہے کہ آپ جانیں کہ آپ جو پانی پی رہے ہیں کیا وہ خالص پانی ہے یا نہیں۔ ہمارے ملک میں صورت حال یہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں پانی میں بڑھتی ہوئی آلودگی کے مسئلے سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ انھوں نے اشتہار بازی کے ذریعے اپنے صارفین کے لئے منرل واٹر متعارف کرایا ہے۔ اگرچہ منرل واٹر خالص پانی نہیں ہوتا لیکن لوگ منرلز (معدنیات) کا سن کر اس پانی کو بڑے شوق سے استعمال کرتے ہیں۔ منرل واٹر صرف پہاڑی چشموں سے نکلتا ہے۔ منرلز واٹر کے نام سے بکنے والے پانی میں منرلز ملائے جاتے ہیں جب کہ خالص پانی جو ہمارے جسم کو مطلوب ہے اس میں منرلز کی کوئی ضرورت نہیں

https://www.shiabookspdf.com

ہوتی۔جسم کے لئے ضروری معدنیات یا منرلز ہمیں، روٹی، پھلوں، سبزیوں اور مختلف اناجوں کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ پینے کے پانی کو جراثیم اور منرلز دونوں ہی سے پاک ہونا چاہیے۔

ہمارے ایک دوست نے کراچی میں پانی کا ایک فلٹریشن پلانٹ لگایا ہے۔اس پلانٹ میں پانی صاف کرنے کے لیے وہ جدیدترین ٹیکنالوجی استعمال کی جارہی ہے جو اس وقت جاپان میں استعمال ہورہی ہے۔اس فلٹریشن پلانٹ کا پانی جراثیم، دھاتی اجزاء اور منرلز سے پاک ہوتا ہے۔اسی لیے اس پانی کا ذائقہ بالکل بارش کے پانی کی طرح ہے۔

جولوگ اس پانی کو گردے کی بیماری، جوڑوں کے درد اور دوسرے امراض کے لیے استعمال کرتے ہیں انہیں شفا بھی حاصل ہورہی ہے۔''پیور اینڈ کیور'' کے نام سے اس پانی کی قیمت بھی منرل واٹر سے بہت کم ہے۔آپ بھی اسے استعمال کرسکتے ہیں۔

پانی کا سُپر کمپیوٹر

اس سُپر کمپیوٹر میں نہ کوئی دھات استعمال ہوئی ہے نہ پلاسٹک۔اس کی تعمیر میں جو مادہ سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے وہ ہے پانی۔

یہ سپر کمپیوٹر ہے انسانی دماغ اور یہ 85% فی صد پانی پر مشتمل ہے۔سپر کمپیوٹرز سے لے کر خلاء میں تیرنے والی دوربینیں اور بیل گاڑی کے پہیے سے لے کر سپر سونک جہاز، غرض انسان کی بنائی ہوئی ہر شے، ہر ایجاد اسی انسانی دماغ کی مرہونِ منت ہے جو 85% فی صد پانی ہے۔آیئے پانی سے بنے ہوئے اس سپر کمپیوٹر کی کارکردگی کا ایک سرسری سا معائنہ کرتے ہیں۔

دماغ پانی سے بنا ہوا ہے:

تین پونڈ وزنی، لیس دار، چپ چپے مگر مضبوط، سفید اور سلیٹی رنگ کا یہ ٹیشو جو کسی مشروم (سانپ کی چھتری) سے ملتا جلتا ہے، اسے انسان کا دماغ کہا جاتا ہے۔دنیا کے تمام عجوبے، تمام سپر کمپیوٹرز اس کے مقابلے میں بچوں کے عام کھلونوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

دماغ کے پرزوں کی تعداد:

ابھی سائنس نے ایسا کوئی کمپیوٹر ایجاد نہیں کیا (نہ اس کا امکان ہے) جو انسان دماغ

کے لامحدود، پُراسرار، عقل کو ششدر کر دینے والے کاموں کی نقل کر سکے۔ حتیٰ کہ ابھی تک سائنس اس کی مکمل کارکردگی کا اندازہ لگانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکی۔ دماغ کے کمپونینٹس (پرزوں) کی تعداد ہی عقل کو چکرا دینے کے لیے کافی ہے۔ دماغ کے اعصابی خلیوں (Neurons) کی تعداد تقریباً تیس بلین ہے جبکہ Glial Cells کی تعداد ان سے پانچ تا دس گنا زیادہ ہے۔ یہ ناقابل شمار تعداد تقریباً سات انچ کی انسانی کھوپڑی میں آرام سے رہتی ہے۔ اسی کو دماغ کہتے ہیں۔

انسان اپنے دماغ کو اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھتے ہیں لیکن اصل میں سب کچھ ''دماغ ہی ہے''۔ آپ کی شخصیت، آپ کے عمل ردِعمل، پسند ناپسند، ذہنی صلاحیتیں، اچھائیاں بُرائیاں، سوچ، فکر سب دراصل دماغ کی وجہ سے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ آپ کانوں سے سنتے ہیں۔ زبان سے ذائقہ محسوس کرتے ہیں۔ آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ہاتھ سے لکھتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ اصل میں یہ سارے کام آپ کا دماغ سرانجام دیتا ہے۔

آنکھوں، کان، زبان، ناک یا انگلیوں کا کام صرف معلومات جمع کر کے دماغ تک روانہ کرنا اور دماغ کے احکامات کے مطابق عمل کرنا ہے اور بس۔

دماغ ان معلومات کی بنیاد پر خود سنتا، دیکھتا، چکھتا، سونگھتا اور محسوس کرتا ہے۔ یہ دماغ ہی جو آپ کو بتاتا ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یا آپ کو بھوک لگ رہی ہے۔ حتیٰ کہ آپ کی ہر خواہش ہر موڈ کے بارے میں بھی دماغ ہی آپ کو اطلاع فراہم کرتا ہے۔

دماغ کبھی نہیں سوتا:

اس وقت بھی جب آپ گہری نیند سو رہے ہوں، پانی سے بنا ہوا یہ کمپیوٹر یعنی آپ کا دماغ ہمیشہ کی طرح جاگتا رہتا ہے اور ساری دنیا کے سارے ٹیلی فون ایکسچینجوں سے کئی گنا بڑی کمیونی کیشن ٹریفک کو رواں دواں رکھتا ہے۔ ایسے میں باہر کی دنیا سے اطلاعات و

معلومات کا ایک سیلاب دماغ تک آرہا ہوتا ہے۔ مثلاً بیرونی درجہ حرارت، آکسیجن کی مقدار و معیار، دوسری گیسوں کی موجودگی، بستر کی نرمی یا سختی، روشنی کی مقدار وغیرہ وغیرہ۔ دماغ ان تمام معلومات کو پروسس کرتا رہتا ہے اور نسبتاً زیادہ اہم نوعیت کی اطلاعات پر فوری ایکشن لیتا ہے۔

رات کو جب آپ ایک ہی کروٹ لیٹے لیٹے بے سدھ ہو جاتے ہیں۔ جسم کا وہ حصہ سُن ہونے لگتا ہے تو دماغ ہی آپ کو کروٹ دلاتا ہے تاکہ دوران خون کو جاری رکھا جا سکے۔ جسم کے کسی بھی حصہ پر مچھر کاٹتا ہے تو دماغ ہی گھپ اندھیرے میں آپ کے ہاتھ کو متاثرہ مقام تک پہنچاتا ہے۔

نئے اور انوکھے خیالات:

یہ مضمون پڑھتے وقت آپ کا خیال ہے کہ اسے آپ پڑھ رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دماغ اسے بہ غور پڑھ رہا ہے اور اس کے اندر موجود معلومات کو آنکھوں کے ذریعے اسکین کر کے انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ کرتا جا رہا ہے۔ تاکہ آئندہ آپ جب بھی گفتگو، تحریر اور غور و فکر کے دوران ان معلومات کو استعمال کرنا چاہیں تو بہ آسانی استعمال کر سکیں۔ اگر آپ تخلیقی کاموں سے وابستہ ہیں تو معلومات، مشاہدات اور تجربات کو غور و فکر کے ساتھ بلینڈ کر کے اچھوتے خیالات، انوکھے تصورات اور نت نئے آئیڈیاز پیش کرنا بھی دماغ ہی کی ذمے داری ہے۔

دماغ آپ کو بچاتا رہتا ہے:

جاگتے میں بھی آنکھ، کان، ناک، زبان اور جلد کے حساس خلیے ہر لمحے اردگرد کے ماحول سے کروڑوں اقسام کی معلومات لو بیک وقت جمع کر کے دماغ تک پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ دماغ ان معلومات کو الگ الگ کر کے انہیں اپنی زبان میں منتقل کرتا ہے اور انہیں الگ

الگ خانوں میں اسٹور کرتا رہتا ہے (یہ سارے خانے بھی پانی ہی کے بنے ہوتے ہیں)۔ موزائیک کے چمکدار فرش پر آپ کا پیر پھسلتا ہے تو دماغ ہی برق رفتاری سے آپ کے توازن کو برقرار رکھنے میں آپ کی مدد کرتا ہے۔ اگر آپ پھسل جاتے ہیں تو دماغ آپ کے ہاتھوں کو فرش پر ٹک جانے کا حکم صادر کرتا ہے اور آپ کا منہ پتھریلے فرش سے ٹکرانے سے محفوظ رہتا ہے۔

یہی نہیں گرنے کے واقعے کی تمام تفصیلات جو آنکھوں، کانوں، پیروں کے حساس اعصاب کے ذریعہ دماغ کو حاصل ہوتی ہے، دماغ انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتا ہے اور مستقبل میں آپ جب بھی کسی ایسے فرش پر قدم رکھتے ہیں تو آپ کا دماغ ہی ان معلومات کی روشنی میں آپ کو احتیاط سے قدم اٹھانے کی ہدایت دیتا ہے۔

آکسیجن کی فراہمی:

ان نوعیت کی ایمرجینسی سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ دماغ کو ہزاروں دوسرے اہم امور بھی انجام دینا ہوتے ہیں۔ مثلاً بیرونی دنیا سے آکسیجن کی فراہمی کا معاملہ بے حد اہم حیثیت رکھتا ہے۔ دماغ کے مخصوص سینسرز (اطلاعاتی مراکز) پانی سے بنے ہوئے اس کمپیوٹر (یعنی دماغ) کو اطلاع فراہم کرتے ہیں کہ خون میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ خون کو تازہ آکسیجن کی ضرورت ہے۔ اس ایمرجینسی کال پر دماغ فوری ایکشن لیتا ہے اور اپنے پُراسرار کمیونی کیشن سسٹم کے ذریعے متعلقہ غدود کی مدد سے پھیپھڑوں کے پھیلنے اور سکڑنے کی رفتار کو نئی اور تیز تر رفتار پر سیٹ کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سینے کے پٹھوں کو پھیپھڑوں کی اس نئی رفتار سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اضافہ توانائی کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ نتیجتاً آپ تیز تیز سانس لینے لگتے ہیں۔ آکسیجن کی کمی دور ہوتے ہی آپ کا سانس نارمل ہو جاتا ہے۔

جب آپ دوڑتے ہیں تو آکسیجن تیزی سے خرچ ہوتی ہے۔ ایسے موقعوں پر دماغ اسی طرح آکسیجن کا مطلوبہ مقدار آپ کو فراہم کرتا ہے۔

دماغ کو بھی غذا درکار ہے:

ہزاروں خدمات کی انجام دہی کے لیے دماغ کو بھی بہت کچھ درکار ہوتا ہے۔ دماغ کا وزن اگرچہ آپ کے کل وزن کا صرف دو فیصد ہے اور یہ 85% پانی سے بنا ہوا ہے لیکن اسے سانس کے ذریعے حاصل ہونے اور پھیپھڑوں کے اندر صاف ہونے والی آکسیجن کا 20% فی صد حصہ درکار ہوتا ہے۔ اسی طرح دماغ کو دل سے صاف ہو کر نکلنے والے خون کا پانچواں حصہ چاہیے ہوتا ہے۔ تازہ خون اور آکسیجن کی مسلسل فراہمی ہی دماغ کی کارکردگی کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

اگر کسی سبب سے عارضی طور پر بھی اس سپلائی لائن میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو دماغ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ جس کا نتیجہ فالج یا موت کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ دماغ کو گلوکوز کی شکل میں غذا کی مسلسل اور وافر مقدار میں فراہمی بھی بہت ضروری ہے۔ یہی اس کی غذا ہے اور غذا کے بغیر کوئی ذی حیات جسم زندہ نہیں رہ سکتا۔

دماغ کو آپ ایک ایسے براعظم سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کا صرف فضائی معائنہ ہی کیا جا سکا ہو۔ سائنس ابھی اس بیکراں سمندر کے حاصل پر آنے والی معمولی لہروں ہی تک رسائی حاصل کر سکی ہے۔ اس گہرے سمندر کی تہہ میں کون کون سے خزانے پوشیدہ ہیں، انہیں کسی حد تک جانے کے لیے سائنس کی کئی صدیوں تک مسلسل ترقی درکار ہوگی۔

سیّال مادّہ:

دماغ کو تخلیق کرنے والے نے آپ کے دماغ کی حفاظت کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ اس نے دماغ کو آپ کے جسم میں سب سے بلند مقام پر ایک محفوظ قلعے

میں محفوظ کر رکھا ہے۔کھوپڑی کی ہڈی دماغ کے لیے کسی قلعے کا سا کام کرتی ہے، یہ اوپر سے تین انچ موٹی ہے۔ نیچے اس کی موٹائی ذرا زیادہ ہے۔آپ کا پورا دماغ اس کھوپڑی کے اندر فوم جیسے ایک سیال مادے میں تیرتا رہتا ہے اور اس ہی کی وجہ سے جھٹکوں سے محفوظ رہتا ہے۔

معلومات کا ذخیرہ اور استعمال:

دماغ کی ایک حیران کن صلاحیت معلومات کا ذخیرہ کرنے اور وقت ضرورت اسے استعمال کرنے کی استعداد ہے۔ بچہ دنیا میں آنے کے بعد جو پہلی چیز دیکھتا سنتا اور محسوس کرتا ہے، وہاں سے معلومات جمع ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر زندگی کا کوئی لمحہ، کوئی ساعت ایسی نہیں ہوتی کہ آپ کی آنکھوں، کانوں، زبان، ناک اور جلد کے ذریعے ہر لمحہ ہزاروں معلومات دماغ کو موصول نہ ہو رہی ہوں۔ آپ جاگ رہے ہوں یا گہری نیند میں ہوں۔ اطلاعات و معلومات کا یہ ٹریفک ہر لمحے رواں دواں رہتا ہے۔

85% فی صد پانی سے بنا ہوا، یہ کمپیوٹر ان بیک وقت موصول ہونے والی ہزاروں لاکھوں نت نئی معلومات کو اپنے اندر محفوظ کرتا رہتا ہے۔ آپ معلومات کے اس قیمتی خزانے سے واقف نہیں ہوتے لیکن دراصل معلومات کا یہ ذخیرہ ہی آپ کی زندگی کو رواں دواں رکھتا ہے۔ ورنہ آپ بار بار گرم پتیلی کو چھوتے۔ بار بار پھسل کر گرتے، بار بار کتابیں پڑھتے اور بھول جایا کرتے، بار بار گاڑی چلانا سیکھتے اور بھول جایا کرتے۔

یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ معلومات کو اسٹور کرنے اور وقت ضرورت استعمال کرنے کی یہ عظیم صلاحیت نہ ہوتی تو انسان نہ کچھ سیکھ سکتا اور نہ کسی قسم کا کوئی کام کر سکتا، نہ خطرات سے بچ سکتا، نہ اپنوں کو پہچان سکتا۔ حتیٰ کہ کھانا پینا بھی اس کے لیے ایک عذاب بن جاتا۔ نہ اسے چہرے یاد رہتے اور نہ رشتے۔ حلال وحرام کی تمیز مٹ جاتی، خاندان بکھر جاتے اور انسان دوسرے حیوانوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا۔ (آپ غور فرمائیں۔ یہ

یاد رکھنے اور بھولنے کی صلاحیتیں بھی پانی ہی کے اندر موجود ہیں)

بھولنے کی صلاحیت:

جس طرح دماغ میں یادداشت کی صلاحیت انمول ہے، اسی طرح اس میں بھول جانے کی صلاحیت بھی ایک عظیم نعمت ہے۔ اگر بھول جانے کی یہ صلاحیت نہ ہوتی تو ماں اپنے مرنے والے بچے کو زندگی بھر بھول نہ پاتی حتیٰ کہ پاگل ہو جاتی یا مر جاتی۔ انسان اپنی ذلتوں، پریشانیوں اور غموں کو کبھی فراموش نہ کر پاتے اور ایک دوسرے کو وحشی جانوروں کی طرح بھنبھوڑنے لگتے یا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے۔ کہتے ہیں وقت سب سے بڑا مرہم ہے، درحقیقت یہ مرہم ہمارے پیدا کرنے والے نے خود ہمارے اپنے اندر پیدا کیا ہے۔ اس طرح کہ ہمارا دماغ ان ناخوشگوار، ناگوار واقعات کی یادوں کو آپ کی پہنچ سے دور کرتا رہتا ہے اور یوں آپ بتدریج، شدید غم، افسردگی اور مایوسی سے باہر نکل آتے ہیں۔

سب سے بڑی سچائی:

سر کی چوٹ دماغ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ دماغ اگرچہ سخت کھوپڑی کے اندر جھٹکوں سے محفوظ رکھنے والے فوم جیسے مادے میں رہتا ہے لیکن سر کی شدید چوٹ اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ مثلاً ایسی صورت میں دماغ کی بیرونی جھلی پر ورم آ سکتا ہے۔ دماغ میں سوجنے کی قطعی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کے چاروں طرف سخت ہڈی کا خول چڑھا ہوتا ہے۔

ورم کی صورت میں دباؤ بڑھ جاتا ہے اور بڑے پیمانے پر ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ دماغ کی نادر و نایاب تنصیبات ایک ایک کر کے تباہ ہونے لگتی ہیں۔ کمیونی کیشن کے سلسلے ٹوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یادداشت کے عظیم ذخیرے ضائع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ فائلیں اُڑ جاتی ہیں، ونڈوز غائب ہو جاتی ہیں، کمانڈز کام نہیں کرتیں۔ کبھی ایک طرف

تاریکی چھا جاتی ہے، کبھی دوسری طرف اور پھر مکمل بلیک آؤٹ ہو جاتا ہے۔

تب انسان کائنات کی اس سب سے بڑی سچائی کا سامنا کرتا ہے جس کے بارے میں اس نے صحت کے عالم میں کبھی سنجیدگی سے سوچا نہیں تھا۔ اس کی روح جسم کے ایک ایک سوئچ کو آف کر کے اپنی اصل دنیا کی طرف لوٹ جاتی ہے اور انسان ہمیشہ باقی رہنے والی دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ تھی پانی سے بنے ہوئے سُپر کمپیوٹر، دماغ کی کہانی مگر یہ کہانی ختم نہیں ہوئی ممکن ہے ہزاروں سال بعد کے سائنس دان آج کے انسان کے دماغ پر ریسرچ کرتے ہوئے سوچ رہے ہوں کہ پہلے زمانے کا انسان پانی کے اس سپر کمپیوٹر سے کیسے بچکانہ کام لیا کرتا تھا!

(حوالہ: جسم کے عجائبات)

غیبت کے اثرات

گزشتہ کسی باب میں ہم نے دماغ کے حافظے کی بات کی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ پانی کے اندر دماغ (Brain) ہی نہیں ہوتا لیکن پانی پر تجربات کرنے والوں کے مطابق پانی کا بھی ایک حافظہ ہوتا ہے شاید انسان سے زیادہ۔ انسان بھول بھی جاتا ہے لیکن پانی جو کچھ دیکھتا اور سنتا ہے اسے اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا کہ وہ اکثر اپنے ردِعمل کا اظہار بھی کرتا ہے۔ انسان دنیا کی چند زبانیں سمجھ بول اور پڑھ سکتے ہیں جب کہ پانی دماغ، آنکھیں اور کانوں کے نہ ہونے کے باوجود دنیا کی ہر زبان پڑھ، سن اور سمجھ سکتا ہے۔ اس بات کے بڑے حیران کن ثبوت جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو کے تجربات سے بہت پہلے سائنس دانوں کے سامنے آئے۔

جراثیمی ہتھیار:

1956ء میں سائنس دانوں کا ایک گروپ بائیولوجیکل ہتھیار یعنی جراثیمی ہتھیار بنانے کے ایک منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ اسی سال کسی نامعلوم مقام پر ان سائنسدانوں کی ایک انتہائی خفیہ میٹنگ منعقد ہوئی تاکہ وہ اپنے اپنے تجربات کو ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کر کے جراثیمی ہتھیار بنانے کے منصوبے کا آغاز کریں۔ اس خفیہ میٹنگ میں ایک درجن سے زیادہ فوجی ماہرین اور سائنسدان موجود تھے۔ حسب دستور ہر آدمی کے سامنے پانی کا ایک

گلاس رکھا تھا اور یہ پانی ہر طرح کے جراثیم سے پاک تھا۔

میٹنگ کے دوران یہ لوگ بار بار پانی پیتے رہے اور گفتگو کرتے رہے لیکن میٹنگ کے دوران ہی ان سب کی طبیعت خراب ہونا شروع ہوگئی۔ انہیں وہاں سے براہِ راست اسپتال لے جایا گیا۔ ان میں سے ہر آدمی شدید فوڈ پوائزنگ میں مبتلا تھا۔ ان کے زیر استعمال پانی کے گلاسوں میں بچے ہوئے پانی کا لیبارٹری میں معائنہ کرایا گیا تو وہ ہر طرح کے جراثیم سے پاک تھا۔

پانی کا ردِّعمل:

اس طرح اچانک اور ایک ساتھ تمام لوگوں کا بیمار ہونا کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ اس میٹنگ میں تباہی اور بربادی کے جو منصوبے بنائے جا رہے تھے، گلاسوں میں موجود پانی ان کو سن رہا تھا۔ پانی زندگی کی بنیاد ہے۔ وہ زندگی دیتا ہے، کسی کی زندگی چھینتا نہیں۔ میٹنگ میں جو منصوبے بنائے جا رہے تھے وہ پانی کی فطرت کے خلاف تھے اسی لئے پانی نے اپنا ردِعمل ظاہر کیا اور اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرلی جو صرف ان لوگوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی جو زندگی کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

ابتداء میں یہ محض ایک خیال تھا کہ شاید پانی نے ایسا کیا لیکن اس واقعے کے ٹھیک بیس سال بعد یعنی 1976ء سائنسدانوں نے اس کے حتمی ثبوت حاصل کر لیے۔ انھوں نے معلوم کیا کہ پانی یادداشت رکھتا ہے۔ پانی اپنے اردگرد کی ہر شئے کا شعور رکھتا ہے، ماحول میں جو چیز موجود ہوتی ہے یا اس کے اردگرد جو واقعہ رونما ہوتا ہے اس کے اثرات کو پانی اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے۔

بزمِ غیبت:

یہ ’’ایامِ جاہلیت‘‘ کا واقعہ ہے۔ میں ایک اخبار میں میگزین ایڈیٹر کے طور پر کام کر رہا

تھا۔ کئی دوسرے دوست ایڈیٹوریل پیج پر کالم لکھتے تھے۔ ان میں جناب وسعت اللہ خان (حالیہ بی بی سی لندن)، مرحوم جمال احسانی (معروف شاعر) اور جناب فراست رضوی صاحب شامل تھے۔ یہ دوست روزانہ ہی میرے کمرے میں جمع ہوتے اور ہم لوگ کام کے ساتھ ساتھ زیادہ وقت غیبت میں گزارتے۔ ہمیں احساس ہی نہیں تھا کہ ہم ایک خطرناک متعدی پھیلنے والی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اخبار کے مالکان، چیف ایڈیٹر، مختلف شاعر و ادیب اور بہت سی خواتین روزانہ ہماری غیبت کی زد پر رہتی تھیں۔ اس محفل کو ہم نے ’’بزمِ غیبت‘‘ کا نام دے رکھا تھا۔ سارے دن، جملے، لطیفے، دوسروں کے واقعات، سنی سنائی باتیں جن کا کوئی ثبوت ہم میں سے کسی کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یہ باتیں کر کے مزہ بہت آتا تھا۔ ہم سب خوب ہنستے اور ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے رہتے

ایک دن مجھے خیال آیا۔ میں نے سوچا کہ اندازہ کیا جائے کہ کیا ہم دفتری اوقات میں اپنا وقت غیبت کے بغیر گزار سکتے ہیں اور کیا ہمارے پاس ایسے موضوعات ہو سکتے ہیں جن پر ہم گفتگو کریں لیکن اس دوران کسی کی غیبت نہ ہو۔

اگلے دن میں نے ایک کاتب سے کہہ کر ایک بڑی شیٹ پر ایک جملہ خوش خط لکھوایا اور اسے اپنے کمرے کی سامنے والی دیوار پر لگا دیا۔ اس شیٹ پر جو جملہ لکھا گیا تھا وہ یہ تھا۔

’غیبت کرنا منع ہے۔

جو صاحب غیبت کرنا چاہیں وہ پہلے سو روپے ایڈیٹر کے پاس جمع کرا دیں۔‘

سناٹا چھا گیا:

دوپہر تک سب دوست حسبِ معمول کمرے میں جمع ہوگئے۔ میں ہر آنے والے کو اس بورڈ کی طرف متوجہ کرتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص خاموشی سے اپنے کام میں لگ گیا۔ کمرے

میں بہت دیر تک سناٹا طاری رہا۔ لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ ہم سب لوگ خاموش تو تھے لیکن ایک عجیب طرح کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ ہیروئین پینے والے نشئی بھی ہیروئن نہ ملنے پر شاید کچھ اس طرح کی حالت سے گزرتے ہوں گے۔

کام ختم کرتے کرتے ایک دوست سے برداشت نہ ہو سکا۔ انہوں نے اپنی جیب سے 100 روپے کا ایک نوٹ نکال کر اسے تاش کے پتے کی طرح زور سے میری میز پر رکھا اور کہا۔ ''بھائی! مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب کی غیبت کرنا ہے۔''

ہمیں نہیں معلوم کہ ''بزم غیبت'' میں ہم کس قدر اور کتنی مرتبہ پانی پیتے تھے اور ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ غیبت جیسے جراثیمی ہتھیار کے استعمال کو سن کر اس پانی کے اندر کس طرح کے اثرات یا جراثیم پیدا ہوتے تھے اور وہ پانی ہمارے جسم میں جا کر کس طرح کی فوڈ پوائزننگ کا سبب بنتا تھا!

اب آپ کہیں گے کہ ''فوڈ پوائزننگ'' کیوں لکھا جب کہ آپ کو غیبت کے بعد فوڈ پوائزننگ کا کوئی تجربہ نہیں ہوا یا کم سے کم یاد نہیں۔۔۔۔۔ تو جناب یہاں فوڈ پوائزننگ اس لئے لکھا کہ اللہ کے نزدیک غیبت کرنا، مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

مُردہ بھائی کا گوشت:

''اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی (شخص) اس
بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔
اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ سے ڈرو۔
بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۲)

یاد رہے کہ دوسروں کی عیب بیان کرنے یا ان کی کھوج میں رہنے والے کے لیے قرآن مجید میں 'بے وقار، عیب جو اور چغل خور'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

''بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (دوسروں کے عیوب)
ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہو۔'' (سورۂ الھمزہ: ۱)

غیبت کی بہت سی اقسام ہیں۔ مثلاً جس کی غیبت کی جا رہی ہے اس میں وہ عیب ہی نہیں جو بیان کیا جا رہا ہے۔ اسے غلط فہمی کی بناء پر غیبت کا نام دے دیا جاتا ہے۔ یہ دراصل بہتان ہوتا ہے۔ یہ ایک اور طرح کا سخت گناہ ہے۔

تہمت لگانا بڑا گناہ ہے:

''اور جو لوگ مومن مُردوں اور مومن عورتوں کو بغیر (ان) کے کچھ کیے
(تہمت لگا کر) اذیت دیتے ہیں تو وہ بہتان اور واضح گناہ (کا بوجھ
اپنی گردن) پر اٹھاتے ہیں۔ (سورۂ احزاب: ۵۸)

غیبت کی اصل شکل یہ ہے کہ کسی کا گناہ، غلطی یا کمزوری میرے علم میں آئی اور میں نے اسے دوسروں سے بیان کرنا شروع کر دیا۔ اب اگر اسی گناہ، غلطی یا کمزوری کا میں خود بھی شکار ہوں اور دوسروں میں اسی خرابی کو دیکھ کر اس کا چرچا کروں تو یہ غیبت کی بدترین شکل ہے۔

غیبت سے پانی آلودہ ہو سکتا ہے:

ہم نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ ہمارے جسم میں پانی کی مقدار ہمارے جسم کے کل وزن کا ستر فی صد ہے اور یہ پانی ہمارے جسم کے ہر ایک حصے میں موجود رہتا ہے۔ اب ضروری نہیں کہ پانی کا گلاس ہمارے قریب رکھا ہو۔ یا پانی کا جگ بھی ہمارے ساتھ موجود ہو اور یہ پانی غیبت جیسے گناہ (مردہ بھائی کا گوشت کھانا) کو سنے اور اپنی خاصیت میں تبدیلی پیدا کر کے زہر خورانی یا فوڈ پوائزننگ کا سبب بنے۔ گناہ سرانجام دیتے وقت سب سے پہلے تو وہ پانی آلودگی کا شکار ہوتا ہے جس کی مدد سے ہم غیبت جیسا گناہ سرانجام دیتے ہیں اور یہ پانی ہمارے جسم اور جسم کے ایک ایک خلیے میں موجود ہوتا ہے۔

اسی لئے اپنی حفاظت کریں۔ جہاں غیبت کی جارہی ہو اس جگہ سے ہٹ جائیں۔ یہ ایک متعدی بیماری ہے جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ اس کے اثرات کبھی ظاہر ہو جاتے ہیں کبھی کسی نیک عمل یا توبہ کے سبب معطل جاتے ہیں اور کبھی آخرت تک کے لئے مؤخر کر دیے جاتے ہیں۔

پانی میں یادداشت:

پروفیسر رستم راؤ۔ اسٹیٹ یونیورسٹی آف پنسلوانیا امریکا کے سینئر اساتذہ میں شامل ہیں۔ پروفیسر رستم راؤ کا خیال ہے پانی کے مالیکولز کے اندر میموری پینلز ہوتے ہیں پانی کے ہر مالیکول میں ان کی تعداد 440.000 کے قریب ہوتی ہے اور یہ ٹیپ ریکارڈر کی ٹیپ کی مانند کام کرتے ہیں۔ ان ہزاروں لاکھوں انفارمیشن پینلز میں سے ہر پینل اپنے اردگرد کے ماحول سے ایک الگ طرح کی معلومات کو ریکارڈ کرتا ہے۔

مثلاً پانی کے سامنے اگر ایک پھول کھلا ہوا ہے تو ایک میموری پینل اس کی ساخت کو ریکارڈ کرتا ہے، دوسرا اس کی خوشبو کو اور تیسرا اس کے رنگوں کو۔ اسی طرح اگر کوئی انسان قریب موجود ہے تو پانی کا ایک میموری پینل اس کی جسمانی ساخت کو محفوظ کرتا ہے دوسرا اس کے ارادے یا نیت کو اور میسرا اس کے عمل کو۔

پانی کے حروفِ تہجی:

پروفیسر رسم راؤ نے خیال ظاہر کیا:

''پانی کے مالیکولز کمپیوٹر کی میموری کی طرح ہوتے ہیں یا شاید یہ حروفِ تہجی کی طرح ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ان حروف سے الفاظ یا جملے جو پانی کی یادداشت میں ریکارڈ ہوتے ہیں، یہ کس طرح ترتیب پاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کو حروف سے لفظ اور لفظوں سے جملے بنانا نہیں آتے اور سارے حروفِ تہجی اسے دے دیئے جائیں تو وہ ان حروف سے لفظ کیسے

بنائے گا؟۔

لیکن پانی یہ کام جانتا ہے۔، البتہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ یہ کام کس طرح کرتا ہے البتہ یہ بات طے ہے کہ پانی کے ہر مالیکول میں یادداشت کو تشکیل دینے والے میموری پینلز موجود ہیں۔ جس طرح ہم اور آپ حروفِ تہجی کو آگے پیچھے کر کے نت نئے الفاظ یا جملے بنا سکتے ہیں اسی طرح پانی کے مالیکولز بھی اپنے حروف کی ترتیب کو بدل کر پانی کی خصوصیت میں تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ تبدیلی مثبت بھی ہو سکتی ہے اور منفی بھی۔''

پانی کی خصوصیات میں یہ تبدیلی مختلف اقسام کی الیکٹرومیگنٹک لہروں، مثلاً انفرارید، ائکروو ویز، کا سمک ریز، مقناطیسی لہروں، الیکٹرک کرنٹ، موبائل فون کے سگنلز، ٹی وی سے نکلنے والی شعاعوں حتیٰ کہ انسان کے مزاج، رویے، نیت اور ارادے کے بدلنے سے بھی رونما ہوتی ہے۔

بہت سے ماہرین کہتے ہیں کہ کمپیوٹر پر کام کرتے وقت پانی یا کوئی مشروب ساتھ رکھنا اور اسے پینا یا ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کھانا پینا صحت کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے لیکن آج کل یہ کام ہمارے زیادہ تر گھروں میں روزانہ ہی ہوتا ہے۔ بچے اور نوجوان اگر اپنا موبائل فون اپنے سرہانے رکھ کر نہ سوئیں تو انہیں چین ہی نہیں پڑتا۔ موبائل کو اس طرح ہر وقت اپنے آپ سے چپکائے رہنے اور خاص طور پر سرہانے رکھ کر سونے کے نقصانات فوری پتا نہیں چلتے لیکن یہ دماغ پر بہرحال برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

پانی کے اندر میموری پینل

اسٹیٹ یونیورسٹی آف پنسلوانیا کے پروفیسر رستم راؤ نے پانی کی یادداشت کے بارے میں جو کچھ کہا وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔اب ہم اس حوالے سے مزید ثبوت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

پانی کی حیران کن خصوصیات کے بارے میں جاپان ہی نہیں امریکا، روس، جرمنی اور دوسرے ممالک میں بھی نئی تحقیقات ہورہی ہیں۔نئی تحقیقات سے ہماری مراد یہ ہے کہ پانی تو ہمیشہ سے سائنس دانوں کی تحقیقات کا مرکز رہا ہے، البتہ اب جونئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں یا جن کی طرف اب توجہ دی جارہی ہے، وہ ایک بالکل نئے رخ اور نئی سوچ کے ساتھ ہیں۔

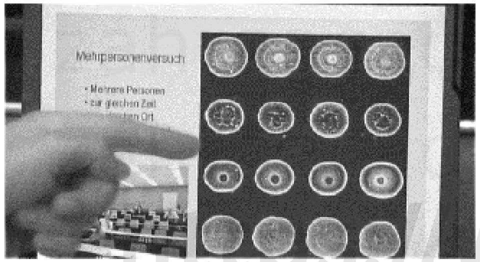
وہ سوچ یہی ہے کہ پانی یادداشت رکھتا ہے، معلومات کو ریکارڈ کرتا ہے اور ان معلومات کو دوسرے پانیوں تک منتقل کرتا ہے۔ پانی انسان کے رویے، سوچ، ارادے اور دل کی نیت یا دل کی حالت کو بھی جانتا ہے اور اس کے مطابق اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے۔

پانی نے ہر شخص کو الگ الگ شناخت کیا:

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا واقعی پانی ہر انسان کی نیت اور ارادے یا اس کے مزاج کو جانتا ہے، جنوب مغربی جرمنی کی اسٹڈگارٹ یونیورسٹی (Stuttarat University) کے

پروفیسر برنڈ کروپلن (Birnd Kroplin) نے پانی پر تجربات کے دوران تین مختلف افراد سے کہا کہ وہ لیبارٹری کی پلیٹ پر، ڈراپر کے ذریعے پانی کے چند قطرے ٹپکائیں۔ان تینوں افراد نے شیشے کی پلیٹ پر ڈراپر کے ذریعے پانی کے قطروں کی ایک لائن بنائی۔

جب یہ قطرے خشک ہوگئے تو انہیں طاقتور مائکرواسکوپ کی مدد سے دیکھا گیا۔نتائج حیران کن تھے۔ ہر لائن کے قطروں کی مائکرواسکوپ تصویر دوسرے لائن کے قطروں سے یکسر مختلف تھی لیکن ہر لائن کے قطرے بالکل یکساں تھے۔یعنی ایک لائن کے سارے قطروں کی مائکرواسکوپ تصویر اور اس کا ڈیزائن بالکل ایک جیسا تھا اور دوسری لائنوں کے قطروں کا ڈیزائن یکساں لیکن دوسری لائن سے یکسر مختلف تھا۔



جن لوگوں نے قطرے گرائے تھے، پانی ان کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے ایک ہی پانی سے ڈراپر کی مدد سے قطرے گرائے تھے لیکن پانی نے شاید ہر آدمی کی شخصیت کو الگ الگ پڑھ لیا تھا۔ پانی نے ہر آدمی کے الگ الگ ارادے، نیت اور عمل کو الگ الگ حسوس کیا تھا اسی لئے ان کے گرائے ہوئے قطروں کی مائکرواسکوپک تفصیلات دوسرے سے بالکل مختلف تھی۔ گویا پانی ان تینوں افراد کو ایک دوسرے سے الگ شخصیت کے طور پر محسوس کررہا تھا۔

پانی پر ہمارے روّیوں کے اثرات:

کیا پانی انسان کے جذبات مثلاً نفرت غصے، شکرانے اور نیک ارادے کو جان سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب جاننے کے لئے جرمنی کے سائنسدانوں نے کچھ لوگوں کے سامنے

ایک اسٹول پر پانی کے دو گلاس رکھے۔ دونوں گلاسوں میں ایک ہی پانی تھا۔ ان لوگوں سے کہا گیا کہ پہلے والے گلاس کو کچھ دیر تک نفرت اور غصے کے ساتھ دیکھیں۔ پھر دوسرے گلاس کو محبت، شکرانے اور خوشی کے احساس کے ساتھ دیکھیں۔

اس عمل کے بعد دونوں پانیوں کے قطروں کو مائکرواسکوپ کے نیچے رکھ کر ان کا خوردبینی معائنہ کیا گیا۔ جس پانی کو نفرت اور غصے کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ اس پانی کے قطروں کی خوردبینی تفصیل بالکل الگ طرح کی تھی۔ اس سے ایک خراب اور بدنما تصویر بن رہی تھی۔ اس کے برعکس جس پانی کو محبت، شکرگزاری اور خوشی کے جذبات کے ساتھ دیکھا گیا تھا اس کی خردبینی تفصیلات زیادہ واضح، خوبصورت اور دلکش تھیں۔ اس تجربے کو بار بار دہرایا گیا اور ہر مرتبہ ایک ہی سے نتائج حاصل ہوئے۔

پانی اور فوٹوگرافک یادداشت:

کیا پانی کے پاس فوٹوگرافک میموری یعنی تصویری یادداشت ہوتی ہے۔ یعنی یہ جس چیز کو دیکھے اس کی تصویر اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے۔ پانی کی اس خصوصیت کے ثبوت حاصل کرنے کے لئے سائنس دانوں نے صاف شفاف پانی کے ایک گلاس میں زرد رنگ کا ایک پھول ڈالا اور ذرا دیر بعد اسے باہر نکال کر اس پانی کے قطروں کو خُردبین یا مائکرواسکوپ کی مدد سے دیکھا۔ پانی کا ہر قطرہ ایک ہی طرح کا خوبصورت ڈیزائن بنا رہا تھا۔

پانی کے دوسرے گلاسوں میں مختلف اقسام اور مختلف رنگوں کے پھول ڈال کر نکالے گئے اور ان پانیوں کے قطروں کا مائکرواسکوپ سے معائنہ کیا گیا۔ پانی نے اپنے اندر ہر پھول کی بالکل الگ الگ طرح کی تصویر بنائی تھی۔ پانی پر ان تجربات کے دوران، پانی میں مختلف دھاتیں ڈال کر دیکھی گئیں۔ ہر دھات کے بارے میں پانی کا ردِعمل دوسری دھات سے مختلف ثابت ہوا۔

پانی کا وڈیولنک:

ان تمام تجربات کی مدد سے سائنس دان اس نتیجے پر پہنچے جس کا ہم درج بالا سطور میں تذکرہ کر چکے ہیں کہ پانی سنتا ہے، پانی دیکھتا ہے، پانی محسوس کرتا ہے، حتیٰ کہ انسان کی نیت اور ارادے تک کا شعور رکھتا ہے۔ پانی کے اندر فوٹوگرافک میموری (تصویری یادداشت) ہوتی ہے۔ ہر وہ چیز جو اس کے قریب موجود ہے پانی اس کی تصویر یا ویڈیو اپنے اندر محفوظ رکھتا ہے۔ یہی نہیں پانی ایک خاص طرح کے ''ویڈیو لنک'' کے ذریعے ان معلومات کو دنیا بھر میں موجود دوسرے پانیوں سے ایکس چینج بھی کرتا ہے۔ اس کی تفصیلات آپ ''پانیوں سے پانیوں کا رشتہ'' نامی باب میں پڑھ چکے ہیں۔


پروفیسر برنڈ کروپلین، مغربی جرمنی

تجربات مختلف نتیجہ یکساں:

واضح رہے کہ جرمنی اور امریکا میں ہونے والے ان تجربات کا انداز جاپان میں ہونے والے جاپانی سائنس داں ماسارو موٹو کے تجربات سے مختلف تھا۔ جاپانی سائنس دان ماسارو اموٹو پانی کو سمجھنے کے لئے پانی کے ننھے ننھے ذرات کو اپنی لیبارٹری میں کرسٹلز کی شکل میں جمانے کے بعد انہیں مائکرو اسکوپ سے دیکھتا ہے۔ اس کے برعکس جرمنی کے سائنسدان پانی کے قطروں کو لیبارٹری پلیٹ پہ سکھاتے ہیں اور پھر ان قطروں کی خردبینی ساخت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں طرح کے تجربات سے جو نتائج حاصل ہوئے ہیں وہ یکساں ہیں اور اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ پانی کے اندر فوٹوگرافک میموری موجود ہے۔

پانی کی یادداشت

سے فائدہ اٹھائیں

برسوں پہلے میں ایک رسالے میں کام کرتا تھا۔ اس رسالے میں ایک سلسلہ وار کالم چھپتا تھا۔ اس کالم کا نام تھا ''مسئلہ یہ ہے'' رسالے کے مالکان نے رسالے کے صفحات پر ایک 90 سالہ بابا جی کو متعارف کرایا تھا۔ وہ بابا جی پورے سال دن میں روزے سے رہتے اور رات بھر عبادت کرتے تھے۔ ان کی دعائیں مستجاب تھیں۔ رسالے کے مالکان نے ان سے ملاقات کر کے انہیں قارئین کے مسائل حل کرنے کے لئے بہ مشکل راضی کیا تھا۔

90 سالہ بزرگ.

قارئین (جن میں بیشتر خواتین تھیں) اپنے مسائل رسالے کو لکھ کر بھیجتے اور رسالے کی انتظامیہ ان خطوط کو 90 سالہ بابا کی خدمت میں پیش کر کے ان سے ان مسائل کے لئے وظیفہ یا دعا معلوم کرتی اور اسے رسالے میں شائع کر دیا جاتا۔ یہ سلسلہ اتنا مشہور ہوا کہ رسالے کی فروخت سے اتنی آمدنی نہیں ہوتی تھی جتنی آمدنی خطوط کے ساتھ آنے والے منی آرڈرز اور بابا جی کے لئے نذرانوں سے ہوتی تھی۔

اگر چہ حقیقت یہ تھی کہ ایسے کوئی بابا سرے سے تھے ہی نہیں، یہ رسالے کے مدیر کی سوچ کا ایک تخلیقی نمونہ تھے۔ مدیر کو معلوم تھا کہ لوگوں کی اکثریت ان دیکھے خدا کے بجائے سامنے موجود جیتے جاگتے خدا بلکہ خداؤں پر زیادہ یقین رکھتی ہے۔ یہ سارا جال ایسے ہی

لوگوں کے لئے بچھایا گیا تھا۔

اس طرح کے خطوط کے جواب دینے کے لئے ایک صاحب ادارے میں ملازم تھے۔ موصوف دعاؤں اور عملیات کی کتابوں سے مختلف عملیات، دعائیں اور آیتیں منتخب کر کے مسائل کے حل کے لئے انہیں رسالے میں چھاپنے کے ساتھ ساتھ بابا جی بن کر حاجت مندوں کو براہِ راست ڈاک سے جوابات بھی لکھ کر بھیجتے تھے کہ بیٹا یہ دعا اتنے دن تک یا فلاں آیت اتنی مرتبہ اتنے مہینے تک پڑھو۔ جادو کا اثر دور ہو جائے گا، یا شوہر غلام بن جائے گا یا اس کے برعکس بیوی فرماں بردار ہو جائے گی۔ دشمن ہلاک ہو جائے گا ساس اور نندیں محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ آخر میں موصوف لکھتے ''احقر العباد'' حتیٰ کہ بعد میں بہت سے خط ایسے آنے لگے جن میں بابا جی کو ''جناب احقر العباد صاحب'' کہہ کر مخاطب کیا جانے لگا۔

میں اس ادارے کو عرصہ ہوا چھوڑ چکا تھا۔ کسی سے معلوم ہوا کہ جو صاحب بہ طور بابا جی نوکر تھے انہیں غبن اور چوری کے الزام میں نکال دیا گیا ہے۔ اس عرصے میں وہ خود اچھے بھلے بابا جی بن گئے تھے اور رسالے کے گاہکوں کو توڑ کر اپنی الگ دکان چلا رہے تھے۔

متبادل بابا جی:

رسالے کے مالکان نے مجھے فون کیا اور متبادل بابا جی بننے کے لئے کہا۔ میں نے معروف عالم دین اور شفیق و محترم حضرت علامہ طالب جوہری صاحب سے فون پر مشورہ کیا۔ میں دراصل اس بابا والے فتنے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انھوں نے استخارہ کیا۔ استخارہ بہت اچھا آیا اور میں نے یہ ذمے داری قبول کر لی اس شرط پر کہ کالم کے پہلے صفحے پر 90 سالہ عابد و زاہد بابا کا تذکرہ نکال دیا جائے۔ خطوط کے جواب میں دینے کے لئے تیار ہوں اور جو شخص ملنا چاہے اس سے ملنے کے لیے بھی حاضر ہوں۔ مالکان کے پاس کوئی دوسری چوائس نہیں تھی

اس لئے انہوں نے میری شرائط مان لیں اور باباجی کا اشتہار رسالے سے نکال دیا گیا۔

وہاں ڈاک سے روزانہ پچاس ساٹھ خطوط آتے تھے اور ان میں طرح طرح کے مسائل لکھے ہوتے تھے۔ میں لکھنے یا لکھنے والی کے مزاج اور پس منظر کو سمجھ کر انہیں دعا کے ساتھ یہ سمجھانے کی بھی کوشش کرتا تھا کہ بھائی! یہاں کوئی بابا وابا نہیں ہے اور ہو بھی تو وہ آپ کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ جو ذات ہر چیز پر قادر ہے، محمدؐ وآلِ محمدؐ کے وسیلے سے اس سے حاجات طلب کریں۔ مسائل حل ہوجائیں گے یا قابلِ برداشت ہوجائیں گے۔ اس طرح بہت سے لوگ ٹھیک بھی ہوئے لیکن زیادہ تر لوگ ''احقر العباد صاحب'' کے پیچھے لگے رہے۔

دعا اور پانی:

یہ داستان سنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس عرصے میں پانی کے حوالے سے مجھے جو تجربہ ہوا، وہ آپ سے شیئر کروں۔ اس زمانے مجھے دعاؤں وغیرہ کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ مسائل کے جواب دینے کے لئے دعاؤں اور عملیات کی کتابیں دیکھتا، پڑھتا۔ ان کتابوں میں آئمہ طاہرینؑ سے مروی بہت سی دعائیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں سے ایک دُعا اور طریقہ سانس لی بیماریوں کے لئے تھا اور دوسرا پیٹ کے امراض کے لئے۔ سانس کی بیماری کا حوالہ مجھے یاد ہے۔ یہ علاج امام جعفر صادقؑ سے منسوب ہے۔ پیٹ کے امراض کا علاج میں نے بغور پڑھا ہے لیکن اس وقت اس کی سند میرے حافظے میں نہیں ہے۔ یہ دونوں علاج پانی کے ذریعے ہوتے ہیں۔

دمہ ختم ہوگیا:

ایک خاتون قاری نے خط لکھا کہ میں لڑکپن سے دمے کی مریض ہوں۔ اب میرے بچوں کی بھی شادیاں ہو چکی ہیں لیکن میرا دمہ ٹھیک نہیں ہوا۔ دنیا کا کوئی علاج نہیں چھوڑا

جس عامل کا سنا وہاں گئی۔ ایلو پیتھک، ہومیو پیتھک سب آزما لیا۔ آپ اکثر اپنے کالم میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر مرض کا علاج ہے۔ مجھے بتایئے کہ دمے کا علاج قرآن میں کہاں ہے؟ دمے کے لئے تو مثل مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ ہوتا ہے۔

ان خاتون کے چیلنج کا جواب دینے کی صلاحیت مجھ میں نہیں تھی البتہ یقین تھا کہ دمے کا علاج قرآن میں ضرور موجود ہے۔ کئی دن پریشان رہا کہ انہیں کیا جواب دوں۔ ایک رات عملیات کی کتاب شاید ''مخزنِ عملیات'' دیکھ رہا تھا۔ اس کے آخری صفحات پر امام جعفر صادقؑ کا تعلیم کردہ ایک علاج نظر آ گیا۔

سورۂ بلد سے استفادہ:

ناک لی بیماریاں یا سانس کے امراض کے لئے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''امراضِ بینی (یعنی ناک) کے امراض کے لئے ''سورۂ بلد'' سے استفادہ کیا جائے۔ سورۂ بلد کو بارش کے پانی سے پاک صاف پلیٹ پر سات مرتبہ لکھ کر اس پانی کے قطرے ناک کے دونوں نتھنوں میں ٹپکائے جائیں۔

میں نے یہ طریقۂ علاج پورے یقین کے ساتھ ان خاتون کو لکھ کر بھیج دیا اور رسالے میں بھی شائع کیا۔ ساتھ ہی قارئین سے درخواست کی کہ وہ مجھے اس کے نتائج سے بھی آگاہ کریں۔ دو تین ماہ کے دوران ان خاتون کو دمے سے ہمیشہ کے لئے نجات مل چکی تھی۔ کئی اور قارئین نے بھی اس علاج کو آزمایا اور انہیں شفا حاصل ہوئی۔

پیٹ کے امراض کے لیے حدیث معصومؑ میں ''سورۂ لقمان سے استفادہ کرنے کا بیان ہوا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ''سورۂ لقمان'' کو زعفران سے لکھ کر اس کاغذ کو پانی میں ڈال دیں اور اس پانی کو شفاء کے لئے روزانہ پئیں۔ پانی کم ہوتا رہے تو اس میں مزید پانی شامل کرتے رہیں۔ یہ طریقہ میں نے آزمایا نہیں لیکن یقین ہے کہ اس سے پیٹ کے امراض ختم ہوجائیں

گے۔(یاد رہے پانی اگر آلودگی سے پاک ہو تو اس کی یادداشت بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ اپنے اندر موجود معلومات کو دوسرے پانی تک منتقل کرتا رہتا ہے)

یقین میں اضافہ:

میرے اس یقین میں اضافہ اس وقت ہوا جب میں نے جدید سائنسی تحقیق دیکھی کہ پانی سن سکتا ہے، دیکھ سکتا ہے۔ انسان کے ارادے اور نیت تک کا شعور رکھتا ہے۔ یہی نہیں پانی کے اندر فوٹوگرافک میموری (تصویریں یادداشت) ہوتی ہے۔ پانی اپنی خاصیت اور اثرات کو مثبت یا منفی کرسکتا ہے۔ اس کی تفصیل آپ ’’پانی کے اندر میموری چپنلز‘‘ والے باب میں پڑھ چکے ہیں۔

پانی کی خصوصیات:

ہم پانی کی ان خصوصیات اور اس کی فوٹوگرافک میموری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کا سرسری سا تذکرہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں کہ پانی کی جس بوتل پر تھینک یو Thank You لکھا گیا تھا وہ پانی آلودگی سے پاک ہو گیا اور جس صاف پانی پر You Fool لکھ کر اس کا مضحکہ اڑایا گیا اس کے اندر آلودگی پیدا ہوگئی۔ پانی کی ان خصوصیات سے ہم کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس کا طریقہ ہم آپ کو آخری باب میں بتائیں گے۔

اگلے باب میں ہم آپ کو ایک اور حیران کن موضوع، ایک حیران کن حقیقت، ایک ناقابلِ تردید سچائی کے بارے میں بتائیں گے اور وہ یہ کہ جاپان کے سائنس دان ماسارو اموٹو اور جرمنی کے سائنسدانوں نے پانی پر عملی تجربات کرکے پانی کی جن حیران کن خصوصیات کے ثبوت فراہم کیے ہیں، پانی کی ان تمام خصوصیات کو میر انیس (پیدائش: ۱۸۳۰ء۔ وفات: ۱۸۷۴ء) ان سائنس دانوں سے بہت پہلے اپنے مرثیے میں نظم کر چکے ہیں۔

کلامِ انیسؔ میں پانی کی خصوصیات

ایک جگہ میر انیسؔ کی شاعری کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ کسی صاحب نے کہا کہ میر انیسؔ کے مرثیوں میں واقعاتِ کربلا جس طرح بیان ہوئے ہیں انہیں پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ میر انیسؔ مدینے سے کربلا تک مسلسل امام حسینؑ کے ساتھ رہے۔ سب کچھ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سفرِ شہادت سے شہادتِ امام عالی مقامؑ تک اور شہادت کے بعد شام غریباں سے کوفہ و شام کے قید خانوں اور مدینے واپسی تک، لگتا ہے میر انیسؔ ہر جگہ خود موجود تھے۔

میر انیسؔ:

واقعاتِ کربلا کی گواہی جس طرح میر انیس نے پیش کی اس جیسی گواہی آج تک کوئی دوسرا شاعر پیش نہیں کرسکا۔ میر انیسؔ کا ہر مرثیہ واقعہ کربلا کی رننگ کمنٹری کی طرح ہے۔ کربلا سے براہِ راست لائیو ٹیلی کاسٹ۔ ان کے پاس کوئی کیمرا نہیں لیکن وہ صدیوں بعد بھی کربلا اور واقعہ کربلا کو براہِ راست دیکھتے ہیں اور اپنے الفاظ کے ذریعے کربلا کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ان کا ہر مرثیہ لفظوں سے بنی ہوئی ویڈیو کی طرح ہے جس میں ایک کیمرا نہیں کئی کیمرے ایک ساتھ حرکت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

میر انیس کی شاعری ہمارے ملک میں بچوں کے نصاب میں شامل ہے اگرچہ اسے

ہمارے لہو میں شامل ہونا چاہیے تھا۔ بہر حال موضوع کی طرف آتے ہیں۔

انسان کو نظر ہی کیا آتا ہے:

میر انیسؔ اپنے مرثیوں میں مابعد الطبعیات باتوں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ یعنی واقعہ کربلا کے بیان میں وہ ایسے مناظر بھی بیان کرتے ہیں جو عام انسانی آنکھ کو نظر نہیں آتے۔

سوال یہ بھی ہے کہ انسانی آنکھ کو نظر ہی کیا آتا ہے؟ انسان کو اس کائنات صرف اتنا ہی دکھائی دیتا ہے جو اس کی چند روزہ زندگی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کائنات میں موجود 80% فی صد مادہ، انسان کو نہ آنکھ سے نظر آتا ہے نہ کسی ریڈیو ٹیلی اسکوپ سے؟ آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جو دنیا اور کائنات میں موجود 20% فی صد سے زیادہ مادے کو دیکھ سکے۔ اس نظر نہ آنے والی کائنات میں کیا ہو رہا ہے؟ اسے دیکھنے یا سمجھ سکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سائنس دانوں نے اس نظر نہ آنے والے مادّے کو تاریک مادّہ (Dark Mater) اور اس نظر نہ آنے والی کائنات کو ''متوازی کائنات' (Parallel Universe) کا نام دیا ہے۔

لیکن جنہیں اللہ تعالیٰ صلاحیت عطا کرے تو وہ اس معلوم شدہ عالم کے اس پار بھی دیکھ سکتے ہیں۔ انہیں کسی دوربین یا خردبین کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پانی کی وہ خصوصیات جو آج اکیسویں صدی میں سائنس دانوں کو نظر آئی ہیں، میر انیسؔ ان تمام خصوصیات کو سائنسدانوں سے بہت پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہاں ہم اس کی محض چند مثالیں پیش کریں گے۔

میر انیسؔ اور مابعد الطبیعات:

سائنسدانوں کی تحقیقات کے مطابق پانی سن سکتا ہے، پانی دیکھ سکتا ہے، پانی انسان کی نیت اور ارادے کو جان سکتا ہے، پانی اپنے جذبات کا اظہار کر سکتا ہے، پانی اپنے اردگرد رونما ہونے والے واقعات و حالات کا شعور رکھتا ہے، پانی بدلتے ہوئے حالات اور بدلتے ہوئے

جذبات کے مطابق اپنا ردعمل ظاہر کر سکتا ہے، پانی کے اندر فوٹو گرافک میموری ہوتی ہے جس سے وہ اردگرد کے ماحول میں رونما ہونے والے واقعات کو اپنے اندر محفوظ کرتا اور رکھتا ہے۔ ایک جگہ کا پانی، دنیا میں دوسرے پانیوں سے رابطے میں رہتا ہے اور اپنی معلومات دوسرے دور دراز کے پانیوں سے شیئر کرتا رہتا ہے۔

آپ اس کتاب کے تیسرے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ مارچ 2003ء میں جب امریکہ نے عراق پر بمباری کی تو آٹھ ہزار کلومیٹر دور جاپان کے پانیوں سے جنگ میں استعمال ہونے والے بارود کی ریڈی ایشنز خارج ہو رہی تھیں۔

زمین بولتی ہے:

میر انیسؔ پانی کو ان تمام خصوصیات کو اپنے انداز سے بیان کرتے ہیں۔ میر انیس کا ایک معرکتہ الآرا مرثیہ آپ نے بھی سنا ہوگا اور اگر نہیں سنا تو اسے ضرور پڑھیے گا۔ اس مرثیے کا مطلع ہے۔ 'جب کربلا میں داخلۂ شاہِ دیں ہوا''۔ اس مرثیے میں میر انیس امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں آمد، امامؑ کے اصحاب و انصار کی خوشی، دریا کے کنارے خیموں کے نصب ہونے اور بعد کے واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نہر علقمہ کے قریب موجود ہیں۔

کہتی تھی آسماں سے زمین فلک حشم
کیوں آج مرتبے میں زیادہ ہے تو کہ ہم
مجھ پر ہیں وہ جو مُہرِ نبوت پہ تھے قدم
ذرے سے بھی یہاں ترے شمس و قمر ہیں کم
اب تو یہ خاکسار بھی کیواں اساس ہے
زیور جو عرش کا تھا وہ سب میرے پاس ہے

اب آپ کہیں گے کہ زمین کس طرح بول سکتی ہے تو اس کا جواب قرآن میں موجود ہے۔

''اس دن وہ (یعنی زمین) اپنے (اوپر گزرنے والے) حالات بیان کرے گی کیونکہ اس کے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔'' (سورۂ زلزلۃ الارض۔آیت،۴۔۵)

پانی اور ہوا کی باتیں:

اب آگے پڑھیے:۔

پھیلی جو نکہتِ چمنِ شاہ بحر و بر
صحرا میں لہلہا گیا سبزہ بھی سر بہ سر
جلدی ہوا نے جا کے یہ دریا کو دی خبر
آیا تری کچھار میں مختارِ خشک و تر
جب تک وہ بحرِ فیض برائے وضو بڑھے
بڑھ کر قدم تو لے کہ تری آبرو بڑھے
ساحل پہ ہوں گے جلوہ نما اب امام دہر
دریا دلی کا ہو گا تری شور شہر شہر
یہ سُن کے بے قرار ہوئی علقمہ کی نہر
سر کو قدم کیے ہوئے دوڑی ہر ایک لہر
آمد سنی جو سبطِ رسالت مآبؐ کی
ساحل سے آنکھ لڑ گئی ہے اِک اِک حباب کی
صحرا سے آئے پھر سوئے دریا شہِ اُمم
الیاس . شاد ہو کے پکارے . زہے حشم

اُبھریں درود پڑھتی ہوئی مچھلیاں بہم
بولے حباب، آنکھوں پہ شاہا ترے قدم
پانی میں روشنی ہوئی حُسنِ حضور سے
ے لیں بلائیں پنجۂ مرجاں نے دُور سے

ہر شے زندہ ہے:

میر انیسؔ کے کلام میں زمین، آسمان، ہوا، مٹی، پانی، سبزہ، پیڑ پودے، مچھلیاں سب زندہ ہیں، سب بولتے ہیں، سب امامؑ وقت کی شناخت رکھتے ہیں۔ سب اپنے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

امامِ وقت، روحِ کائنات ہوتا ہے اور کربلا میں تو بہ یک وقت مین امامؑ موجود تھے۔ ۔ زمین و آسمان، یہ مٹی، ہوا، پانی، ہریالی، سبزہ اور مچھلیاں اگر اس وقت بات نہ کرتیں تو کب کرتیں۔ ان میں یہ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور انہیں امامِ وقت کے تابع کیا ہے۔

''اور ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے''

(سورۂ یٰس: آیت ۱۲)

آپ غور فرمائیں کہ میر انیسؔ نے سائنسی حقائق کو کس خوبصورتی کے ساتھ نظم کیا ہے۔

یہ سن کے بے قرار ہوئی علقمہ کی نہر
سر کو قدم کیے ہوئی دوڑی ہر اک لہر
آمد سنی جو سبطِ رسالت مآب کی
ساحل سے آنکھ لڑ گئی اک اک حباب کی

یا مثلاً ''بولے حباب آنکھوں پہ شاہا! ترے قدم''

یعنی ہوا نے امامؑ وقت کی آمد کو دیکھا، اس نے نہرِ علقمہ کے پانی کو اس کی اطلاع فراہم

کی۔نہرِ علقمہ کے پانی نے ہوا کی بات سنی، سمجھی، امام وقتؑ کی آمد کی خبر سن کر اس نے اپنا ردِ عمل طے کیا اور اس کی موجیں امامِ عالی مقامؑ کے قدموں کو چھونے کے لئے بے تاب ہو کر ساحل کی طرف دوڑیں۔ پانی کے حبابوں نے امام علیہ السلام کو دیکھا تو انھوں نے زبانِ حال سے کہا:......... ''آنکھوں پہ شاہا ترے قدم''

یہ محض تصور نہیں:

میر انیس کے نقاد میر انیس کے کلام میں ان مابعد الطبعیات مناظر کے بیان کو ان کی تخلیقی صلاحیتوں سے منسوب کرتے ہیں اگر چہ یہ محض تصور نہیں۔اس وقت کربلا میں یہ سب کچھ عملاً ہو رہا تھا۔لیکن ان مناظر کو دیکھنے کے لئے دیدۂ بینا کی ضرورت تھی اور وہ دیدۂ بینا میر انیسؔ کو عطا کر دیا گیا تھا۔میر انیسؔ صدیوں کے فاصلے اور زمان و مکان کی دوری کے باوجود اپنی چشمِ تصور سے یہ سارے مناظر دیکھ رہے تھے۔

وہ دشت ، وہ نسیم کے جھونکے ، وہ سبزہ زار
پھولوں پہ جا بجا وہ گُہرہائے آبِ دار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
بالائے نخل ایک جو بلبل تو گُل ہزار
خواہاں تھے زیبِ گلشنِ زہراؑ جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
''کوکو'' کا شور نالۂ ''حق سرّہ'' کی دھوم
''سبحان رَبّنا' کی صدا تھی علی العموم
جاری تھے وہ جو اُن کی عبادت کے تھے رسوم

کچھ گُل فقط نہ کرتے تھے رَبِّ عُلاَ کی حمد
ہر خار کے بھی نوکِ زباں تھی خدا کی حمد

''اور (کائنات میں) کوئی چیز ایسی نہیں جو اس (اللہ) کی حمد وثنا نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کا شعور نہیں رکھتے۔'' (سورۂ اسرا۔ ۴۴)

قرآن مجید نے تو آج سے کم و بیش 14 سو سال پہلے ہر شے کے زندہ ہونے کے بارے میں بتایا تھا لیکن اب سائنس دان بھی یہی کہتے ہیں کہ کائنات میں موجود ہر شے وائبریٹ(vibrate) کر رہی ہے گویا ہر شے زندہ ہے، ہر شے کچھ کہہ رہی ہے، ہر شے انسان کو کچھ سمجھانا چاہ رہی ہے، جو انسان کی سمجھ میں نہیں آ رہا۔

میر انیسؔ اس آیتِ قرآنی کی تفسیر امام حسینؑ کی زبانی بیان کرتے ہیں۔امام حسین علیہ السلام لشکر یزید پر اپنی حجت تمام کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

چرخ و نجوم و شمس و قمر، سہر و دشت و در
سنگ و معادن و صدف و قطرہ و گہر
اشجار و شاخ و برگ و گل و غنچہ و ثمر
رُکن و مقام و باب و منیٰ زم زم و حَجَر
جن و ملک ہیں، اِنس ہیں، غِلماں ہیں، حور ہیں
کہہ دیں کے سب کہ ابنِ علیؑ بے قصور ہیں

پانی......جوہرِ تطہیر

بات شاعری کی آئی تو حضرت نسیم امروہوی کے ایک مرثیے کے چند بند تبرکاً پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو کا شاید ہی کوئی مرثیہ نگار شاعر ہو جس نے پانی کے موضوع پر کم یا زیادہ لکھا نہ ہو۔ عہد قدیم سے عہد جدید تک کی رثائی ادبیات کی شعری و تخلیقی تاریخ میں لاکھوں شعر پانی کے حوالے سے نقل کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن اردو میں چار شاعر ایسے ہیں جنھوں نے اپنے مرثیے کا موضوع ہی پانی کو بنایا۔ 1942ء میں راجہ صاحب محمود آباد نے 1969ء میں نسیم امروہوی صاحب کے ایک شاگرد فیض بھرت پوری نے 1971ء کے آغاز میں جناب جوش ملیح آبادی نے اوراسی سال کے آخر میں نسیم امروہوی صاحب نے پانی کو موضوعِ مرثیہ بنایا۔

پانی کے موضوع پر مرثیے:

راجہ محمود آباد (مرحوم) نے پانی کے موضوع پر ایک لاجواب مرثیہ لکھا ہے۔ راجہ محمود آباد کے مرثیے میں پانی دریائے فرات کے کناروں سے سرسر بہتا نظر آتا ہے اور اپنے اردگرد ہوے واے واقعات کی گواہی پیش کرتا ہے۔

جوش ملیح آبادی صاحب کے مرثیے میں شوکت الفاظ، سلاستِ بیان اور مخصوص گھن گرج نظر آتی ہے۔ ان کے یہاں زم زم کے چشمے جیسی کیفیت پائی جاتی ہے۔ زم زم کا چشمہ اس قدر تیزی سے پھوٹا تھا کہ جناب حاجرہ نے گھبرا کر بے ساختہ کہا۔ ''زم زم'' یعنی ٹھہر جا، یعنی ٹھہر جا۔

حضرت نسیم امروہوی نے پانی کے حوالے سے جو مرثیہ لکھا، اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے مرثیے کا ہر مصرعہ آبِ فرات کی روشنائی میں قلم ڈبو ڈبو کر لکھا ہے۔ نسیم صاحب کے مرثیے میں قرآن، حدیث، حقائق اور عقائد کی روشنی اس طرح دکھائی دیتی ہے جیسے جھیل کے پانیوں میں سورج اور چاند کی روشنی جھلکتی ہے۔

اس مرثیے کے چند بند آپ کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ اگلے باب میں ہم دوبارہ موضوع سے متصل ہو جائیں گے اگرچہ خود یہ باب بھی ہمارے موضوع سے باہر نہیں۔

تمام خلق کا خدمت گزار ہے پانی ‏ ‏ ‏ رگوں میں خون، بدن میں نکھار ہے پانی
گلوں میں حسن، چمن میں بہار ہے پانی ‏ ‏ ‏ نمو کی بزم کا، پروردگار ہے پانی
نگاہ خلق سے غائب جو ہے فضاؤں میں ‏ ‏ ‏ امامِ غیب کا بھرتا ہے دَم ہواؤں میں

بہ فطرت ازلی بے غبار ہے پانی ‏ ‏ ‏ جمالِ قدس کا آئینہ دار ہے پانی
فضا میں خالق ابرِ بہار ہے پانی ‏ ‏ ‏ زمیں پہ رحمتِ پروردگار ہے پانی
یہ آب و رنگ، یہ سب رنگ و بو ہے پانی سے ‏ ‏ ‏ عروسِ خاک! تری آبرو ہے پانی سے

کہیں یہ اشک کا گوہر، کہیں دُرِ شبنم ‏ ‏ ‏ کہیں خوشی کا ہے آنسو، کہیں ہے گریۂ غم
خوشا لطافتِ آب و خوشا طہارتِ یم ‏ ‏ ‏ بہشت میں ہے یہ تسنیم، خاک پر زم زم
یہ پاک ساقیِ کوثر کے انتساب سے ہے ‏ ‏ ‏ کہ جیسے خاک کی تطہیر بوتراب سے ہے

نہ کیوں ہو چار عناصر میں آب کو تفضیل ‏ ‏ ‏ بقولِ حق ہے اسی سے حیات کی تشکیل
جو مس ہو تن سے نجاست، کثیر ہو کہ قلیل ‏ ‏ ‏ تو پاک کرنے کو یہ سلسبیل کی ہے سبیل

عجیب جوہرِ تطہیر اس کی ذات میں ہے | کہ سب سے پہلے یہ شرعاً مطہّرات میں ہے
شکوہ دجلہ و فرِفرات ہے پانی | گلوں کی جان ہے، شبنم کی ذات ہے پانی
مری زبان میں شہد و نبات ہے پانی | مذاقِ خضر میں آبِ حیات ہے پانی

یہ روحِ قافلہ ہے تشنگی کے خطروں میں | حیات بستی ہے اُس کے لطیف قطروں میں

عجیب سادہ مزاجی، عجیب فطرت ہے | نہ ذائقہ ہے کچھ اس میں، نہ بُو، نہ رنگت ہے
مگر کسی پہ اگر تشنگی کی شدت ہے | پھر اس سے پوچھیے پانی میں کیا حلاوت ہے

یہ ترش تلخ نہ شیریں ہے یہ نہ سیٹھا ہے | مگر مزہ تو یہ ہے جان سے بھی میٹھا ہے

کبھی مسیح کے نسخے میں موجِ رحمت حق | کبھی مریض کی آنکھوں میں وجہِ سدِ رمق
کبھی افق کی تراوٹ، کبھی ہے رنگ شفق | کبھی شراب، کبھی شیخ کی جبیں کا عرق

کبھی الست کے مستوں کی روح مینا ہے | کبھی علیؑ کا مہکتا ہوا پسینا ہے

نبیؐ کے سر پہ جو رہتا تھا ابر کا سایہ | نظر کو آپ کا سایہ کہاں نظر آیا
یہ معجزہ جو کرامت خدا نے فرمایا | تو اس کو حجتِ پیغمبری بھی ٹھہرایا

نگاہِ خلق میں یہ ابر ہے، جو پانی ہے | مری نظر میں نبوّت کی یہ نشانی ہے

جو پھینک دے کوئی اس کو بذلت وخواری | وہ غم میں ہو، تو کرے پھر یہ اس کی غمخواری
ہر ایک کافر ومسلم سے ہے رواداری | نبیؐ و آلِ نبیؐ کا یہ فیض ہے جاری

جناب فاطمہ زہراؑ کا مہر ہے پانی | جو اُن سے بغض رکھے اس کو زہر ہے پانی

پانی سے زندگی، پانی سے رابطے

اللہ تعالیٰ، جو خالق کائنات ہے وہ اپنی مخلوقات سے رابطے کے لیے کسی مادّے یا غیر مادّے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ چاہے تو براہِ راست بھی اپنی ہر مخلوق کو حکم صادر کر سکتا ہے لیکن اس نے ہم مخلوقات کے یے ہر معاملے میں ایک سسٹم تخلیق کیا ہے اور اس سارے سسٹم کی بنیاد پانی پر رکھی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''وَ خلق الشئی المزی جمیع الاشیاء منہ وھو الماء الذی خلق الاشیاء منہ فجَعل نسب کل شئی الی الماء لم یجعل الماء نسباء۔''

''اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے وہ مادّہ خلق فرمایا جس سے تمام چیزیں وجود میں آئیں اور وہ (مادّہ) پانی ہے۔، جس سے سب چیزوں کو خلق فرمایا۔ اس طرح ہر چیز کی تخلیق پانی سے ہوئی اور پانی کسی چیز سے خلق نہیں ہوا۔'' (اصولِ کافی۔ جلد: ۸۔ صفحہ ۹۴)

ضروری وضاحت:

آگے بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ کے بارے میں کچھ عرض کریں۔

سائنس پڑھنے والے کئی دوست شاید اعتراض کریں کہ پانی تو خود آکسیجن اور ہائیڈروجن سے مل کر بنا ہے تو وہ پہلی مخلوق آکسیجن اور ہائیڈروجن ہوئے نہ کہ خود پانی۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو پانی آج دنیا میں موجود ہے ممکن ہے یہ ''اصل پانی'' کی ایک شکل ہو۔اصل پانی جو آغاز کائنات سے پہلے خلق کیا گیا ہو وہ دوسری طرح کا پانی ہو اور ''کن'' کے نتیجے میں کسی اور شکل میں عدم سے وجود میں آیا ہو۔ پانی کے اول مخلوق ہونے کے بارے میں کئی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کی گئی ہیں۔ممکن ہے آنے والے زمانوں میں سائنس داں اس حقیقت کے ثبوت بھی دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔

مخلوق کا دوسری مخلوق سے رابطہ:

تو ہم بات کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو رابطے کا ایک ذریعہ بنایا۔جسم انسانی کے مختلف اعضاء بھی پانی ہی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں اور خود انسان بھی دوسری مخلوقات سے اور دوسری مخلوقات انسان سے اسی پانی کے ذریعے رابطے میں رہتی ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں تو جان سکیں گے کہ مخلوق سے مخلوق کے درمیان رابطوں کا یہ پورا نیٹ ورک پانی ہی کے ذریعے کام کرتا ہے۔دیکھئے ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارا جسم کم و بیش ستر فی صد پانی ہے۔ ہمارا دماغ 85% پانی پر مشتمل ہے۔انسانی دماغ کے لیے ماہرینِ حیاتیات کہتے ہیں کہ دنیا کے سپر کمپیوٹرز، انسانی دماغ کے مقابلے میں بچوں کے معمولی کھلونے کی طرح ہیں اور انسانی دماغ نامی یہ کمپیوٹر جو ہر انسان کے اندر موجود ہے، 85% پانی ہے، یعنی تقریباً سارا ہی دماغ پانی سے بنا ہوا ہے۔

اس طرح دوسرے ذی حیات مثلاً پرندوں، درندوں، مویشیوں، رینگنے والے جانوروں اور حشرات الارض کے دماغ بھی پانی ہی کے ذریعے کام کرتے ہیں۔ہمیں نہیں

معلوم کہ ان کے دماغوں میں پانی کا تناسب کتنا ہوتا ہے لیکن یہ طے ہے کہ پانی کے بغیر ان کا دماغ بھی کام نہیں کر سکتا

پیڑ، پودوں کے رابطے:

اسی طرح پیڑ پودوں کا معاملہ ہے۔ان کا وجود بھی پانی کے بغیر برقرار نہیں رہ سکتا۔ابھی سائنس دان پیڑ پودوں کے دماغ کو دریافت نہیں کر سکے لیکن یہ بات بیسویں صدی کے آغاز میں ہی سائنس دانوں کو معلوم ہو چکی تھی کہ پیڑ پودے ایک خاص طرح کا شعور رکھتے ہیں۔

پیڑ پودے سن سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں۔اپنے اردگرد رونما ہونے والی تبدیلیوں کو محسوس کرتے ہیں اور انہیں اپنے اندر محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک خاص طرح کے آڈیو وڈیو لنک کے ذریعے، ان معلومات کو دوسرے پیڑ پودوں تک روانہ کرتے رہتے ہیں۔(اس کی تفصیل آپ ''پودے بھی زندہ ہیں'' نامی باب میں ملاحظہ فرمائیں گے)۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ سائنس دان پیڑ پودوں کے اندر دماغ تو تلاش نہیں کر سکے لیکن ان کے اندر ایک خاص طرح کے شعور کے ثبوت حاصل کر چکے ہیں۔اس لیے اگر ہم یہ کہیں کہ پیڑ پودوں اور دوسرے ذی حیات مثلاً انسان اور حیوانات کے درمیان رابطے کا واحد ذریعہ، ان کے اندر موجود پانی ہے تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔

رابطوں کے لیے پانی کا انتخاب۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات سے رابطے کے لیے جس چیز کو منتخب کیا، وہ پانی ہے۔اب آپ اس بات کی وضاحت چاہیں تو ہمیں اپنی بات کو دہرانا پڑے گا۔بہتر ہے کہ آپ اس باب کو شروع سے دوبارہ پڑھ لیں تو آپ پوری بات سمجھ جائیں گے۔مختصراً عرض کریں کہ مخلوق سے مخلوق کے درمیان رابطہ دماغ ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔اس طرح انسان جب اللہ کے پیغمبروںؑ اور اولیائے خدا اور قرآن مجید کے احکامات کو سنتا یا پڑھتا ہے تو یہ ساری معلومات

دماغ ہی تک پہنچی ہیں اور 85% فی صد پانی سے بنا ہوا، انسانی دماغ ہی انہیں وصول کرتا ہے اور پھر اپنے اندر موجود عقل وشعور، علم وادراک اور منطق (Reasoning) کی مدد سے انہیں قبول کرتا ہے۔

اسی طرح شیطانی نیٹ ورک سے جو کچھ انسانی دماغ میں پہنچ رہا ہے، دماغ اس کا بھی مکمل تجزیہ کرتا ہے اور اپنی عقل، علم اور دلیل و حجت کے ذریعے اسے رد کرتا ہے، یا اکثر و بیشتر چکرا جاتا ہے، راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ حق اس پر واضح رہتا ہے چاہے وہ اس کی پیروی نہ کر سکے۔

انسان اور دوسرے ذی حیات کے درمیان بھی سارے رابطے پانی ہی کے ذریعے قائم ہیں۔ مثلاً آزاد پرندے اپنے دماغ سے آپ کے دماغ کو پڑھتے ہیں۔ آپ کو قریب آتے دیکھ کر اڑ جاتے ہیں۔ کتّا اپنے دماغ سے آپ کے اشارے یا آواز کو سنتا یا سمجھتا ہے اور آپ کے قریب آ جاتا ہے۔ یا لتو بلی آپ کے پیار کو جانتی ہے اور ذرا سے چمکارے پر آپ کے قدموں میں لوٹنے لگتی ہے۔ یہ سارے کام، سارے رابطے پانی ہی کی بنیاد پر قائم ہیں۔

مومن اور کتّے کی صفات!

اب ہم موضوع سے ذرا ہٹ کر ایک بات کریں۔ آپ جیسے کچھ دوستوں کو یقیناً اندازہ ہو جائے گا کہ بات موضوع یعنی پانی اور رابطوں کے جہان کے ذیل ہی میں ہو رہی ہے لیکن ممکن ہے کچھ دوستوں کو اس مقام پر یہ گفتگو بے ربط سی محسوس ہو۔

ہم دراصل ایک جانور یعنی کتے کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جن دوستوں کو اس جانور کے نام سے کراہت محسوس ہوتی ہے، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کتے کو بھی دراصل اسی مادّے سے بنایا گیا ہے جس سے ہم اور آپ تخلیق پائے ہیں۔ کتّا اور انسان ہی کیا اس معلوم کائنات میں ہر شئے ایک ہی مادّے سے تخلیق ہوئی ہے۔ بس مادّے کے عناصر کی مقدار میں کمی بیشی کا فرق ہے۔

سورج سے لے کر جگنو، کھجور کے پیڑ سے لے کر گھاس کے تنکے، وہیل سے لے کر چیونٹی اور پھول سے لے کر تتلی تک، سبھی مخلوقات، حتیٰ کہ پہاڑ، دریا، میدان، صحرا، ستارے، سیارے، کہکشائیں اور آپ کے اردگرد کی دیواریں، دروازے، کھڑکیاں، یہ قلم، یہ کاغذ سب کی تعمیر وتشکیل میں ایک ہی مادہ استعمال کیا گیا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کے عظیم منصوبے ہیں جن کے مطابق کوئی انسان بنا، کوئی جانور، کوئی نباتات میں شامل ہو گیا، کسی نے جمادات کا روپ اختیار کیا، کوئی قلم بن گیا، کوئی کاغذ۔ کوئی

قلم اور کاغذ فراہم کرنے والا بن گیا اور کسی نے انسانی ہاتھ سے کاغذ اور قلم چھین لیا۔

کتّے کی وفاداری:

ایک محفل میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے کتے کے بارے میں فرمایا کہ کتے کے اندر مومن کی کئی صفات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً، مالک سے وفاداری، مالک کے لیے جاں نثاری، صبر و برداشت، شب بیداری۔

بابا فرید گنج شکر کا ایک شعر یاد آیا۔ آپ بھی سنیے۔

اٹھ فریدیا ستے
اَج بازی لے گئے کتّے

آپ کتے کی وفاداری دیکھیں کہ مالک کے اشارے پر اپنی جان تک خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ مالک اور مالک کے گھر کو پہچانتا ہے اور بدترین حالات میں بھی مالک کے دروازے کو نہیں چھوڑتا۔ مالک جو کھانے کو دے دے اس پر ناک بھوں نہیں چڑھاتا بلکہ اسے خوشی سے کھاتا ہے۔ کسی دن کھانے کو کچھ نہ ملے تو برداشت کرتا ہے۔ (البتہ یہ خصوصیات مغربی ممالک کے بڑے اور شکاری کتوں میں نہیں پائی جا میں جنھیں تتروں سے ہی انسان اپنے جیسا بنالیتا ہے۔)

اتنی صفات اور پھر بھی نجس:

امامؑ سے پوچھا گیا کہ جب کتّے میں مومن کی اتنی صفات ہیں تو اسے نجس کیوں قرار دیا گیا؟ آپ نے فرمایا: ''اس لیے کہ اپنے ہم جنس کتوں کو برداشت نہیں کرتا، انہیں دیکھ کر بھونکنے لگتا ہے''۔

آپ غور فرمائیں۔ اگر نجس ہونے کا یہی سبب ہے تو ہم انسانوں میں سے تو بہت سے اس کتے سے بھی زیادہ نجس ہوں گے۔ ہم انسان ویسے تو خاصے بُردبار نظر آتے ہیں لیکن

ہمارا اصل روپ اس وقت سامنے آتا ہے جب ہمارے ذاتی مفاد ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ اس وقت کم ہی انسان، انسان رہ جاتے ہیں۔

میں ایک دن میں نیشنل جیوگرافک چینل پر شیپرڈ ڈاگ یعنی مویشی پالنے والوں کے کتے پر ایک ڈاکیومنٹری دیکھ رہا تھا۔ اس میں دکھایا گیا کہ ایک چھوٹا سا کتا سو دو سو بھیڑوں کو کس طرح کنٹرول کرتا ہے۔

مالک کے ایک اشارے یا ایک سیٹی کو سن کر وہ انتہائی تندہی، بے تابی، خوشی، اور والہانہ پن کے ساتھ مالک کے حکم کی تعمیل کے لیے ادھر سے ادھر دوڑ رہا تھا۔ ایک جگہ اسے مالک کے مال یعنی بھیڑوں کا دشمن ایک بھیڑیا نظر آیا تو شیپرڈ ڈاگ بھیڑیے کے مقابلے میں چھوٹا ہونے کے باوجود اس کے سامنے ڈٹ گیا اور بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔

خطرہ دور ہونے پر مالک نے ایک سیٹی بجائی۔ یہ کتّے کو بلانے کا اشارہ تھا۔ اس اشارے پر کتا خوشی سے بے تاب ہو کر پاگلوں کی طرح مالک کی طرف دوڑا اور اس کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ مالک نے اسے پیار سے تھپتھپایا اور اپنی جیب سے وٹامن کی گولی سے ذرا سا بڑا غذا کا ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔

اے کاش......

اس سارے منظر میں کتے کی وفاداری، فرماں برداری اور مالک کی خدمت کرنے میں اس کی خوشی، تندہی اور بے تابی دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کاش میں بھی اپنے مالک کا اتنا ہی وفادار، فرماں بردار اور جاں نثار ہوتا۔ کاش میں بھی اپنے مالک کے اشارے کو سمجھتا اور اس کے احکامات پر عمل کرنے میں اتنی ہی تندہی، بے تابی اور خوشی محسوس کرتا۔ جب مجھے طرح طرح کی نعمتیں ملتیں تو کاش میں بھی اپنے عمل کے ذریعے مالک کے سامنے شکرانے کا اظہار کرتا۔

میرا تو معاملہ ہی بالکل الٹ ہے۔ مالک مجھے پکارتا ہے تو مجھ پر سستی اور کاہلی طاری ہو جاتی ہے۔ مالک مجھے پکارتا رہتا ہے اور میں صوفے یا بستر پر پڑا کروٹیں بدلتا رہتا ہوں یا اپنے کسی ضروری کام میں مصروف ہوتا ہوں۔

اس کے برعکس مالک کے مال (یعنی مجھ جیسے انسانوں) کا دشمن میرے سامنے آتا ہے تو میں مالک کو بھول کر اس کے ساتھ گھل مل جاتا ہوں یا سر جھکا کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑتا ہوں۔ میرا مالک زمین و آسمان کی ساری نعمتیں مجھے دیتا رہتا ہے۔ میں انہیں کھاتا، پیتا اور استعمال کرتا ہوں۔ کبھی کبھی ہلکا سا شکر بھی کر لیتا ہوں لیکن مجھے زیادہ تر حالتوں میں ان نعمتوں کا احساس تک نہیں رہتا۔

ایک دوست سے تذکرہ:

آپ کسی دوست کو بہت قیمتی تحفہ لے جا کر دیں، وہ اسے استعمال بھی کرے لیکن آپ کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھے تو آپ پر کیا گزرے گی۔ میرا مالک تو مجھے ہر لمحے ایسے تحفے دیتا رہتا ہے کہ ایسے تحفے اس کے سوا کسی کے پاس ہیں ہی نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی مجھے ایسے تحفے دے سکتا ہے لیکن میں ان نادر و نایاب تحائف کا کوئی نوٹس ہی نہیں لیتا۔ گویا انہیں (Ignore) یعنی نظر انداز کرتا رہتا ہوں جب کہ جانتا ہوں کہ کسی نعمت کو اگنور کرنا ناشکر گزاری سے بھی بڑی بدتہذیبی اور بداخلاقی کی بات ہے۔

میں نے اس کیفیت کا تذکرہ اپنے ایک دوست سے کیا۔ انھوں نے میری ڈھارس بندھائی۔ ''دیکھو کتے کی وفاداری، فرماں برداری اور جانثاری اس کی مجبوری ہے۔ اللہ نے اسے پیدا ہی ان صفات اور ان پر یقینی عمل درآمد کرنے کی صلاحیتوں کے ساتھ کیا ہے۔ کتا مجبور ہے کہ اس کا مالک جو کہے اس پر خوشی خوشی عمل کرے۔ اس میں کتے کا کوئی کمال نہیں۔ اسی لئے اس کی اس وفاداری، جانثاری اور فرماں برادری کی جزاء و ثامن کی گولی سے ذرا سا

بڑا غذا کا ایک ٹکڑا ہے۔

انسان اور کتے میں فرق:

یہ ساری بہترین صفات اللہ نے انسان کے اندر بھی پیدا کی ہیں لیکن انسان کو مجبور محض نہیں بنایا۔ انسان عمل میں آزاد ہے کہ وہ اپنی ان صفات، یعنی مالک سے وفاداری، اس کے حکم کی فرماں برداری اور اس کے لیے جانثاری اور اس کے احسانات کی شکر گزاری کو اپنے اندر پروان چڑھائے یا ان کے برعکس صفات کو۔

بے اختیاری اور اختیار کا یہی فرق کتے کو جانور اور انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے۔ کتا اس طرح کے فیصلے اپنے اختیار سے نہیں کرتا، اس لیے اس کی جزاء یہی دنیا کی ذرا سی غذا ہے۔ انسان اگر اللہ کی دی ہوئی بہترین صفات کو اپنے اختیار سے پروان چڑھائے اور اپنی زندگی میں ان کا اظہار کر کے دکھائے تو اس کی جزاء اس بیکراں کائنات اور اس میں موجود تمام خزانوں اور نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین (یعنی کائنات) کے برابر ہے اور یہ (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۳)

کیا زندہ ہے کیا مُردہ؟

یہ بات تو آپ سمجھ ہی چکے ہیں کہ یہ پانی جسے ہم ایک شئ سمجھتے ہیں، یہ دراصل ایک ذی حیات باشعور مخلوق ہے۔ اگر یہ خود مردہ ہوتا تو مردہ زمینوں کو کس طرح زندہ کر سکتا تھا! اب ہم بات کو ذرا آگے بڑھائیں۔

اس بیکراں کائنات میں اور خود ہمارے اردگرد کی اس دنیا میں کیا زندہ ہے اور کیا مُردہ؟ یہ سوال اگر سائنسدانوں سے کیا جائے تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ ذی حیات وہ مخلوقات ہیں جو غذا کھاتی ہیں افزائشِ نسل کرتی ہیں، چلتی پھرتی ہیں۔ یعنی سائنس دانوں کے مطابق انسان، جانور، پیڑ، پودے یہ سب زندہ ہیں۔ پتھر، پہاڑ، چٹانیں، ہوا، پانی، مٹی، آگ اور معدنیات وغیرہ کو سائنسی زبان میں عام طور پر مُردہ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنے اندر توانائی رکھتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کب، کیا کرنا ہے۔ ہر ایٹم کو معلوم ہے کہ اسے کن دوسرے ایٹموں کے ساتھ ملنا ہے اور کس چیز کو وجود میں لانا ہے۔ سائنس دان اور ڈاکٹر صاحبان مرجانے والے انسان کو بھی مردہ کہتے ہیں بلکہ اس کی موت کا باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ مرنے والے بھی مُردہ نہیں ہوتے۔

مُردے کو تلقین:

شیعہ اثنا عشری حضرات میں مردے کی تدفین کے موقعِ پر قبر بند کرنے سے پہلے

''مُردے'' کا کندھا ہلا ہلا کر اسے تمام عقائد یاد دلائے جاتے ہیں ''مردے'' کا کندھا ہلا ہلا کر اس سے کہا جاتا ہے ''سن اور سمجھ...... ''اور قبر بند کرنے کے بعد بھی ان عقائد کی تلقین کی جاتی ہے جن کے بارے میں تمام مسلمان فرقوں میں اتفاق ہے کہ قبر میں منکر نکیر ان عقائد کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ مثلاً تیرا رب کون ہے، تیرا نبی کون ہے، تیری کتاب کون سی ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ تو ایک مسلم، مومن، ایک توحید پرست کی بات ہے۔ مرنے والا اگر کافر بھی ہے تو وہ بھی مردہ نہیں ہوتا۔ کافر اگرچہ عقلی سطح پر مردہ ہیں اور انہیں تمام ذی حیات سے بدتر کہا گیا ہے۔

'کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر کچھ سننے یا سمجھنے کے
لیے تیار ہیں؟ (نہیں) یہ لوگ (یعنی کافر) جانوروں کی طرح ہیں
بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔'' (سورۂ فرقان، آیت ۴۴)

جنگ بدر میں ہلاک ہونے والے کافروں کی لاشوں کو بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ بعد میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان مقتول کافروں سے خطاب کیا تو اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت کا اظہار فرمایا کہ کیا مُردے بھی سن سکتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''ہاں یہ تم سے زیادہ سن سکتے ہیں اور سن رہے ہیں البتہ جواب نہیں دے سکتے'' (یا تم ان کے جواب کو نہیں سن سکتے)۔

شہید زندہ ہیں:

شہیدانِ راہِ خدا کی زندگیٔ جاویداں تو اظہر من الشمس ہے۔ قرآن مجید ان کی زندگی کی گواہی دیتا ہے۔

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھنا۔ (وہ مُردہ نہیں)
بلکہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے۔'' (سورۂ بقرہ۔ ۱۵۴)

شہید نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہ سے رزق بھی پا رہے ہیں۔

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھنا۔ وہ زندہ
ہیں اور انہیں اپنے رب کی بارگاہ سے رزق مل رہا ہے۔''

(سورۂ آل عمران۔۱۶۹)

اس کا مطلب واضح ہے کہ وہ رزق پا رہے ہیں اور اسے استعمال کر رہے ہیں اور یہ رزق اللہ کی طرف سے ان کی ملکیت ہے۔ وہ اگر چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اللہ کی دوسری مخلوق کو دے بھی سکتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں لوگ اللہ کے دیے ہوئے رزق سے انفاق کرتے ہیں، اسی طرح شہیدانِ راہِ خدا بھی انفاق کرتے ہوں گے۔

زندگی کی تعریف۔

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ سائنس دانوں کے نزدیک زندگی کی تعریف کچھ اور ہے اور اس تعریف سے آپ بھی واقف ہیں لیکن قرآن مجید میں زندگی کی تعریف کچھ اور ہے۔ قرآن مجید کے نزدیک کائنات کی ہر شئے زندہ ہے۔

''اور (کائنات کی) کوئی شئے ایسی نہیں جو اس (اللہ) کی تسبیح نہ کرتی
ہو لیکن تم اس کی تسبیح کا شعور نہیں رکھتے۔'' (سورۂ اسراء۔۴۴)

اس بات کو سارے سائنس دان مانتے ہیں کہ اس کائنات میں جو کچھ انسان کی آنکھوں اور جدید ترین سائنسی آلات مثلاً خرد بین یا دور بین سے نظر آ رہا ہے وہ اصل مادّے کا 20% فی صد ہے یا اس سے بھی بہت کم ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کائنات میں زیادہ مقدار اس مادّے کی ہے جو ہمیں کسی بھی آلے، کسی بھی دور بین یا کسی بھی ذریعے سے دکھائی نہیں دیتا۔ سائنسدانوں نے اس نظر نہ آنے والے مادّے کو ڈارک میٹر (Dark Matter) کا نام دیا ہے۔ (The Universe)

تو وہ مادّہ جو آپ کے عقل و شعور کی حدوں سے ماوراء ہے اس کی زندگی یا موت کے بارے میں آپ کس طرح فیصلہ کر سکتے ہیں۔

آسمان کا وزن:

یہ تو ہم نے سائنس دانوں کی بات کی جو ہر طرح کے جدید آلات سے لیس ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود کائنات میں موجود 80 فیصد مادّے کے بارے میں انہیں سرے سے کچھ معلوم ہی نہیں۔ اب اگر ہم اپنی بات کریں تو ہم اس نظر آنے والے 20% فی صد مادّے میں سے بھی شاید ایک فی صد کا بھی شعور رکھتے ہوں گے۔

مثلاً کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے اور میرے جسم پر ہر طرف سے ایک بس یا لاری کے وزن کے برابر دباؤ پڑ رہا ہے؟ اس دباؤ کو سائنسی زبان میں ایٹما سفیرک پریشر (Atmospheric Pressure) یا فضا کا دباؤ کہا جاتا ہے۔ آسمانی فضا کا یہ دباؤ سطحِ زمین کی ہر شئے پر موجود رہتا ہے۔ اگر یہ دباؤ ختم ہو جائے تو زندگی سے معمور زمین، چاند کی سطح کی طرح ویران ہو کر زندگی کی ہر قسم اور ہر رنگ سے محروم ہو جائے۔

فضا کے اس دباؤ کے بارے میں سب سے پہلے امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی ایک دعا میں انسانوں کو متوجہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے وقت آپ نے فضا کے دباؤ کا تذکرہ کیا۔

''میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو آسمانوں کے وزن سے آگاہ ہے۔''

(حوالہ: صحیفۂ سجادیہ)

تو جب ہم اور آپ خود اپنے جسم سے قریب ترین ایک حقیقت کا شعور نہیں رکھتے تو شہیدوں کی زندگی اور کائنات کا ذرہ ذرہ جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے، اس کے بارے میں ہم کس طرح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی کم مائیگی، کم علمی اور

اپنے بے بضاعتی کا اعتراف کرے اور اللہ کے سامنے تسلیم ہو جائے۔ ہر بات میں اپنی عقل لڑانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ نہ ہر سوال کا جواب دیا جا سکتا ہے اور نہ ہر سوال کا جواب انسان کی چھوٹی سی عقل میں سما سکتا ہے۔

کیا پتھر مردہ ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ پتھر مردہ ہیں۔ پتھر کا شمار جمادات میں ہوتا ہے یعنی یہ مخلوقات کے سب سے نچلے درجے پر ہیں۔ اگر میں کسی گھر، کمرے یا مقام پر تنہا ہوں اور وہاں ایک پتھر رکھا ہو۔ (ویسے تو سارا مکان ہی سیمنٹ اور پتھروں کا بنا ہوا ہوتا ہے) لیکن چلیں فرض کریں۔ میں ایک پتھر کے ساتھ تنہا ہوں، مثلاً میرے گھر کے لان میں روکری (Roekrey) سے آرائش کی گئی ہے۔ میں ایسی صورتِ حال میں سمجھتا ہوں کہ میں تنہا ہوں۔ جو چاہے کروں، کوئی دیکھنے، سننے والا، کوئی گواہ نہیں۔

لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے میں تنہا نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ تو ہے ہی لیکن یہ پتھر بھی میرے ہر عمل کے گواہ ہو سکتے ہیں اس لئے کہ پتھروں کے اندر بھی ایک زندگی موجود ہے۔ قرآن مجید اس زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

'اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں کہ خوفِ خدا سے (لرز کر) گر جاتے ہیں۔'
(سورۂ بقرہ، آیت: ۷۴)

آپ سورۂ حشر کی تلاوت فرماتے ہیں ذرا اس کی یہ آیت پڑھ لیں۔

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر (بھی) نازل کرتے تو (تم) اسے
دیکھتے کہ خوفِ خدا سے جھکا اور پھٹا جاتا ہے اور یہ مثالیں ہم انسانوں
کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں۔'' (سورۂ حشر۔۲۱)

پتھر بھی شعور رکھتے ہیں:

خوفِ خدا کو وہی مخلوق محسوس کر سکتی ہے جس کے پاس اس کے یہ مطلوبہ حواس موجود ہوں گے۔ حواس کی موجودگی اس کے زندہ ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے اور ضروری نہیں کہ یہ حواس ہمارے حواسوں جیسے ہوں۔

پتھر کی کنکریاں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی پر آ کر کلمہ پڑھا، اگر حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہِ وسلم کو سننے سمجھنے اور اس کے جواب میں آواز کے ساتھ کلمہ پڑھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتیں تو کس طرح سنتیں، کس طرح سمجھتیں اور کس طرح ردِعمل کا اظہار کرتیں؟

تو جناب یہ سارے پتھر زندہ ہیں۔ یہ پہاڑ پر ہوں، آپ کے لان کی روکری میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کے دروازوں، کھڑکیوں، فرش اور دیواروں میں لگے ہوئے ہوں، یہ جہاں ہیں زندہ ہیں لیکن ہم اپنی محدود عقل کے ذریعے ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔

ہاں ضرور ہے کہ قدرت نے ان پتھروں، پہاڑوں اور چٹانوں کی اضافی صلاحیتوں کو فی الحال بلاک (Block) کر رکھا ہے۔ لیکن وہ جب چاہتا ہے ان پہاڑوں میں موجود زندگی کی تمام تر صلاحیتوں کو اوپن کر دیتا یعنی کھول دیتا ہے۔

''اور ہم ہی نے پہاڑوں کو داؤدؑ کے تابع کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ
(اللہ کی) تسبیح کیا کرتے تھے۔'' (سورۂ انبیاء۔۷۹)

صرف پہاڑ ہی نہیں، جناب داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرتے تھے۔

''ہم نے پہاڑوں کو ان کے (یعنی جناب داؤدؑ کے) تابع کر دیا تھا۔
کہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی، جو جمع رہتے تھے۔
سب ان کے زیر فرمان تھے۔'' (سورۂ ص۔۱۸۔۱۹)

ہم کہیں تنہا نہیں:

تو جناب اگر آپ کسی مقام پر خود کو تنہا سمجھ رہے ہیں تو یقین کر لیں آپ تنہا نہیں ہیں۔ آپ کے اردگرد ہر شئے زندہ ہے۔ آپ ہرگز تنہا نہیں ہیں، لاکھوں آنکھیں اور کروڑوں کان آپ کے اردگرد ہر وقت موجود ہیں۔ پانی کے بارے میں تو آپ جان ہی چکے ہیں کہ پانی دیکھ سکتا ہے، سن سکتا ہے، حتیٰ کہ آپ کے دل کے ارادے اور نیت تک کو جانتا ہے۔ پانی حافظہ رکھتا ہے اور اپنی جمع کی ہوئی معلومات کو چند سیکنڈ میں دنیا بھر کے دوسرے پانیوں تک منتقل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ کیا معلوم کہ یہ ساری صلاحیتیں پتھروں میں بھی موجود ہوں اور آنے والے زمانوں میں اس کے سائنسی ثبوت بھی دنیا کے سامنے آ جائیں۔

کائی اور وائی فائی

پیڑ پودوں کے درمیان رابطوں کے رابطے کے حوالے سے ہم آئندہ صفحات پر تفصیلی بات کریں گے۔ یہاں اس موقع پر BBC کی ویب سائٹ پر آنے والی سائنس دانوں کی بہت تفصیلی تحقیق یاد آ گئی۔ ان سائنس دانوں نے برسوں کی تحقیق، مشاہدے اور مطالعے اور با قاعدہ دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ ایک رپورٹ تیار کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

''پیڑ پودے بھی انسانوں کی طرح ہر وقت ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں اور اپنے اردگرد کے حالات، دور دراز کے پودوں سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ سائنس دانوں کے مطابق اس کے سے پیڑ پودے انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا انٹرنیٹ وہ کائی ہے جو پودوں کی جڑوں کے اردگرد پائی جاتی ہے۔ انٹرنیٹ کا یہ فائبر زیر زمین لاکھوں میل تک بچھا ہوا ہے۔ یہ کائی پیڑ پودوں کے درمیان رابطوں کو بحال رکھنے کے لیے ''وائی فائی'' کی طرح کام کرتی ہے۔

یہ بڑی حیران کن رپورٹ ہے اسے ضرور دیکھیے گا۔ (حوالہ.................)

سب کچھ ہر جگہ موجود ہے

یہ عنوان پڑھ کر آپ حیران ہوں گے لیکن اس کی تفصیلات سن کر آپ واقعی ششدر رہ جائیں گے اس لیے کہ سب کچھ واقعی سب جگہ موجود ہے۔

سب کچھ سب جگہ موجود تو ہے لیکن اسے دیکھنے اور سننے کے لئے مطلوبہ صلاحیتیں عام انسان کے جسم میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے لیے ہمیں اضافی آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے گزشتہ باب بھی سوال کیا تھا کہ انسان کو نظر ہی کیا آتا ہے، اسی طرح ایک سوال یہ ہے کہ اسے سنائی ہی کیا دیتا ہے۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ کائنات کا 80 فیصد مادّہ انسان کو آج بھی کسی جدید ترین آلے طاقتور ترین دوربینوں حتیٰ کہ خلاء میں تیرتی ہوئی بہترین دوربینوں سے بھی نظر نہیں آ سکتا۔ یہ مادّہ جو انسان کو نظر نہیں آتا، پوری کائنات میں بکھرا ہوا ہے۔

انسان محسوس بھی نہیں کرسکتا:

انسان کا حال تو یہ ہے کہ نظر آنے والی چیزیں، مخلوقات، توانائیاں، آبی بخارات، کششِ ثقل، روشنی کی لہریں، فضا کا دباؤ، ہوائیں اور بے شمار دوسری چیزیں جو ہر وقت اس کے اردگرد موجود رہتی ہیں، اس کے وجود سے آر پار گزر رہی ہوتی ہیں، اس کے جسم کا حصہ بن رہی ہوتی ہیں لیکن انسان انہیں دیکھنے سے قاصر ہے۔ ہوا کو وہ محسوس کرسکتا ہے لیکن اسے

دیکھ نہیں سکتا۔ جن دوسری چیزوں کا ہم نے تذکرہ کیا انہیں تو انسان محسوس بھی نہیں کر سکتا، دیکھنا تو دوسری بات ہے۔

اس بے بضاعتی پر اس کے نخرے یہ ہیں کہ وہ خدا کے نمائندوں، اللہ کے پیغمبروںؑ سے فرمائش کرتا ہے ہمیں دکھائیں کہ اللہ کیسا ہے۔

''(اے رسولؐ) اہل کتاب (یعنی یہودی) تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر آسمان سے ایک کتاب اتروا دو۔ تو (تم اس کا خیال نہ کرو کیونکہ) یہ لوگ موسیٰ سے تو اس سے بڑھ چڑھ کر فرمائشیں کر چکے ہیں کہ ہمیں اللہ کو کھلم کھلا (یعنی براہ راست ہماری آنکھوں سے) دکھا دو۔'' (سورۂ النساء، آیت، ۱۵۳)

(ویسے دل کی بات کہیں۔ ہم میں سے بھی اکثر لوگ دل ہی دل میں سوچتے کچھ اسی طرح ہیں کہ کبھی تو ہمیں کچھ نظر آئے جس سے دل کو یقین ہوجائے کہ ہاں وہ ہے)

جب اللہ نظر نہیں آتا تو بعض لوگ اس کا ایک تصور قائم کر لیتے ہیں اور جو کچھ انسان کے تصور میں آجائے اللہ نہیں ہوسکتا وہ اللہ کی مخلوق ہوگی کیونکہ اس تصور کو اس کی ایک حقیر سی مخلوق کے تقریباً ڈھائی پونڈ وزنی دماغ نے پیدا کیا ہے۔

چیزیں موجود ہیں لیکن نظر نہیں آتیں:

آیئے ذرا ایک سرسری سی نظر ڈالیں کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو ہر وقت ہمارے اردگرد موجود رہتی ہیں وہ کیا ہیں (گفتگو عنوان کے حوالے ہی سے ہو رہی ہیں) سب تو نہیں صرف چند چیزوں کے بارے میں آپ سے بات کریں۔ ابتداء ہم آپ کے قریب رکھی ہوئی ایک چیز سے کرتے ہیں۔

جی ہاں! یہ موبائل فون۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس میں سگنلز آرہے ہیں لیکن کیا آپ

ان سگنلز کو دیکھ سکتے ہیں، انہیں چھو کر محسوس کر سکتے ہیں؟ یہ سگنلز صرف آپ کے گھر، محلے، شہر اور ملک ہی میں نہیں آرہے، یہ دنیا بھر میں ہر اس جگہ آرہے ہیں جہاں آپ کی موبائل کمپنی کی سروس موجود ہے۔ ساری موبائل کمپنیز کا نیٹ ورک زمین سے باہر تیرتے ہوئے کسی سیٹلائٹ سے جڑا ہوا ہے اور سب کے سگنلز ایک دوسرے کے نیٹ ورک میں رسائی رکھتے ہیں۔ اسی لئے آپ دنیا بھر میں کہیں بھی فون کریں تو عام فون پر آپ ایک دوسرے کی آواز سن سکتے ہیں اور اگر آپ کے پاس سٹلائٹ فون یا اسکائپ، وائبر، واٹس ایپ والا فون ہے تو آپ ایک دوسرے کی تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یہ سب آوازیں اور تصویریں اسٹیل اور پلاسٹک کے ذرا سے ٹکڑے میں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں چلی جاتی ہیں؟

انہیں دیکھنے کے لیے ایک وسیلے کی ضرورت ہے:

اس کا مطلب یہ کہ یہ سب چیزیں کچھ لہروں کی شکل میں پہلے بھی یہاں موجود تھیں لیکن ان آنکھوں اور ان کانوں کے ذریعے انہیں دیکھنا آپ کے لئے ممکن نہیں تھا۔ انہیں دیکھنے یا سننے کے لئے آپ کو ایک آلے یا فون کی ضرورت ہوتی ہے۔

کرکٹ کا میچ جو جنوبی افریقہ، ہندوستان یا برطانیہ میں ہو رہا ہے، وہ اصل میں دنیا میں ہر جگہ ہو رہا ہے۔ اگر آپ اسے سننا چاہیں تو اپنے ریڈیو کو آن کر دیجئے، اس کی تصویریں، یعنی اسے ویڈیو کی شکل میں دیکھنا چاہیں تو اپنا ٹی وی آن کر دیجئے۔ سب کچھ آپ کو یہیں اپنے کمرے میں مل جائے گا۔

اسی طرح نائجیریا کے فسادات، سوڈان کا قحط، امریکا کی خوشحالی، مصر کے ہنگامے، افغانستان میں ہونے والی گولہ باری، بم دھماکے، دوبئی کی روشن سڑکیں، مکے میں موجود اللہ کا گھر، مسجد الحرام، مدینے میں مسجد نبوی، روضہ رسولؐ، جنت البقیع میں کھلے آسمان کے نیچے معصومینؑ کی قبریں، موصل میں بہتا ہوا انسانوں کا خون، شام میں لگی ہوئی آگ، نجف میں

امیر المومنینؑ کا روضہ، کربلا میں امام حسینؑ اور حضرت ابوالفضل العباسؑ کے روضے اور ان کا طواف کرتے لاکھوں انسانوں کا ہجوم، مشہد مقدس میں امام علی رضاؑ کا روضہ، قُم میں بی بی معصومہ قمؑ کی آرام گاہ، کینیڈا کا آبشار، آگرے کا تاج محل، ہالینڈ میں کھلتے ہوئے پھول، ڈنمارک میں برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ، سنگاپور میں اڑتی ہوئی تتلیاں، امازون کے جنگلوں کے درمیان بہتے دریا، درخت، پرندے، درندے، رینگنے والے جانور، دنیا کے آباد علاقوں میں ٹریفک کی لائنیں، اس میں ایک ایک گاڑی، ان میں بیٹھا ہوا ایک ایک انسان، ہر چیز، ہر شے الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ کے ذریعے ہر وقت، ہر لحہ آپ کے اردگرد موجود ہے لیکن انہیں دیکھنے کے لئے ایک میڈیم موڈیم یا ایک واسطے یا ایک وسیلے کی ضرورت پڑتی ہے، اس میڈیم، موڈیم یا واسطے اور وسیلے کے بغیر ساری دنیا، ساری کائنات آپ کے آگے پیچھے موجود ہونے کے باوجود آپ کو نظر نہیں آسکتی۔

اب اگر کوئی شخص یہ خواہش کرے کہ یہ سب چیزیں اسے براہِ راست دکھائی یا سنائی دیں تو اس کی حماقت پر کفِ افسوس ہی ملنا پڑے گا۔

بلب کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں:

جب آپ اور ہم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوقات کو نہیں دیکھ پاتے۔ حتیٰ کہ زیادہ تر کو محسوس بھی نہیں کر پاتے تو اللہ تعالیٰ عزوجل، خالق کائنات کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو وہ اپنے آپ کو دکھا سکتا ہے لیکن اس کی مخلوقات میں طاقت نہیں کہ اسے دیکھ سکے۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ بجلی کے بلب کو روشنی پھیلاتے ہوئے دیکھیں۔ بجلی کے تاروں کو چھونے کی کوشش نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان رابطے، اپنے پیغام کو پہنچانے کے لئے کمیونی کیشن کے ایک بین الکائناتی نظام کا اہتمام کیا ہے۔ یہ نظام، نظامِ ہدایت کہلاتا ہے۔

رسولؐ، انبیاءؑ، پیغمبرؐ، آئمہ طاہرینؑ ہمارے اور اللہ کے درمیان وسیلے یا واسطے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان رابطے اور واسطوں یا وسیلے کی اہمیت کے حوالے سے حجت الاسلام والمسلمین علامہ بشیر انصاری کی تحریر سے ایک مختصر سا اقتباس آپ کو سناتے ہیں۔

حقائق الوسائط:

''ہر صحیح العقل انسان کو یہ معلوم ہے کہ خداوند عالم بذاتِ خود ہمارے ساتھ مصاحبت نہیں کرتا اور نہ ہمیں تعلیم دینے کے لئے ہمارے پاس براہِ راست آتا ہے اور نہ دوبدو ہم سے گفتگو فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام طریقے اس کی شانِ احدیت و یکتائی کے لئے محال ہیں۔

لہٰذا ہر صحیح الدماغ انسان یہ فیصلہ بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے نقص و عجز اور مادیت و جہالت کی انتہائی پستی میں ہے۔ لہٰذا وہ خود براہِ راست خدائے متعال کی بارگاہِ عظمت وجلالت میں حاضری دے کر فیوض و برکات اور اوامر و نواہی حاصل نہیں کرسکتا''۔

لہٰذا ہمارے اور ذاتِ احدیت کے درمیان وسائط (واسطوں) کی ضرورت ہے۔ ان ہی کو حجۃ اللہ یعنی نبیؑ یا امامؑ کہتے ہیں۔ جناب علامہ باقر مجلسیؒ نے اسی فلسفے کو درج ذیل عبارت واضح فرمایا ہے۔

ترجمہ۔ ''خداوندِ عالم نے اپنی حکمتِ بالغہ کے تقاضے کے مطابق پسند فرمایا کہ اپنی مخلوقات کو معرفتِ توحید کرائے تاکہ بندے اس کی خصوصی شانِ توحید کو سمجھیں۔ اس مقصد کا حصول رسولوںؑ کے بغیر ممکن نہ تھا کیونکہ بالتحقیق ثابت ہے کہ وہ کمالِ بلندی ورفعت کا مالک ہے جبکہ مکلفین (یعنی بندے) اپنے جہل و عجز کی انتہائی پستی میں ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے اور اپنی خلق کے درمیان ایسے سفراء پیدا کئے جن کو اُن کے کمال کی وجہ سے خود فیضیاب کرے اور وہ بشریت اور ہم جنس (یعنی بندوں جیسے) ہونے

کی حیثیت سے مخلوقات پر فیض کریں۔'' (بحارالانوار، جلد ۵، ص ۱۱)

اس بیانِ حق ترجمان سے معلوم ہوا کہ یہ سُفراء یعنی وسائط (واسطے) یعنی حجت اللہ یعنی نبیؐ و امامؑ...... دو جنبوں (جنبوں کا مطلب ہے رخ، پہلو، طرف) کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک جنبے (رخ) کا تعلق ذاتِ احدیت (خداوند عالم) سے ہوتا ہے اور دوسرے جنبے (رخ) کا تعلق مخلوقات کے ساتھ۔

یہ ہمارے ساتھ بشریت میں مشارکت رکھتے ہیں تاکہ ہم مانوس رہیں اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ یہ جنبہ بشری درحقیقت خدائے قدوس کے احکام ہمارے پاس پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ بشریت کی وجہ سے ہمیں احکامِ خدا پہنچاتے ہیں۔

یعنی خداوند عالم اپنی مخلوق تک بذاتِ خود نہیں پہنچنا چاہتا تھا اس لئے اس نے نبیؐ و امامؑ کو جنبۂ بشریت عطا فرما کر ہمارے پاس بھیجا اور ان حضرات کے اقوال و افعال کو اپنی طرف منسوب فرمایا تاکہ بندگانِ خدا ان ذواتِ مقدسہؑ کی اطاعت یہ جان کر بجالائیں کہ وہ خدا ہی کی اطاعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (القرآن)

''جو شخص خدا کے رسول کی اطاعت کرے گا اُس نے بالتحقیق خدا ہی کی اطاعت کی۔''

الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ ...... توانائی کی مختلف اقسام

لہٰذا جنبہ بشریت (یعنی انسان کے روپ میں ہونے) کے لحاظ سے نبیؐ و امامؑ خدا کے فیوضات و احکام اس کے بندوں تک پہنچانے میں وسیلۂ خدا ہیں یعنی خدا نے اپنے بجائے (انسانوں کی ہدایت کے لیے) ان کو بھیجا ہے۔

نبوت خرام احد تا صفات
ولایت رجوع صفت سُوئے ذات (بیدلؔ)

دوسرا جنبہ (یعنی رخ) ان حضرات کا رُوحانی ہے۔ اور وہ اس لئے ہے کہ ہم بذاتِ خود خدا تک پہنچ کر اس کی بارگاہِ عزّ و جلال سے ہدایت کے فیوض و برکات اور اوامر و نواہی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ (اس میں) ہماری مادّیت و بشریت مانع ہے کہ ہم براہِ راست ذاتِ اقدس سے علم و ہدایت کو اخذ کرسکیں جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ ہم نے براہِ راست کوئی امر و نہی خدا سے نہیں لیا ہے۔

ان حضرات کا جنبۂ روحانی (روحانی پہلو) ہمارے لئے خداوند عالم سے فیوض و برکات اور اوامر و نواہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی جنبے (رخ) کی وجہ سے وہ مخلوقات کے لئے اللہ کی بارگاہ سے فیوض و برکات اور اوامر و نواہی کے احکامات حاصل کرنے میں وسیلۂ مخلوقات ہیں۔ لہٰذا یہ ذواتِ مقدسہ وسیلۂ خدا ہیں، فیوض و احکامِ الٰہی کے پہنچانے میں اور وسیلۂ خلق ہیں (پروردگار سے) فیوض و احکام حاصل کرنے میں۔

یعنی خدا نے ان حضرات کو اپنا وسیلہ بنایا ہے اپنے احکام پہنچانے کے لئے...... اور ہم نے ان کو اپنا وسیلہ بنایا ہے خدا سے احکام حاصل کرنے کے لئے۔ یہ دونوں حیثیتیں ان کی ذاتی ہیں، عارضی اور وقتی نہیں ہیں۔

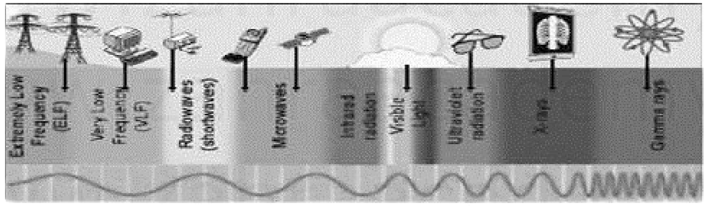
جس طرح نوعِ بشر کے لئے وسیلۂ خدا ہونے میں بشریت لازمی ہے اسی طرح خدا سے ہمارے لئے وسیلہ بن کر فیوض و احکام حاصل کرنے میں روحانیت لازمی ہے ورنہ وہ ہمارے لئے وسیلہ نہیں قرار پا سکتے''۔ (اقتباس: حقائق الوسائط تلخیص و ترجمہ: ڈاکٹر محمد حسن رضوی)

اب اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ کافی ہے، باقی مجھے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں تو اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص سم کے بغیر فون پر بات کرنا چاہے یا موڈیم کے بغیر کمپیوٹر استعمال کرنا چاہے۔ قرآن یقیناً کافی ہے لیکن ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں ان جملوں کو عام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نظر نہ آنے والی چیزیں:

بات ہو رہی تھی کہ انسان کو نظر ہی کیا آتا ہے تو خردبینی دنیا پر غور فرمائیں۔

بیکٹریا اور وائرس ہر وقت آپ کے ارد گرد موجود ہوتے ہیں۔ بہت سارے بیکٹریا تو آپ کی آنتوں میں رہتے ہیں جن کے بغیر آپ کوئی غذا ہضم نہیں کر سکتے۔ جہاں تک وائرس کا معاملہ ہے تو یہ وائرس عام خوردبینوں سے بھی نظر نہیں آتے۔ دور کیوں جائیں، آپ کا جسم کھربوں خلیوں سے مل کر تعمیر ہوا ہے لیکن آپ کسی ایک خلیے کو اپنی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے۔



ایک اور مثال، توانائی کی اقسام:

یہ روشنی جس میں ہم یہ سطریں لکھ رہے ہیں اور جس روشنی کی مدد سے آپ اس کتاب کو پڑھیں گے، یہ روشنی، توانائی کی کئی اقسام میں سے ایک ہے۔ توانائی کے اس سلسلے کو سائنس دانوں نے الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ (Electro Magnetic Field) کا نام دیا ہے۔ الیکٹرو میگنیٹک اسپکٹرم میں مختلف اقسام کی نظر نہ آنے والی توانائی کی لہریں اور نظر آنے والی روشنی اس ترتیب سے موجود ہوتی ہے۔

(۱) ریڈیو ویز۔

(۲) ٹیلی ویژن ویز

(۳) ریڈار ویز

(۴) مائکرو ویز (خلا میں ان کی گونج آغازِ کائنات سے موجود ہے)

(۵) انفرا ریڈ

(۶) نظر آنے والی روشنی

(۷) الٹراوائیلٹ ویز

(۸) ایکس (X) ریز

(۹) گاما ریز (یہ ایٹمی دھماکے سے خارج ہوتی ہیں۔)

(۱۰) کاسمک ریز۔

"ساری تعریف اس اللہ کے لئے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور نور کو مقرر رکھا۔" (سورۂ انعام، آیت ۱)

نظر آنے والی روشنی:

روشنی کی لہروں کے اس سلسلے میں انفراریڈ لہروں اور الٹراوائلٹ لہروں کے درمیان وہ روشنی پائی جاتی ہے جو ہمارے یعنی انسانوں کے لئے ناگزیر ہے۔ روشنی (یا توانائی) کی دوسری اقسام کے مقاصد دوسرے ہیں اس لیے یہ لہریں انسانی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتیں بلکہ ان مخلوقات کو دکھائی دیتی ہیں جنہیں ان کی ضرورت ہے۔ مثلاً بہت سے کیڑے مکوڑے یعنی حشرات ایسے ہیں جو انفراریڈ اور الٹراوائلٹ لہروں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ انسان توانائی کی ان لہروں کو خصوصی آلات کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔

پیڑ پودے ''عقل'' رکھتے ہیں

پیڑ پودے، پھل پھول، گھاس پھونس، درخت اور بیلیں ان سب کے لئے سائنسدان کہتے ہیں کہ یہ سب ذی حیات ہیں یعنی ان میں زندگی پائی جاتی ہے لیکن سائنس دانوں کے مطابق یہ حیوانوں کی نسبت ذرا نچلے درجے کی زندگی ہے۔ پہلے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ پیڑ پودے زندہ تو ہیں لیکن یہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتے لیکن آج سائنس پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ پیڑ پودے اپنی جگہ سے حرکت کر سکتے ہیں۔ سورج کی روشنی کی مدد سے یہ اپنا کھانا خود تیار کرتے ہیں اور اسی روشنی کی مدد سے اپنے راستے پر آگے بڑھتے ہیں۔

یہی نہیں کہ یہ افزائش نسل کرتے ہیں، بچے پیدا کرتے ہیں جو ہو بہو انھی کی کاپی ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ آم کی گٹھلی میں سے امرود کا پیڑ نکل آئے یا گلاب کی شاخ پر چنبیلی کے پھول کھلنے لگیں۔

پیڑ پودوں کی انوکھی خصوصیات:

لیکن حال ہی میں سائنس دانوں نے پیڑ پودوں میں بہت سی نئی حیران کن خصوصیات دریافت کی ہیں۔ یہ پیڑ پودے جو ہر وقت ہمارے اردگرد خاموش کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان کے اندر بھی انسانوں جیسی بے شمار صلاحیتیں موجود ہیں۔

یہ دیکھ سکتے ہیں، سن سکتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے دل کے ارادوں تک کو جانتے ہیں اور اپنا

ردِّعمل ظاہر کرتے ہیں۔ یہی نہیں جو ایک پودے پر گزرے، اس کا حال سب پودوں کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ان کے پاس بھی چھونے، محسوس کرنے، سننے، یاد رکھنے ارد گرد کے ماحول سے معلومات جمع کرنے اور ان معلومات کو دوسرے پیڑ پودوں کے ساتھ شیئر کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

آپ کو یقین نہیں آیا ہوگا:

ہمیں اندازہ ہے آپ کو ہماری باتوں پر یقین نہیں آرہا ہوگا۔ اس لئے بات ذرا تفصیل سے کرنا ہوگی۔ یہ پیڑ پودے، یہ گل بوٹے، یہ جڑی بوٹیاں، یہ سرسبز گھاس، یہ پھل پھول، یہ سبزیوں اور پھولوں کی بیلیں، اناج کی لہلاتی فصلیں، یہ گھنے چھتنار درخت، ہمارے گھروں کے گملوں اور کیاریوں میں یہ پودے جو بظاہر چپ سادھے کھڑے ہیں۔ یہ، ہمیں چلتے پھرتے نظر نہیں آتے لیکن یہ اپنے ماحول کا مکمل شعور رکھتے ہیں۔ یہ دیکھنے، سننے، ایک دوسرے سے باتیں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے دُکھ درد کو محسوس کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ ہمارے دل کے ارادے اور نیت کو بھی جانتے ہیں۔ یہ پیار اور محبت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور ہمارے ظلم اور غصے کی بھی شناخت کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق اپنا ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنی انہی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے وہ اپنے مالک کی تسبیح اور اس کو سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

''کیا ان لوگوں نے اللہ کی مخلوقات میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس کا
سایہ (کبھی) دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف پلٹا کرتا ہے کہ (گویا)
اللہ کے آگے سر بسجود ہے۔'' (سورۂ نمل، آیت ۴۸)

(یہ آیت پڑھ کر اگر آپ کا دل چاہے کہ آپ بھی اللہ کو سجدہ کریں تو ضرور سجدہ کیجئے لیکن یہ سجدۂ واجب کی آیت نہیں ہے)

خالق کی شناخت کے لیے شعور ضروری ہے:

آیئے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

دیکھئے یہ پیڑ، پودے اور درخت جو اللہ کو سجدہ کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ شعور رکھتے ہوں اور اپنے خالق کو پہچانتے ہوں۔

درختوں میں شعور کی موجودگی کے بارے میں نزولِ قرآن کے دور میں عرب کے جاہلوں اور یونان کے نامور فلسفیوں کی معلومات یکساں تھیں۔ اس حیران کن موضوع کو سب سے پہلے قرآن مجید نے کھولا۔ اللہ کے رسولؐ اور ان کے علم کے وارثوںؑ نے اس کی نہ صرف زبانی تفسیر بیان کی، بلکہ پیڑ پودوں کے شعور کے عملی ثبوت بھی دنیا کے سامنے پیش کیے۔ اب آپ چاہیں گے کہ ہم اپنی بات کی دلیل اور ثبوت بھی پیش کریں۔ آیئے پہلے معجزے کی بات کریں۔

اللہ کے رسولؐ سے کفار نے معجزہ طلب کیا۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ اگر آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو فلاں درخت کو حکم دیں کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے۔ آنحضرتؐ نے درخت کو اشارہ کیا۔ درخت نے جیسے ہی اس اشارے کو دیکھا تو وہ زمین کو چیرتا پھاڑتا ہوا ایک لمحے میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

کفار نے کہا: ''اب آپ اس سے کہیں یہ اپنی جگہ لوٹ جائے۔'' آنحضرتؐ نے درخت کو واپس اپنی جگہ جانے کا اشارہ کیا تو درخت اسی تیزی سے اپنی جگہ جا کر دوبارہ اپنی جڑوں پر کھڑا ہو گیا۔

انبیائے خدا، کافروں کو مسلمان بنانے کے لیے آتے ہیں:

ایسے بہت سے معجزات آپ نے کئی بار پڑھے ہوں گے کہ رسولؐ اللہ نے کھجور کے خشک پیڑ کو تازہ کھجوریں پیدا کرنے کا حکم دیا اور کھجور کا پیڑ کھجور کے خوشوں اور پھلوں سے بھر گیا۔ ہم ان معجزات کو عقیدتاً سنتے یا پڑھتے ہیں لیکن ہم سے کئی افراد کے ذہن میں اندر ہی

اندر ایک خفیف سے شک وشبے کا ٹکر بھی چل رہا ہوتا ہے۔

کچھ کہہ بھی نہیں سکتے کہ کفر کے فتوے عام ہیں، جانے کون کب کفر کا فتویٰ لگا دے۔

انبیاؑ، و مرسلینؑ کافروں کو مسلمان بنانے کے لیے آتے ہیں، مسلمانوں کو کافر بنانے کے لیے نہیں! وہ اچھی نیت سے حقیقت کو سمجھنے والوں کو عقلی دلائل سے سمجھاتے ہیں۔ البتہ عقل سے عاری افراد یا جو صاحبِ عقل ہونے کے باوجود اپنی ضد اور اپنی انا کی خاطر بات کو سمجھنا ہی نہ چاہیں، ان کا معاملہ الگ ہے۔ ان کے لئے تو قرآن واضح الفاظ میں کہتا ہے۔

''(اے رسولؐ) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں اکثر (لوگ) کچھ سننے یا سمجھنے کے لئے تیار ہیں؟ (نہیں) یہ لوگ (تو) جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔'' (سورۂ فرقان: ۴۴)



جن لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑ گیا، جن کے آگے اور پیچھے ان کی جہالت کی اینٹوں سے بنی ہوئی دیواریں کھڑی ہیں۔ وہ ہمارے مخاطب نہیں ہیں۔ ہمارے مخاطب ہم جیسے ہی لوگ ہیں جو حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں آ جاتا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، جو سمجھ میں نہیں آتا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے میرے رب! میرے سینے کو علم کے

لئے کشادہ کر دے۔

آپ کہیں گے کہ بات پودوں کے شعور کی ہو رہی تھی اور آپ کہاں نکل آئے؟ ظاہراً تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن اگر آپ غور فرمائیں تو آپ اس ربطی میں بھی ایک ربط موجود پائیں گے۔

جھوٹ پکڑنے والا آلہ:

آپ کو ایک امریکی شخص کی کہانی سنائیں۔ اس کا نام بیکسٹر (Backster) تھا۔ یہ شخص محکمۂ پولیس میں ملازم تھا۔ اس کے پاس جھوٹ پکڑے والا ایک آلہ تھا۔ اس آلے کو پولی گراف (PolyGraph) کہا جاتا ہے۔ اس آلے کے تاروں کو ملزم کے بازو پر باندھ دیا جاتا ہے۔ ان تاروں میں بہت معمولی سا کرنٹ ہوتا ہے۔ یہ آلہ ایک مشین سے منسلک ہوتا ہے جس میں ایک سفید کاغذ اور پین موجود ہوتا ہے۔ پولی گراف کے تاروں کو ملزم کے بازو پر باندھ کر پولی گراف کو آن کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملزم سے مختلف سوالات کیے جاتے ہیں۔

یہ آلہ جواب دینے والے کے بلڈ پریشر میں بہت معمولی سی تبدیلی کو بھی محسوس کر لیتا ہے۔ اس لئے ملزم جیسے ہی حقیقت کے برعکس بات کرتا ہے تو اس کے دل کی دھڑکن میں معمولی سا فرق رونما ہوتا ہے اور مشین میں موجود پین کاغذ پر اس فرق کو فوراً ظاہر کر دیتا ہے۔ اگر وہ سچ بول رہا ہے تو پین، کاغذ پر ایک سی لکیریں بناتا رہتا ہے اور جیسے ہی وہ جھوٹ بولنا شروع کرتا ہے تو کاغذ پر بننے والی لکیروں کی شکل کسی اور طرح کی ہو جاتی ہے۔ بیکسٹر، جس کا ہم نے ذکر کیا وہ پولی گراف نامی اس آلے کے استعمال کا ماہر تھا۔

ایک نیا انکشاف ہوا:

ایک دن وہ اپنے دفتر میں خالی بیٹھا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ پولی گراف کو ایک پودے کے پتے پر لگا کر دیکھا جائے کہ کیا پولی گراف پودے کے بارے میں بھی کچھ

بتا سکتا ہے؟

بیکسٹر کے نزدیک یہ بس وقت گزاری کا ایک مشغلہ تھا، لیکن جب اس نے پولی گراف کے تار کمرے میں موجود ڈریکینا (Dracaena) نامی پودے کے ایک پتے پر لگا کر پولی گراف کو آن کیا تو اس کا یہ تجربہ ایک بالکل نئے انکشافات کا سبب بن گیا۔ بیکسٹر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پولی گراف مشین کے پین نے کاغذ پر حرکت شروع کر دی تھی۔ وہ کاغذ پر لائینوں کا ایک خاص پیٹرن بنا رہا تھا۔ اس میں کوئی بے ترتیبی نہیں تھی ہر لائن ایک خاص انداز سے بن رہی تھی۔

اس کے بعد کے دنوں میں بیکسٹر نے بہت سارے پودوں پر تجربات کیے اور یہ معلوم کیا کہ تمام پودے ایک خاص طرح کا شعور رکھتے ہیں۔ وہ ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی محسوس کرتے اور قریب موجود انسان یا حیوان کی موجودگی اور ان کے دل کے ارادے کو بھی۔

پودے خوف اور غصے کا شکار ہو گئے:

مثلاً ایک دن بیکسٹر نے ارادہ کیا کہ وہ پودے کے ایک پتے کو ماچس سے جلا کر دیکھے کہ اس سے پودے پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بیکسٹر کا کہنا ہے کہ ابھی یہ خیال اس کے دل میں ایا ہی تھا کہ پودے سے لگے ہوئے پولی گراف نے کاغذ پر تیز تیز اور بے ترتیب لائنیں بنانا شروع کر دیں۔ اس کا مطلب تھا کہ پودے نے بیکسٹر کے ارادے کو جان لیا تھا۔ اس پر غصے اور خوف کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ یہ تجربہ بیکسٹر نے مختلف دنوں میں مختلف پودوں پر آزمایا اور ہر مرتبہ، ہر پودے نے وہی ردِ عمل ظاہر کیا جیسا پہلی مرتبہ، ایک پودے نے ظاہر کیا تھا۔

بیکسٹر نے بار بار یہ دیکھا کہ کمرے میں جیسے ہی کوئی اجنبی شخص، بلّی، کتا، حتیٰ کہ کوئی

مکڑی بھی آ جائے تو کمرے کے سارے پودے چوکنا ہو جاتے ہیں اور پولی گراف ان کی اس تبدیلی کو مختلف انداز کی لائنوں میں ظاہر کر دیتا ہے۔

ایک دن بیکسٹر نے ایک زندہ جھینگے کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈالا تو پودوں نے اپنے شدید ردِعمل کا اظہار کیا۔ یہ غصے اور صدمے کا اظہار تھا۔

یہی نہیں بیکسٹر نے اپنے تجربات کے دوران یہ بھی معلوم کیا کہ پودے، چیزوں اور واقعات کو یاد رکھتے ہیں اور اپنے ان تجربات کو پیڑ پودوں کی دنیا تک منتقل کرتے رہتے ہیں اور یہ چیز یا واقعہ دوسرے پیڑ پودوں کی یادداشت میں بھی محفوظ رہتا ہے۔

نئے جدید آلات:

1966ء میں نارتھ کیرولینا کی ایک ریسرچ فاونڈیشن نے بیکسٹر کے کام سے متاثر ہو کر ریسرچ کو آگے بڑھانے کے لئے اسے 10 ہزار ڈالر کا عطیہ دیا۔ بیکسٹر نے اس رقم سے اپنی لیبارٹری کے لئے زیادہ جدید آلات خریدے۔ ان آلات میں الیکٹرو کارڈیوگرام اور دوسرے کئی آلات شامل تھے۔ یہ آلات دل کے مریضوں کی E.C.G اور دماغ کے معائنے (MRI) کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بعد کے دنوں میں پولی گراف کی جگہ ان جدید آلات کو پودوں پر تحقیق کے لیے استعمال کیا گیا۔

بیکسٹر کے تحقیقی کام کو ابتداء میں ذرائع ابلاغ نے کوئی اہمیت نہیں دی لیکن آخر کار تجربات کی روشنی میں یہ حقائق، میڈیا والوں کی سمجھ میں آنے لگے اور بیکسٹر کا نام آگے بڑھنے لگا۔

پودے سائنس دان کو پہچان گئے:

لیبارٹری میں پودوں پر بار بار تجربات اور یکساں نتائج کے بعد بیکسٹر نے کینیڈا کے ایک سائنس دان کو اپنی لیبارٹری میں آنے کی دعوت دی تا کہ وہ خود آ کر اپنی آنکھوں سے

پودوں کی حیران کن صلاحیتوں کا معائنہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص دن کا تعین کیا گیا۔ کینیڈا کے سائنس دان کے آنے سے پہلے مختلف پودوں کو پولی گراف سے منسلک کر کے رکھا گیا۔ اس وقت تمام پودوں سے خارج ہونے والی لہریں بالکل نارمل انداز سے خارج ہو رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ تمام پودے صحت مند اور خوش وخرم تھے۔

لیکن جیسے ہی بیکسٹر اور اس کی ٹیم کے دوسرے افراد کینیڈا کے اس سائنسدان کو لے کر لیبارٹری میں داخل ہوئے تو پودوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پودوں سے منسلک پولی گراف کے پین کاغذ پر رک گئے تھے۔ بیکسٹر نے محسوس کیا جیسے تمام پودے اچانک ہی مردہ ہو گئے ہوں۔ ان میں سے کسی بھی قسم کی لہریں نکلنا بند ہو گئی تھیں۔ بیکسٹر نے دوسرے پولی گراف لگائے، پودے بدل کر دیکھے لیکن پودوں میں زندگی کے آثار موجود نہیں تھے۔

نیا تجربہ:

پودوں کا یہ انداز بیکسٹر کے لئے بالکل نیا اور بے حد حیران کن تھا۔ اس نے ایک سائنسدان کو کئی ہزار میل دور سے اپنے تجربات دکھانے کے لئے بلایا تھا۔ اب وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ آخر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے مہمان سائنسدان سے پوچھا ''کیا اپ کا پودوں کے ساتھ کوئی تعلق رہا ہے؟ کوئی اچھا یا بُرا؟''

مہمان سائنسدان نے کہا ''ہاں۔ میں پودوں پر ریسرچ کرتا رہا ہوں۔ ایک مرتبہ میں ایک پودے کا خالص وزن معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میں نے ایک پودے کو زمین سے اکھاڑ کر اسے مائکروویو اوون میں رکھا تا کہ اس کا پانی خشک ہو جائے۔''

بیکسٹر سارے معاملے کو سمجھ چکا تھا۔ اس نے مہمان سائنس دان سے معذرت طلب کی اور اس سے کہا کہ پودے آپ کے سامنے شاید کسی قسم کا ردِعمل ظاہر نہ کریں۔

سائنس دان کچھ دیر بعد واپسی کے لئے ائر پورٹ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیکسٹر نے

دیکھا کہ اس کے جاتے ہی پودوں نے آہستہ آہستہ دوبارہ زندہ ہونا شروع کر دیا۔ پولی گرافس کے پین کاغذ پر حرکت کرنے لگے اور جب ائر پورٹ سے اس سائنس دان نے الوداعی کال کی تو پودوں میں مکمل زندگی لوٹ آئی۔

پودوں نے حیوانوں جیسا کام کیا:

اس کا مطلب یہ تھا کہ سائنس دان نے برسوں پہلے کینیڈا میں ایک پودے کو مائکرو ویو اوون جلا کر اس پر جو "ظلم" کیا تھا وہ برسوں بعد بھی امریکہ کے پودوں کو یاد تھا۔ سارے پودے اس سائنس دان کو جانتے تھے اور اس کے ظلم کو ابھی تک نہیں بھولے تھے۔ اسی لئے لیبارٹری کے سارے پودے خوف زدہ ہو گئے اور انھوں نے خود کو دشمن سے بچانے کے لئے وہی طریقہ استعمال کیا جو بہت سے جانور خود کو دشمن سے بچانے کے لئے استعمال کرتے ہیں، یعنی شکاری جانور کے سامنے خود کو مُردہ ظاہر کرنا۔

دیکھئے تقیہ صرف انسان ہی نہیں کرتے، پیڑ پودے اور جانور بھی اپنی جان کی حفاظت کے لیے تقیہ کرتے ہیں اس لیے کہ تقیہ فطرت کا حصہ ہے۔

نباتات سے بلند درجہ:

بیکسٹر نے اپنے تجربات کے دوران پودوں کے سامنے ایک پودے کو زمین سے اکھاڑا تو دوسرے پودوں نے اپنی ناگواری اور صدمے کا اظہار کیا۔ لیکن اس کے برعکس بیکسٹر نے پودوں کے سامنے جب بھی پھلوں اور سبزیوں کو کھانے یا کھانے پکانے کے لئے کاٹا تو پولی گراف سے منسلک پیڑ پودوں نے اس پر ایک طرح کے اطمینان یا خوشی کا اظہار کیا۔

بیکسٹر نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر ان کا اطمینان اور خوشی شاید اس لئے ہوتی ہے کہ کھانے میں استعمال ہونے والا پودا، پھل یا سبزی اپنے سے اوپر درجے والی مخلوق کے وجود کا حصہ بننے جا رہی ہوتی ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ نباتات سے حیوانات کے درجے میں تبدیل

ہو رہا ہوتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ گواہ طلب کرنا چاہے تو

یہ زندہ، باشعور، بغیر آنکھوں کے دیکھنے، بغیر زبان کے بولنے، بغیر کانوں کے سننے اور بغیر دماغ کے سوچنے، سمجھنے، یاد رکھنے، اپنی معلومات کو نباتات کی دنیا تک پہنچانے والے یہ پودے ہمیں خاموش، گونگے، بہرے، بے شعور نظر آتے ہیں اور جب ہم ان کی موجودگی میں کوئی ایسے ویسے کام کرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ کسی کو نہیں معلوم کہ ہم نے تنہائی میں کیا کام کیا؟

دیکھئے اللہ تعالیٰ اگر مجھے میرے گناہوں کی سزا دینا چاہے تو اسے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر وہ میرے گناہوں کے گواہوں کو طلب کرنا چاہے تو یہ گواہ جو آج کرۂ ارض کی سطح پر کم و بیش 25 ملین مربع میل پر خاموش کھڑے ہیں، انہیں بولنے سے کون روک سکتا ہے۔

> "اس دن وہ (یعنی زمین) اپنے (اوپر گزرنے والے) حالات بیان کرے گی کیونکہ اس کے رب نے (اسے) ایسا کرنے حکم دیا ہے۔"
>
> (سورۂ زلزلت الارض: ۴۔۵)

رابطوں کا جہان

یہ تو آپ جان چکے کہ پانی اپنے اردگرد کے ماحول میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے کس طرح دوسرے پانیوں کو آگاہ کرتا رہتا ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسی طرح کا معاملہ پیڑ پودوں کا بھی ہے، وہ بھی اپنے اردگرد رونما ہونے والی تبدیلیوں یعنی ہر اچھے یا بُرے واقعے کو محسوس کرتے ہیں، یاد رکھتے ہیں اور ان معلومات کو دوسرے پیڑ پودوں سے شیئر بھی کرتے ہیں۔

پسند ناپسند:

آپ غور فرمائیں کہ ہر انسان کا جسم بھی 70% فی صد پانی ہے تو یہ پانی بھی تو دوسرے انسانوں کے جسم کے اندر موجود پانی سے کمیونی کیٹ کرتا ہوگا۔ شاید اسی لیے جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کچھ لوگ آپ کو پہلی ہی نظر میں اچھے لگتے ہیں اور کچھ لوگ کو آپ پہلی ہی ملاقات میں ری جیکٹ (مسترد) کر دیتے ہیں۔ جنہیں آپ پسند کرنے لگتے ہیں ممکن ہے کہ بہت سے دوسرے لوگ انہیں پسند نہ کرتے ہوں اور جنہیں آپ رَد کر دیتے ہیں شاید وہ کچھ دوسرے اور لوگوں کے بہت قریب ہوں۔

یہ ضروری نہیں کہ آپ خود اس ردّ وقبول کے اسباب جان سکیں۔ ردّ وقبول کے یہ معاملات شاید دو افراد کے درمیان پانی کی یکسانی یا عدم یکسانی کے سبب وقوع پذیر ہوتے ہوں۔

کیمونی کیشن نیٹ ورک:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور مخلوقات کے درمیان کمیونی کیشن کا ایک جہان (Communication Network) پیدا کیا ہے، ہم رابطوں کے اسی جہان میں زندگی گزارتے ہیں اور اسی کے سبب زندہ ہیں اور اردگرد موجود زندگی سے مربوط رہتے ہیں لیکن شاید ہی کبھی رابطوں کے اس جہان کے بارے میں غور کرتے ہیں کہ اگر یہ رابطوں کا جہان باقی نہ رہے تو تمام اعضاء کی موجودگی کے باوجود زندگی سے ہمارا رابطہ ختم ہوسکتا ہے۔

رابطوں کے اس جہان پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سب سے اہم رابطہ تو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطہ ہے اس رابطے کی دو شکلیں ہیں۔ مثلاً اللہ کا بندے سے رابطہ، دوسرے بندے کا اپنے خالق سے رابطہ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ''جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے باتیں کروں تو میں دعا (ومناجات) کرتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ سے باتیں کرے تو میں تلاوت قرآن کرتا ہوں۔''

(حوالہ: میزان الحکمت)

رابطے کے لیے واسطے:

اس کا مطلب واضح ہے کہ دعا، بندے کا خدا سے رابطہ ہے اور قرآن کو پڑھنا خالق کی بندے سے رابطے کی ایک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے پیغمبروںؑ کے ذریعے رابطہ کرتا ہے ہم بندوں میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ہم اللہ کی آواز سن سکیں۔ اس کی مثال ہم باب 16 میں بیان کر چکے ہیں کہ جب آپ سیٹلائٹ، موڈیم اور ٹی وی یا موبائل فون کے بغیر الیکٹرو میگنٹک فیلڈ کو محسوس نہیں کر سکتے۔ کوئی تصویر، ویڈیو، پروگرام یا موبائل پر کسی کی آواز آپ بغیر وسیلے کے نہیں سن سکتے تو اللہ تو خالقِ کائنات ہے اس کے احکامات، اس

کا پروگرام یا منصوبہ آپ بغیر کسی وسیلے کے کیسے سن یا سمجھ سکتے ہیں۔اس کی مصلحت ومشیت کی باریکیاں کسی درمیانی واسطے یا وسیلے کے کس طرح آپ کی عقل میں آسکتی ہیں؟

انسان کا انسان سے رابطہ:

رابطوں کے اس جہان میں ایک رابطہ وہ ہے جس کے ذریعے ہم انسان ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں یہ رابطہ ہے تحریر وتقریر، زبانیں اور گفتگو۔اس کے لیے بھی زبان اور کان کا وجود ناگزیر ہے۔نہ آپ بہرے کو کچھ سنا سکتے ہیں اور نہ کوئی گونگا آپ سے حال دل بیان کرسکتا ہے۔رابطوں کے اس جہان کی تفصیل سمجھنا چاہیں تو ہماری کتاب ''جسم کے عجائبات'' میں حواسِ خمسہ اور دماغ والے ابواب کا مطالعہ فرمائیں اور اگر ان اعضاء کی تخلیق میں خدا کی مصلحتوں کا احوال جاننا چاہیں تو ''توحید مفضل'' نامی کتاب میں ''انسان'' کے عنوان سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک لیکچر ملاحظہ فرمائیں۔

رابطوں کے اس جہان میں انسان اور دیگر مخلوقات کے درمیان رابطہ بھی ناگزیر ہے۔ یہ بہت بڑا موضوع ہے یہاں بات لمبی ہو جائے گی۔اس کے لیے اگر اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے تو امام جعفر صادق کے مزید دو لیکچرز ملاحظہ فرمائیں۔یہ سب لیکچرز ''توحیدِ مفضل'' نامی کتاب میں موجود ہیں۔اس کتاب کی سائنسی تشریح کی توفیق ہمیں حاصل ہوئی۔یہ تینوں کتابیں زہرا اکیڈمی کراچی نے شائع کی ہیں اور مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ان کے نام ہیں۔

''توحید مفضل۔سائنسی تشریحات کے ساتھ''۔

بندے کا اپنے مالک سے رابطہ:

اب ہم بات کرتے ہیں اللہ سے رابطے کی۔رابطے کا یہ جہان ایک چھوٹے سے لفظ 'دعا' میں سمویا ہوا ہے۔یہ مشہور حدیث تو ہم سب نے ہی پڑھی یا سنی ہوگی کہ آنحضرت نے فرمایا:

''جن گھروں میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر آسمان والوں کو ایسے

ہی چمکتے دمکتے دکھائی دیتے ہیں جیسے زمین والوں کو آسمان پر ستارے چمکتے نظر آتے ہیں'' (حوالہ: میزان الحکمت)

یعنی کوئی بندہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو قاری کا وجود،اس کے اردگرد کا ماحول اور اس کی تلاوت کی آواز اس کے دل (قلب) اور اس کے دماغ سے نکلنے والی الیکٹرومیگنیٹک لہریں نامعلوم اقسام کے روحانی سگنلز میں تبدیل ہوکر لاکھوں کروڑوں لائٹ ائرز کے فاصلے تک پہنچتی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی تلاوت کی آواز گویا ساری کائنات میں پھیل رہی ہوتی ہے۔

سائنسی ذہن رکھنے والے شاید ہماری اس بات پر یقین نہ کریں لیکن ہم اس کی کئی مثالیں گزشتہ کسی باب میں پیش کر چکے ہیں کہ الیکٹرومیگنیٹک فیلڈ کی وجہ سے ہر شے کو ہر جگہ دیکھا جا سکتا، سنا جا سکتا ہے۔تو جب یہ کام انسان کرسکتا ہے تو خالقِ کائنات کے لیے یہ کام کیا مشکل ہے!

نورانی ستون:

سورۂ کہف کی تلاوت کے بارے میں حدیث معصومؑ ہے۔''جو شخص جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے تو اس کے لیے آیندہ جمعے تک کے لیے زمین سے آسمان تک ایک نورانی ستون قائم کردیا جاتا ہے''۔

حدیث میں نورانی ستون کی وضاحت نہیں ہے۔ہماری ایک عاجزانہ سی رائے ہے کہ نورانی ستون سے مراد غالباً کوئی ایسا نورانی ''سیٹلائیٹ'' ہے جو ایک ہفتے تک بندے کو عرشِ الٰہی سے مربوط رکھتا ہے۔اس عرصے میں بندے کی دعائیں بغیر کسی رکاوٹ کے برق رفتاری سے عرشِ الٰہی تک پہنچتی ہیں اور مصلحت ومشیت الٰہی اور بندے کی بہتری کے مطابق مستجاب ہوتی ہیں۔

واضح کردیں کہ اس نورانی سیٹلائٹ سے ہفتے بھر استفادے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ اس دوران کسی شیطانی نیٹ ورک کو ''سائن ان'' نہ کرے۔

استجابت دعا:

ہمیں اس بات پر یقین کامل ہے کہ توجہ خلوص اور یقین کے ساتھ مانگی جانے والی دُعا نہ صرف مانگنے والے بلکہ جن جن کے لیے وہ دعا کر رہا ہوتا ہے، مستجاب ہوتی ہے۔ چاہے دعا کرنے والا مشرق میں ہو اور جس یا جن کے لیے دعا کی جا رہی ہے وہ مغرب میں ہوں۔ دعا کے الفاظ کبھی فنا نہیں ہوتے بلکہ الیکٹرو میگنیٹک سگنلز میں تبدیل ہو کر دنیا اور کائنات میں ہر طرف پھیلتے رہتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جیسے ریڈیو، ٹی وی اور موبائل کے سگنلز زمین سے مصنوعی سیارچوں تک جاتے ہیں اور وہاں سے دنیا کے مختلف حصوں تک واپس آتے ہیں۔

یہ سگنلز ہمیں نظر نہیں آتے۔ محسوس نہیں ہوتے، ہم انہیں سن، دیکھ یا چھو نہیں سکتے لیکن انہی کے ذریعے اپنے ٹی وی پر دنیا بھر کے مناظر براہِ راست دیکھ سکتے ہیں۔

اسکائپ، انٹرنیٹ، واٹس ایپ یا وائبر کا بھی یہی معاملہ ہے۔ ان کے سگنلز بھی زمین سے فضا کی ایک تہہ آئی نوز فیئر میں موجود مصنوعی سیارچوں تک جاتے ہیں اور وہاں سے انہیں زمین کے مطلوبہ حصوں تک واپس بھیجا جاتا ہے۔

رابطوں کا سلسلہ:

اسکائپ، واٹس ایپ یا وائبر کی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے رابطوں اور وسیلوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ رابطوں کا یہ جہان اسی نیٹ ورک کے ذریعے کام کرتا ہے۔ سیٹلائٹ، موڈیم، ٹی وی اسکرین، موبائل فون اور سب سے بڑھ کر الیکٹرو میگنیٹک لہریں ان میں سے کسی ایک واسطے یا وسیلے کو درمیان سے نکال دیں تو آپ

خود کو اچانک ہی ہزار سال پہلے کی دنیا میں موجود پائیں گے۔ نہ ٹی وی ہوگا، نہ ریڈیو نہ موبائل، نہ لینڈ فون، نہ بجلی۔

آپ نے بہت سی کاروں میں ٹریکر کا ننھا سا بلب کو جلتے بجھتے دیکھا ہوگا۔ اس بلب کے جلنے اور بجھنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ گاڑی چوبیس گھنٹے کسی ٹریکر کمپنی کی نظر میں ہے۔ ٹریکر کمپنی کے آفس میں ایک بڑی اسکرین موجود ہوتی ہے۔ اس گاڑی کی نقل و حرکت ایک نقطے کی شکل میں ہر لمحے اس اسکرین پر نظر آتی رہتی ہے۔ گاڑی جہاں جہاں جاتی ہے اسکرین پر حرکت کرنے والا نقطہ بھی اسکرین پر بنے ہوئے شہر کے نقشے پر اسی ترتیب سے حرکت کرتا رہتا ہے کمپنی کے اسٹاف کو معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گاڑی کہاں جا رہی ہے۔ اگر یہ گاڑی طے شدہ روٹس سے باہر نکلی ہے تو وہیں پر بند ہو جاتی ہے۔ طے شدہ حدود سے باہر نکلنے کا مطلب ہے کہ گاڑی اغوا ہو رہی ہے اس لیے کمپنی کا خودکار نظام گاڑی کے انجن کو اسی جگہ بند کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ٹریکنگ سسٹم:

گاڑیوں کو چوری یا اغوا سے بچانے کے لیے یہ انسانوں کا بنایا ہوا ایک معمولی نظام ہے اور بندوں کی ہر ساعت نگرانی اور انہیں اغوائے شیطانی سے بچانے کے لیے خالقِ کائنات کے بنائے ہوئے عظیم الشان اور نادیدہ نظام کی ایک معمولی سی نقل ہے۔

''تم (چاہے) جہاں کہیں رہو، وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ کرتے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔'' (سورۃ الحدید: ۴)

خدائی نظام ے اس ٹریکر کا ایک نادیدہ بلب ہر انسان کے اندر لگا ہوا ہے جس کے ذریعے ہر انسان کی نقل و حرکت ہی نہیں، قول و فعل اور نیت و ارادے کی تمام تر تفصیلات بھی کائنات کے کسی اور مقام پر ہر لمحہ، ہر ساعت ریکارڈ ہو رہی ہیں۔

صحابی رسول مفسرِ قرآن جناب عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے:۔

''یہ خانۂ کعبہ چودہ عبادت خانوں سے ایک ہے اور ساتوں زمینوں میں سے ہر زمین میں ہماری طرح کی مخلوقات (موجود) ہیں۔ حتیٰ کہ (جس طرح میں ابنِ عباس یہاں ہوں اس طرح) وہاں میری طرح ایک ابنِ عباسؓ بھی (موجود) ہے۔''

(حوالہ: بحارالانوار جلد ۵۸ / انوارِ نعمانیہ/فتوحاتِ مکیہ از محی الدین عربی۔)

یہ سب کچھ کہیں اور بھی موجود ہے:

سورۂ طلاق کی آیت (ومن الارض مثلھن) کی تفسیر کے ذیل میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔

''زمینیں سات ہیں۔ ہر زمین میں ایک نبی تمہارے نبیؐ کی شکل موجود ہے۔ اور ایک آدم مثل تمہارے آدمؑ کے ہے اور ایک نوح مثل تمہارے نوحؑ کے ہے اور ایک ابراہیم مثل تمہارے ابراہیمؑ کے ہے اور ایک عیسیٰ مثل تمہارے عیسیٰؑ کے موجود ہے۔''

(حوالہ: درِ منثور، بحارالانوار۔ جلد:۵۸)

ایک اور مقام پر جناب ابن عباسؓ نے اس مفہوم کو زیادہ واضح الفاظ میں بیان کیا:

''اللہ نے تمہاری اس زمین کے علاوہ ایک زمین پیدا کی ہے۔ وہاں وہ سب کچھ ہے جو اس زمین پر ہے۔ حتیٰ کہ جیسے ایک ابنِ عباس میں یہاں موجود ہوں اسی طرح ایک ابنِ عباس اس زمین پر بھی موجود ہے۔ یہاں جو کچھ میں کرتا ہوں وہی کچھ وہاں موجود ابنِ عباس بھی کرتا ہے۔''

(حوالہ: مفکرین اسلام کے سائنسی نظریات از: مولانا مشتاق حسین شاہدی)

آپ کو بتادیں جدید فزکس کے ماہرین اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ روشنی کا

ایک ذرّہ (Photon) جو یہاں موجود ہے وہ کائنات میں تمام تر جزیات کے ساتھ کم از کم پانچ اور مقامات پر بھی موجود ہے۔

(حوالہ: نیشنل جیوگرافک پروگرام: متوازی کائنات)

اس نظریے کی تفصیلات پھر کبھی پیش کریں گے۔

بہرحال یہ احادیث ہم نے اس لیے پیش کیں کہ آپ سمجھ سکیں کہ جو کچھ یہاں ہماری زمین پر ہمارے اردگرد موجود ہے اور جس طرح میں یہاں موجود ہوں، اسی طرح مجھ سمیت یہ سب کچھ کہیں اور کائنات کے کسی دوسرے کنارے پر بھی موجود ہے اور جو کچھ یہاں ہو رہا ہے یہ سب کچھ تمام تفصیلات کے ساتھ ہو بہو وہاں بھی رونما ہو رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ خدائی نظام کے ٹریکنگ سسٹم کے ذریعے ہو رہا ہے۔

گاڑی بند نہیں کی جاتی:

اور یہ جو ہمارے وجود میں ایک ننھا سا نادیدہ بلب ہر وقت جلتا بجھتا رہتا ہے وہ ہمارا ضمیر ہے۔ جب ہم کسی متوقع خطرے کے مقام کی طرف بڑھتے ہیں، یا اغوائے شیطانی کا شکار ہونے والے ہوتے ہیں تو خدائی ٹریکنگ سسٹم کی طرف سے ہمیں خطرے سے پیشگی آگاہ کردیا جاتا ہے۔

البتہ جب ہم رحمانی حدود سے نکل کر شیطانی حدود میں داخل ہونے لگتے ہیں تو ''گاڑی'' بند نہیں کی جاتی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و شر کے راستے ہر انسان کو بتا رکھے ہیں۔ اب خطرے سے بچنا یا نہ بچنا ہماری اپنی ذمے داری ہے اس کے لیے عقل اور دوسری متعلقہ صلاحیتیں ہر انسان کے اندر موجود ہیں۔

''اور نفس انسانی کی قسم اور جس نے اسے درست کیا پھر اسے بدکاری اور پرہیزگاری کو سمجھا دیا'' (سورۂ الشمس:8-7)

انسان کے ساتھ ساتھ دنیا میں موجود دوسرے تمام جانور بھی ہر وقت اس ''ٹریکنگ سسٹم'' کے ذریعے اللہ کے بنائے ہوئے نظام کی نظروں میں رہتے ہیں۔

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور ان جانوروں کا (پیدا کرنا) جو اس نے ان (آسمانوں اور زمین) میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان کو جمع کر لینے پر قادر رہے۔''

(سورۂ شوریٰ۔۲۹)

نوٹ: جناب عبداللہ ابن عباس کی مذکورہ احادیث ہم نے علامہ باقر مجلسی کی تالیف بحار الانوار سے نقل کی ہیں۔ بحار الانوار نامی کتاب کی جلد نمبر ۵۴ سے ۶۰ کا نام ہی کتاب السماء والعالم ہے۔ ان جلدوں میں سائنسی موصوعات پر ہزاروں احادیث موجود ہیں۔ لیکن ان کا ترجمہ کون کرے اور پھر ہمیں اس کی ضرورت ہی کب ہے۔ ہم پانچ ہزار کا جوتا خریدنے کی سکت رکھتے ہیں، دو سو روپے کی کتاب نہیں خرید سکتے۔ کتاب ہم مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن اسے بھی پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔

عالمِ غیب، عالمِ لیب

اب تک ہم نے جن موضوعات کے حوالے سے بات کی، جن سائنسی انکشافات کا ذکر کیا، ان سب کا تعلق انسان کے بیے عالمِ غیب سے ہے۔ آیئے اس ''عالمِ غیب'' کے ایک اور موضوع پر بات کرتے ہیں۔

لیبارٹری ٹیسٹ سے کون واقف نہیں۔ آج کل تو بڑے ڈاکٹر ان ٹیسٹوں کے بغیر مریض پر اپنا وقت ہی ضائع نہیں کرتے۔ پہلے زمانے کے معالجین مریض کی صرف نبض تھام کر بیشتر امراض کی تشخیص کر لیا کرتے تھے۔ بہر حال ان لیبارٹری ٹیسٹوں کی بھی الگ کہانی ہے جو پھر کبھی سہی۔

بہر حال لیبارٹری ٹیسٹ غریب آدمی مجبوراً اور دولت مند افراد احتیاطاً کراتے ہیں اور ان کے نتائج یا رپورٹس پر ''ایمانِ کامل'' رکھتے ہیں، گویا مستند ہے ان کا فرمایا ہوا، یہ الگ بات کہ خود لیبارٹری مستند ہے یا نہیں۔ بہر حال انسان، انسان ہے، چاہے تو پتھروں کو سجدہ کرنے لگے، چاہے تو کائنات کی سب سے بڑی سچائی یعنی ذاتِ خداوندی کے بارے میں شک و تردید میں مبتلا ہو جائے۔

شک سے یقین تک:

آیئے ذرا ایک نظر ڈالتے ہیں کہ بیماری کے شک سے یقین تک کے اس سفر میں کیا ہوتا ہے؟

صحت مند آدمی کو جیسے ہی بیماری کا شک ہوتا ہے یا وہ بیماری کی علامت محسوس کرتا ہے تو جلد از جلد ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان مریض کا حال احوال سن کر اسے کچھ لیبارٹری ٹیسٹ لکھ کر دیتے ہیں۔ مریض اپنی جیب کے مطابق کسی لیبارٹری کا رخ کرتا ہے۔ البتہ اگر اسے سرکار یا دفتر کی طرف سے مفت علاج کی سہولت دستیاب ہے تو وہ بہترین لیب کا انتخاب کرتا ہے۔ لیبارٹری کا اسٹاف اس کے خون کا نمونہ حاصل کرتا ہے اور مریض کو ایک دو دن بعد کی تاریخ دے دی جاتی ہے۔

90 فیصد لیبارٹریز:

پاکستان کی شاید نوے فی صد لیبارٹریز میں خون کے نمونوں کی جانچ کا فریضہ ایسے لیبارٹری ٹیکنیشنز سرانجام دیتے ہیں جن کی تعلیم بہ مشکل میٹرک یا انٹر ہوتی ہے اور ان میں سے بیشتر افراد سارا کام تجربے سے سیکھتے ہیں۔ یہ لیب ٹیکنیشنز ایک دن میں سیکڑوں ہزاروں سیمپلز کا تجزیہ کرتے ہیں۔

جسم کا ردِعمل:

لیبارٹری ٹیسٹ کی بہت ساری اقسام ہیں۔ ہم صرف ایک ٹیسٹ کی بات کرتے ہیں۔ مثلاً خون کے اندر بیماری کے جراثیم کی موجودگی کو دیکھنا ہے۔ اس کے لئے مریض کے خون کے نمونے کو لائٹ مائکرواسکوپ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیبارٹری ٹیکنیشن خون کے اندر موجود ان رطوبتوں کو دیکھتے ہیں جو کسی خاص وائرس کے جسم میں داخل ہونے کے سبب جسم میں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر وائرس کے خلاف ہمارے جسم کا مدافعتی نظام (Immune System) ایک الگ طرح کا ردِعمل ظاہر کرتا ہے۔

لیبارٹری ٹیکنیشن فیصلہ کرتا ہے کہ مریض کے جسم کے اندر کون سی بیماری کے جراثیم یا وائرس موجود ہیں اور ان کی تعداد (اندازاً) کتنی ہے۔ لیبارٹری ٹیکنیشن خون کے ہر نمونے کی

الگ الگ رپورٹس رجسٹر پر لکھتا رہتا ہے جو بعد میں پہلے سے چھپے ہوئے پیڈ پر ٹائپ کر دی جاتی ہے۔ یہ ساری رپورٹس لیبارٹری کے بڑے ڈاکٹر یعنی سینئر پیتھالوجسٹ کے پاس آتی ہیں۔ وہ احتیاطاً چند رپورٹس کی تصدیق کے لئے خون کے نمونے کو خود بھی دیکھتے ہیں اور تمام رپورٹس پر دستخط کر دیتے ہیں۔

یہ رپورٹ مریض کو دے دی جاتی ہے۔ مریض اپنی رپورٹ ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہے۔ ڈاکٹر ان رپورٹس کا معائنہ کر کے مریض کے لئے دوائیں، احتیاط اور پرہیز تجویز کر دیتا ہے۔

احتیاط، پرہیز اور علاج:

بات لمبی ہو جائے گی۔ ہم شوگر کی بیماری کی مثال لیتے ہیں۔ مثلاً مریض کی رپورٹ میں ظاہر ہوا کہ مریض کے خون میں شوگر کی مقدار زیادہ ہے اور اس کا کولسٹرول لیول بھی بڑھا ہوا ہے تو ڈاکٹر صاحبان مریض کو بتاتے ہیں کہ آپ شکر بالکل استعمال نہ کریں۔ مریض کو پھلوں اور سبزیوں اور مشروبات کی ایک فہرست دے دی جاتی ہے کہ آج سے یہ سارے پھل، اناج، سبزیاں اور مشروبات بند۔ ہر کھانے سے پہلے فلاں فلاں دوا پابندی سے استعمال کریں۔ ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ گائے کا گوشت چھوڑ دیں، چکنائی سخت نقصان دہ ہے۔ اگر آپ سگریٹ پیتے ہیں تو سمجھ لیں کہ شوگر اور سگریٹ نوشی میں وہ تعلق ہے جو اسپرٹ میں ڈوبی ہوئی روئی اور ماچس کی تیلی میں ہوتا ہے۔ اور ہاں اپنا وزن کم کریں۔ روزانہ صبح ایک گھنٹے واک کریں وغیرہ وغیرہ۔

عینی گواہ، ایک کم علم ٹیکنیشن:

آپ غور فرمائیں کہ شوگر کی تشخیص کے اس پورے سلسلے میں صرف ایک شخص یعنی لیبارٹری ٹیکنیشن عینی گواہ ہے۔ لیبارٹری کے سینئر پیتھالوجسٹ نے اس کی گواہی پر اعتبار کیا، معالج نے پیتھولوجسٹ کے کہے پر یقین کر لیا اور مریض نے اپنے معالج کے کہنے کو حرفِ

آخر جانا اور اس کی بات پر دل و جان سے لے ایمان لے آیا۔ لیبارٹری ٹیکنیشن کے سوا بیماری کے ثبوت سب کے لئے ''عالمِ غیب'' میں تھے لیکن پیتھالوجسٹ سے معالج ،معالج سے مریض اور مریض سے اس کے متعلقین تک اس عالمِ غیب پر سب ہی ایمان لے آئے۔

عالم لَیب پر ایمانِ کامل:

اس عالمِ غیب پر صدقِ یقین بلکہ ایمان بالغیب کا یہ عالم ہے کہ مریض بڑی ذمے داری کے ساتھ ڈاکٹر کی ہدایت کے عین مطابق دوا استعمال کرتا ہے۔ احتیاط اور پرہیز کا عادی ہو جاتا ہے۔ مریض کے بیوی بچے، بہن بھائی سب اس کی نگرانی کرنے لگتے ہیں۔ ''نہیں نہیں۔۔۔۔ بس یہ کھیر نہ کھائیں، آپ نے کل بھی دو آم کھائے تھے۔۔۔۔ سگریٹ کا پیکٹ تروڑ مروڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔۔۔۔ اب آپ سگریٹ کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے اور یہ......انڈے کی زردی تو سخت منع ہے، آپ سفیدی سے ناشتہ کرلیا کریں۔''

اپنے خرچ پر چیر پھاڑ:

اکثر لیبارٹری ٹیسٹ سے ایسی بیماریوں کا پتا چلتا ہے جن سے نجات کے لئے آپریشن ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ایسی بیماریوں سے بچنے کے لئے مریض اس بات پر بھی راضی ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹر اور سرجن اس سے لاکھوں روپے فیس لے کر اس کے جسم کی چیر پھاڑ کریں لیکن کسی بھی طرح اسے اس بیماری سے نجات دلائیں۔ اسے کسی بھی طرح اس وائرس، بیکٹیریا، شریانوں میں جمنے والی چربی سے نجات دلائیں چاہے اس کے لئے انجیوگرافی کا سہارا لینا پڑے یا انجیو پلاسٹی کے عمل سے گزرنا پڑے۔

آپ دیکھیں کہ عالمِ لیب پر ایمان کی یہ حالت ہے کہ مریض اپنی جیب سے پیسہ خرچ کر کے اپنے جسم کو چیر پھاڑ کے لئے پیش کر دیتا ہے تا کہ اس بیماری سے نجات حاصل کر سکے۔ وہ اس جسم کو بچانا چاہتا ہے جو بہر صورت رو بہ فنا اور جسے جلد یا بہ دیر مٹی کا رزق بننا ہے۔

روح کی بیماری اور عالمِ غیب:

اس کے برعکس ایک عالم غیب وہ ہے جس کے بارے میں اللہ کی کتاب، انبیاء و مرسلینؑ ، اللہ کے بندوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ وہ جسمانی امراض کے ساتھ ساتھ روحانی امراض سے بچنے، احتیاط اور پرہیز کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے جسموں کو ایجاد کرے، خلق کرنے اور انہیں برقرار رکھنے والا ہے، اس جسم کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتا ہے (بلکہ جانتا ہی وہ ہے)۔ اسے معلوم ہے کہ جسم کی بیماریاں بہرحال ختم ہو جانے والی ہیں، لیکن روح کی بیماریاں اگر ان پر توجہ نہ دی جائے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سخت اذیت میں مبتلا رکھنے والے ہوتی ہیں۔ اس نے اپنے بندوں کو جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی بیماریوں سے خبردار کیا ہے اور اس کے پیغمبروںؑ نے انسانوں کو ان مہلک روحانی امراض کی علامات، احتیاط، پرہیز اور علاج کے بارے میں تفصیل سے سمجھایا ہے۔

روح کے وائرس اور جراثیم:

آپ سوال کریں گے کہ یہ روحانی امراض کیا ہوتے ہیں؟ دیکھیں جس طرح مختلف اقسام کے وائرس، بیکٹیریا اور پیراسائٹس ہمارے جسم کے اندر بیماری کا سبب بنتے ہیں اسی طرح مختلف اقسام کے گناہ ہیں جو ہماری روح کو بیمار ڈال دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض گناہ پھیلنے والی بیماری کی طرح ایک سے دوسرے کو لگتے ہیں اور آبادی کے بڑے حصے کو بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ جھوٹ اور غیبت کا شمار ایسے ہی پھیلنے والے امراض میں ہوتا ہے۔

بعض روحانی بیماریاں خود متاثرہ شخص ہی تک محدود رہتی ہیں اور اسے براہِ راست آگ میں جلاتی رہتی ہیں۔ اس کی ایک مثال حسد جیسی بیماری ہے کہ اس سے آدمی اپنے سوا کسی کا نقصان نہیں کرتا، لیکن کچھ امراض ان سے بھی بڑھ کر مہلک ہیں اور ساری بیماریوں کو اپنے اندر جمع کر لیتے ہیں۔ ان امراض کی مثال شرک، کفر، بے یقینی جھوٹ اور خدا کی رحمت سے مایوسی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

عالمِ غیب پر یقین:

اللہ تعالیٰ کے نمائندے یعنی اللہ کے نبیؑ، پیغمبرؑ، رسولؐ، امامؑ جو انسانوں کی روحوں کے بھی معالج ہوتے ہیں۔ خالقِ کائنات کی جانب سے احکام و ہدایات وصول کر کے زمین پر اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ وہ ان طرح طرح کی روحانی بیماریوں کے اسباب و علامات کو جانتے ہیں، ان سے بچاؤ کے طریقوں سے بھی واقف ہوتے ہیں اور نتائج کا بھی مکمل شعور رکھتے ہیں۔

لیکن جب وہ ہمیں ان روحانی بیماریوں، ان روحانی پیرا سائٹس، وائرس، بیکٹر یا اور جراثیم سے بچنے کے لئے کہتے ہیں تو اس عالمِ غیب پر ہمیں اتنا بھی یقین نہیں ہوتا، جتنا کہ اس عالمِ لیب کے کم علم، نا تجربہ کار لیبارٹری ٹیکنیشن کی رپورٹ پر ہوتا ہے۔

لیبارٹری کی جھوٹی سچی رپورٹس پر پیتھالوجسٹ ڈاکٹر، مریض اور اس کے متعلقین سب ایمان لے آتے ہیں لیکن اللہ، رسولؐ اور اولیائے خدا پر ہمارا ایمان، بس زبانی ایمان ہی تک محدود رہتا ہے۔

ہم اپنے اس ساٹھ ستر برس باقی رہنے والے جسم کو بیماریوں سے بچانے کے لئے معالجین کی ہر ہدایت پر آمنّا صدقنا کہتے ہیں، لیکن اپنی روح کو امراض سے بچانے کے لئے اپنے روحانی معالجین کی باتوں پر کان ہی نہیں دھرتے، انہیں سننا ہی نہیں چاہتے او اگر ان کی باتیں سن اور سمجھ بھی لیتے ہیں تب بھی نہ پرہیز کرتے ہیں اور نہ احتیاط۔ روحانی امراض سے بچانے میں نہ بیوی بچے کوئی مدد کرتے ہیں نہ دوست احباب متاثرہ شخص کا ہاتھ پکڑتے ہیں۔

طُغرے، آیات اور دُعائیں

سائنس دانوں کے مطابق دنیا میں موجود ہر شئے سے، ہر وقت الگ الگ طرح کی ریڈی ایشنز خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہ لہریں انسانی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتیں۔ انھیں مختلف سائنسی آلات یا خصوصی کیمروں کی مدد سے دیکھا جا سکتا ہے۔ البتہ بعض دوسرے حیوان ان لہروں کو دیکھ سکتے ہیں۔

دوسرے ذی حیات:

سانپ رات کے اندھیرے میں چوہے کے جسم سے خارج ہونے والی انھی لہروں کی مدد سے چوہے کا شکار کرتا ہے۔ بلائنڈ ڈولفن اسی طرح کی لہروں کی مدد سے دریا کے گدے پانی میں اپنا راستہ اور غذا تلاش کرتی ہے۔ چمگادڑ اس طرح کی لہروں کی مدد سے رات ے اندھیرے میں راستہ اور شکار ڈھونڈتی ہیں۔ دیمک کی آنکھیں نہیں ہوتیں مگر وہ اسی طرح کی لہروں کے ذریعے مٹی کے بڑے شاندار پُر پیچ گھر تعمیر کرتی ہے، کھانے پینے اور افزائش نسل کا کام جاری رکھتی ہے۔ پرندے زمین سے خارج ہونے والی مقناطیسی لہروں کی مدد سے سیکڑوں میل کا سفر طے کر کے اپنے گھروں اور منزلوں تک لوٹتے ہیں۔ انسانوں، حیوانوں اور پیڑ پودوں کے وجود سے الگ طرح کی لہریں خارج ہوتی رہتی ہیں۔

یہ تو ذی حیات کی چند مثالیں ہیں۔ پہاڑوں، پتھروں، کیمیائی مادّوں، معدنیات، ہوا

اور پانی کی اپنی اپنی ریڈی ایشنز ہیں۔حتیٰ کہ مُردوں کی ہڈیوں سے بھی خاص طرح کی ریڈی ایشنز خارج ہوتی رہتی ہیں۔سمندر کی لہروں سے نکلنے والی ریڈی ایشنز (الیکٹرومیگنیٹک فیلڈ) کی مدد سے ہاتھیوں کوسونامی کے آنے کا پہلے سے پتا چل جاتا ہے۔بہت سے پرندے اور جانور زمین سے نکلنے والی لہروں میں تبدیلی کومحسوس کر کے زلزلے کے آنے سے باخبر ہو جاتے ہیں۔

یہ اک اشارہ ہے آفاتِ ناگہانی کا
کسی جگہ سے پرندوں کا کوچ کر جانا
(عالمتاب تشنہ)

حروف والفاظ کی لہریں:

ہرحرف، ہرلفظ اوران لفظوں سے بنی ہوئی عبارتوں میں سے ہرایک کی اپنی طاقت، اپنی ریڈی ایشنز ہوتی ہیں۔

روحانی دنیا کے لوگ کہتے ہیں کہ ہرحرف کی اپنی طاقت اورتوانائی ہے۔مثلاً حرف ''الف'' لکھیں تواس کی توانائی الگ ہے اورلفظ''ب'' کی طاقت الگ ہے۔اسی طرح تمام حروف تہجی لکھے جائیں یابوے جائیں توایک خاص طرح کی توانائی پیدا کرتے ہیں اور یہ توانائی کہیں نہ کہیں،کسی نہ کسی پراثرانداز ہوتی ہے۔

علم جفر کے بزرگ علماء نے اپنی کتابوں میں حروفِ تہجی کے موضوع پرتفصیلاً گفتگو کی ہے۔اس علم کے دعوےدارتو آج بہت ہیں لیکن علماءنظرنہیں آتے۔زیادہ تر لوگ علم جفر کے نام سے اپنی دکانیں چلارہے ہیں اورلوگوں کوفریب میں مبتلار کھتے ہیں۔بہرحال علم الاعداد یاعلم جفرایک قدیم علم ہےاس کے وجود سےانکارنہیں کیاجاسکتا۔

ہم آقائے حافظیان کی کتاب''لوحِ محفوظ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے قارئین

کوان حروف یعنی عربی زبان کے 28 حروف کے بارے میں کچھ بتانا چاہیں گے۔

الفاظ کی طاقت:

ان 28 حروف کوکسی بھی ترتیب کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے۔لکھنے کی ہرترتیب کے اثرات دوسری ترتیب کے اثرات سےمختلف ہوتے ہیں۔کلمہ خیربھی انھی حروف سے بنتا ہےاورکلمۂ شربھی انھی حروف سے جنم لیتا ہے۔علم الاعداد کے مطابق ان حروف کی ترتیب اس طرح سے ہے۔

ا	ب	ج	د
۱	۲	۳	۴

ھ	و	ز
۵	۶	۷

ح	ط	ی
۸	۹	۱۰

ک	ل	م	ن
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

س	ع	ف	ص
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

ق	ر	ش	ت
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰

ث	خ	ذ
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰

ض	ظ	غ
۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

یہ حروف اگرچہ مسلسل ہیں مگر یہ آٹھ حصوں میں منقسم ہیں۔

ابجد ہوز حُطّی کلمن سعفص
قَرشَت ثخذ ضظغ

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آٹھ فرشتوں کے نام ہیں۔میرباقر داماد قدس سرہ کی کتاب''جذوات'' کے صفحہ 71 پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے۔

الاعداد ارواخ والحروف أشباخ۔

ترجمہ:''اعداد،روح کی طرح ہیں اورحروف قلب کی مانند''۔

یعنی حروف قلب ہیں اوران کے عددان کی روح ہیں۔

نقش کے اثرات:

آقائے حافظیان کی کتاب سے یہ اقتباس ہم نے اس لیے پیش کیا کہ ہمارے قارئین حروف کی طاقت سے آگاہ ہوسکیں۔

یہ حروف اپنے اعداد کے ساتھ جب آیت الکرسی میں استعمال ہوں گے تو ایک الگ طرح کی توانائی کے حامل ہوں گے۔ سورۂ اخلاص میں ان کی توانائی اور اثرات دوسری طرح کے ہوں گے، سورۂ قل اعوذ برب الفلق میں ان کی طاقت، توانائی اور اثرات کچھ اور ہوں گے اور نادِ علیؑ میں استعمال کیے جانے والے حروف الگ طرح کی توانائی کے حامل ہوں گے۔

روحانی علماء مختلف مقاصد کے لیے مختلف نقش تیار کرتے ہیں۔ ان میں حروفِ تہجی کو الگ الگ ترتیب سے لکھا جاتا ہے۔ مثلاً آپ نے دعاؤں کی کتابوں میں ایسے نقش دیکھے ہوں گے، جن میں ہفتے کے ہر دن کے لیے الگ الگ نقش ہوتا ہے۔ مثلاً یہ نقش ہفتے کے دن دیکھیں، فلاں نقش جمعے کے دن دیکھیں۔ ان میں سے ہر نقش کے اپنے اثرات ہوتے ہیں۔

یہ نقش آنکھوں کے پانی کے ذریعے، دماغ کے پانی میں موجود مرکز بصارت میں منتقل ہوتے ہیں۔ دماغ میں ان سے کس طرح کی الیکٹروکیمیکل (برقی کیمیائی) تبدیلیاں ہوتی ہیں اور اس توانائی سے دماغ کی کارکردگی اور انسان کی زندگی میں کیا تبدیلی آتی ہے اس کے بارے میں کوئی سائنسی ثبوت پیش نہیں کرسکتا اس لیے کہ مسلمانوں نے اس موضوع پر کوئی ریسرچ کی ہی نہیں۔ جب کہ یہ وہ حقائق ہیں جنہیں سمجھنے کے لیے سائنسی تحقیق کی ضرورت ہے۔ کاش کوئی مسلمان سائنس دان اس موضوع کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائے۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ کوئی نقش کسی مقصد کے لیے علم الاعداد کے کسی حقیقی عالم اور عامل نے تیار کیا ہے تو وہ اثر رکھتا ہے۔

دیواروں پر طغرے:

اس طرح کا معاملہ ان آیات اور دعاؤں کے طغروں کا ہے جو ہمارے گھروں میں لگائے جاتے ہیں۔ چاروں قل، آیت الکرسی، نادِ علیؑ، چہاردہ معصومینؑ کے اسمائے مبارک، حجرِ اسود، کعبہ، روضہ رسولؐ اور آئمہؑ کے روضوں کی تصاویر، علم، پھریرے ہمارے گھروں میں خیر و برکت کے لیے بڑی عقیدت سے لگائے جاتے ہیں۔

ان میں سے ہر طغرے ہر دعا اور ہر آیت کی اپنی ریڈی ایشنز ہوتی ہیں۔ ہر آیت، ہر دعا اور روضوں کی ہر تصویر کی اپنی توانائی اور اثرات ہیں لیکن اس وقت جب کہ آپ انہیں لگا کر بھول نہ جائیں ان کا احترام کریں ان کا خیال رکھیں، انہیں روزانہ خاص طور پر دیکھیں۔

نسبت کے سبب احترام:

احترام سے ہماری مراد یہ ہے کہ آپ ان کی اہمیت کو جانیں۔

یہ سب محض تصویریں ہیں، سونے چاندی یا اسٹیل کے ٹکڑے ہیں لیکن ان کا احترام ان کی نسبت کے سبب کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہر قوم اور ہر ملک کا ایک پرچم ہوتا ہے۔ لکڑی، دھات اور کپڑے کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن ملک کے عام آدمی سے لے کر وزیراعظم، صدر اور بڑے بڑے فوجی جرنیل بھی اسے سلام کرتے ہیں، اس کا احترام کرتے ہیں۔

خانۂ کعبہ پتھروں سے بنی ہوئی ایک عمارت ہے اسے اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اگر چہ اللہ اس کے اندر نہیں رہتا لیکن ہم اس کا احترام کرتے ہیں اسے چومتے ہیں۔ وجہ وہی نسبت ہے جس کی وجہ سے کسی چیز کا احترام کیا جاتا ہے۔

روضوں کی تصاویر، قرآنی آیات اور دعاؤں کے طغرے گھر میں ایسی جگہ نہ لگائیں جہاں ان کا احترام برقرار نہ رہ سکے۔ مثلاً اگر آپ نے آیت الکرسی کا طغرہ ڈرائنگ روم میں ایسی دیوار پر لگایا جس کے سامنے چوبیس گھنٹے ٹی وی کھلا رہتا ہو تو ٹی وی کی بے ہودہ تصاویر

ہر وقت ان مقدس آیات پر منعکس ہوتی رہیں گی اور یہ انتہائی بے ادبی کی بات ہے۔

نئے شادی شدہ جوڑوں کے کمروں میں اس طرح کی چیزیں رکھنا، عام سی بات ہے۔ ان مواقعِ پر اللہ کا ذکر کرنا شیاطین کی مداخلت سے محفوظ رکھتا ہے لیکن ایسے کمروں میں دعاؤں کے طغرے اور معصومینؑ کے روضوں کی تصاویر سجانا ہمارے خیال میں بہر حال اچھی بات نہیں ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ آپ ان چیزوں کا احترام کریں گے تو فوائد حاصل ہوں گے۔ احترام نہیں کریں گے تو جیسی اللہ کی مرضی۔

وائی فائی اور یو ایس بی کی مثال:

ہم عرض کر چکے ہیں کہ ہر آیت، ہر دعا، ہر نام، ہر نقش، ہر حرف کے اپنے اپنے اثرات ہیں۔ ہر حرف، ہر لفظ، ہر نقش، ہر نام، ہر دعا، ہر آیت جو پڑھی جائے یا لکھی جائے اس سے نامعلوم لہریں یعنی ریڈی ایشنز خارج ہوتی ہیں اور سارے ماحول پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

اس بات کو آپ اس طرح سمجھیں۔ USB اور Wi-Fi کا استعمال تو اب ہر گھر میں ہوتا ہے۔ اگر کسی گھر میں Wi-Fi کا کنکشن موجود ہے یا اس طرح کی USB کسی ایک کمپیوٹر میں لگی ہوئی ہے تو اس گھر یا آفس میں بہ یک وقت بہت سارے کمپیوٹرز یا موبائل فونز اس سے انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔ الیکٹرو میگنٹک لہریں تو کسی کو نظر نہیں آتیں لیکن یہ سارے گھر میں پھیلی ہوتی ہیں اور بیک وقت بہت سے لوگ الگ الگ ان سے فائدہ (یا نقصان) اٹھا رہے ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات اور معصومینؑ کی دعاؤں میں ان دنیاوی ذرائع سے لاکھوں گنا زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ انہیں کسی گھر میں پڑھا جائے تو پڑھنے والے کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام لوگوں کے لیے برکت کا سبب بنتی ہیں۔ ان آیات اور دعاؤں کے اثرات کی لہریں اتنی طاقت ور ہوتی ہیں کہ ان کے اثرات دنیا سے آخرت تک پھیلے رہتے ہیں۔

وہ واقعہ تو آپ نے پڑھا ہوگا کہ ایک شخص جہنم کی سزا میں گرفتار تھا۔ ایک دن فرشتوں نے اسے جہنم سے نکال لیا۔ اس شخص نے سبب معلوم کیا تو فرشتوں نے بتایا کہ آج تمہارا بیٹا پہلی مرتبہ مکتب گیا ہے اور اس نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھنا سیکھی ہے۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ یعنی بچے نے اس دنیا میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی اور اس کے اثرات دوزخ اور جنت تک پہنچ گئے۔

علم کی منتقلی:

ایک اور بات ذہن میں آئی۔ آپ سے بھی شیئر کریں۔

ہم احادیث کی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا علم، امیر المومنین علیہ السلام کو منتقل کیا۔ اسی طرح آئمہ طاہرینؑ کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ ایک امام نے اَسرارِ امامت بعد میں آنے والے امامؑ کو منتقل کیے۔ کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ علم کی منتقلی ایک لمحے میں کس طرح ممکن ہے؟

لیکن آج کے سائنسی دور میں تو یہ بات کسی حد تک ضرور سمجھ میں آ جانا چاہیے۔ موبائل فون کی ایک ایپلیکیشن بلوٹوتھ (Blue Touth) ہی کی مثال لے لیں۔ اس کے ذریعے سارا ڈیٹا ایک لمحے میں ایک فون سے دوسرے فون میں منتقل ہو جاتا ہے۔ آپ فیس بک پر بھی لمبی وڈیوز ایک لمحے میں اپنے دوستوں کو بھیج سکتے ہیں۔ تو جناب بات یہ ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی ٹیکنالوجی، اللہ تعالیٰ کی ایجاد کردہ ٹیکنالوجی کی ایک معمولی سی نقل ہے۔ جب انسان ایک لمحے میں اپنا ناقص علم دوسروں تک منتقل کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نمائندوں کے لیے یہ کام بدرجہ اولیٰ آسان ہے کہ وہ علمِ حقیقی کو ایک لمحے میں علم کے حقیقی وارثوں تک منتقل کر دیں۔

https://www.shiabookspdf.com

دل سے جو بات نکلتی ہے

یہ جو ہم نے دعا کے اثرات اور USB والی مثال پیش کی اس کی تصدیق دل کے بارے میں ایک نئی سائنسی ریسرچ سے بھی ہوتی ہے۔ Institute of Heartmath کے ڈائریکٹر ریسرچ رولن میک کرلٹی نے بیس سال کی تحقیق کے بعد انسانی دل کے دوسروں سے رابطے کے حوالے سے ایک ریسرچ پیپر لکھا۔ اس کا عنوان تھا:

The Energetic Heart: bioelectromatic With & Between People

رولن میک کرلٹی کا کہنا ہے:

دل سے نکلنے والی لہریں:

''دماغ کی طرح دل بھی بہت طاقتور الیکٹرومیگنیٹنگ فیلڈ پیدا کرتا ہے۔ دل جو الیکٹرومیگینٹک لہریں پیدا کرتا ہے وہ انسانی جسم سے خارج ہونے والی سب سے طاقت ور لہریں ہوتی ہیں۔ انھی لہروں کو ECG ٹیسٹ کے ذریعے ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ دل (قلب) سے نکلنے والی یہ الیکٹرومیگنیٹک لہریں' دماغ سے خارج ہوے والی اسی طرح کی لہروں سے 60% فی صد زیادہ طاقت ور ہوتی ہیں۔

دماغ سے نکلنے والی لہروں کو Electrophalogram کی مدد سے ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ ہارٹ میتھ انسٹی ٹیوٹ کی ریسرچ کے مطابق دل سے نکلنے والی الیکٹرومیگنیٹک لہروں کو

آلات کی مدد سے کئی فٹ دور تک محسوس کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر دو ایسے افراد کے درمیان جو ایک دوسرے سے کوئی قریبی رشتہ رکھتے ہوں، یہ لہریں زیادہ طاقت ور ہوتی ہیں۔

دو یا دو سے زیادہ افراد میں بھی یہ لہریں طاقتور ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کو متاثر کرتی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوں۔ ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں یا ایک دوسرے سے گلے ملیں۔

ماں اور بچہ:

ایک نوزائیدہ یا چھوٹے بچے کے دل سے نکلنے والی یہی لہریں ماں کے دل سے نکلنے الیکٹرومیگنٹیک لہروں پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں اسی لیے چھوٹے بچوں کی مائیں ہر وقت اپنے بچوں کی طرف متوجہ رہتی ہیں۔ وہ کسی بھی کام میں مصروف ہوں لیکن ان کا دل بچے ہی کی طرف لگا رہتا ہے۔

سائنس ابھی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ یہ سارا عمل کس طرح رونما ہوتا ہے البتہ بار بار کے تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہمارا دل جو ہماری مٹھی کے برابر دس اوس کی خون پمپ کرے والی مشین ہے، اس کی تمام تر صلاحیتوں کو شاید ابھی تک مکمل طور پر دریافت نہیں کیا جا سکا۔

ہارٹ میتھ انسٹی ٹیوٹ میں کام کرنے والے سائنس دانوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارا دل محض ایک پمپنگ مشین ہی نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ایک انتہائی حساس عضو ہے اور اس کے اندر ایک خاص طرح کی ذہانت (Inteligence) بھی پائی جاتی ہے اور یہ ہمارے ذہنی وجذباتی رویوں میں بھی ایک خاص کردار ادا کرتا ہے۔

دل کے بارے میں نئے شواہد:

قلب انسانی یعنی دل کے بارے میں یہ سائنسی تحقیق کا ایک بالکل نیا زاویہ ہے

اوراس پر تحقیق کا ابھی آغاز ہی ہوا ہے۔تحقیقات مزید آگے بڑھیں گی تو ممکن ہے انسان قلب یا صدر کے معنی بھی سمجھ سکے۔آپ جانتے ہیں کہ قرآن میں دماغ کا لفظ کہیں استعمال نہیں ہوا۔دماغ کے بجائے ہر جگہ لفظ قلب استعمال کیا گیا ہے جب کہ سائنس دانوں کا اصرار ہے کہ سوچ سمجھ،جذبات اور عقل وادراک ہر چیز کا تعلق دماغ سے ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''عقل کا ٹھکانا دماغ ہوتا ہے۔نرمی اور سختی دل میں پائی جاتی ہے''

(حوالہ:میزان الحکمت)

بعض علماء کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں جو لفظ قلب استعمال ہوا ہے وہ یہ صنوبری عضو نہیں ہے۔یعنی اس سے مراد یہ دل نہیں ہے بلکہ یہ انسانی جسم میں ایک الگ طرح کی صلاحیت ہے جو مادّی نہیں ہے۔

اب سائنس دان اس موضوع پر کام کررہے ہیں اور دل جسے پہلے محض خون پمپ کرنے والی مشین کہا جاتا تھا،اب انسانی جذبات اور ذہنی کیفیات کو دل سے منسوب کیا جارہا ہے۔ممکن ہے آنے زمانوں میں سائنس انسانی جسم میں موجود قلب کو بھی تلاش کرسکے!

اردو کے محاورے:

اسی طرح اردو زبان کے بہت سارے محاورے اور عام استعمال ہونے والے جملے بھی درست ثابت ہوجائیں گے۔مثلاً ''دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔''میرا دل اداس ہے''۔ ''آپ نے وہی کہا جو میرے دل میں تھا''۔''میرا دل کہہ رہا تھا کہ ایسا ہوگا''اور شاید سائنس کی مزید تحقیق کے بعد اس آیت کا مطلب ہماری سمجھ میں آئے۔

رب الشرح لی صدری

''اے میرے رب میرے سینے کو علم کے لیے کشادہ کردے''

علامہ اقبال نے کیا الہامی شعر کہا تھا ۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یعنی اگر آپ دل سے کس کے لیے دعا کرتے ہیں تو وہ دعا قبول ہوتی ہے اور اس قبولیت کے اثرات اس شخص تک پہنچتے ہیں خواہ وہ شخص آپ کے گھر میں ہو یا آپ سے ہزاروں میل دور کسی اور برّاعظم میں۔

دل و دماغ سے نکلنے والی لہریں:

گزشتہ باب میں ہم نے دعا کے حوالے سے USB یا WI-FI کی جو مثال دی تھی ہمیں یقین ہے کہ وہ بات اب آپ بہتر طور پر سمجھ چکے ہوں کہ دعا کرنے والے جب دل سے دعا کرتے ہیں تو ان کے دلوں سے نکلنے والی الیکٹرومیگنیٹک لہریں ساری کائنات تک رسائی رکھتی ہیں۔دعاؤں کے اثرات قبولیت اور نتائج کے ظاہر ہونے کا تعلق دعا کرنے والے کی نیت،سچائی اور عقل پر ہے یعنی آپ جس قدر سچائی اور خلوص کے ساتھ دعا کریں گے،دعا کے اثرات اسی نسبت سے ظاہر ہوں گے۔

اس بات کو ایک اور زاویے سے بھی دیکھئے۔

یہ بات شاید ہر آدمی کے تجربے میں ہوگی کہ دل و دماغ سے نکلنے والی منفی یا مثبت لہریں اردگرد کے پورے ماحول کو متاثر کرتی ہیں۔مثلاً اگر کوئی عزیز دوست کسی پریشانی،کسی بیماری یا کسی مشکل میں گرفتار ہے تو اس کے ذہن سے نکلنے والی لہروں کے سبب قریبی دوست یا رشتے دار متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اسی طرح اگر گھر میں کوئی ایک بھی شخص مایوس کن اور منفی باتیں کرتا ہے تو اس سے سارا گھر متاثر ہوتا ہے۔ایک آدمی کا ڈپریشن کئی دوسرے لوگوں کو بھی ہلکے سے ڈپریشن میں مبتلا

کر دیتا ہے۔ایک فرد کی ہمت ٹوٹنے سے کئی لوگوں کی ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

دل و دماغ سے خارج ہونے والی یہ الیکٹرومیگنیٹک لہریں اگر مثبت سوچ کے ساتھ ہوں تو ماحول پر مثبت اثر ڈالتی ہیں۔اس بات کو ایک مثال سے سمجھئے۔

دو بچے:

مثلاً ایک ہی دن، ایک ہی وقت دو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ایک بچّہ مثلاً ڈیفنس کے کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوتا ہے اور ایک بچّہ غریب آباد کے ایک تنگ و تاریک فلیٹ میں۔دونوں کے دماغ کا وزن بھی برابر ہے اور دونوں کے ستارے بھی بالکل ایک جیسے ہیں،لیکن دونوں بچّے بالکل مختلف طرح کی باتیں سنتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں۔ایک بچّے کے اردگرد پریشان حال والدین ہیں اور دوسری طرف خوشحالی ہی خوشحالی۔

غریب آباد کا بچّہ ماں باپ سے ہر وقت منفی باتیں سنتا ہے۔''تم کچھ نہیں کر سکتے تم کند ذہن ہو،تمہارا اسکول جانا بیکار ہے،تمہیں کسی مکینک کے پاس بٹھا دوں گا تاکہ تم کوئی ہنر ہی سیکھ جاؤ''......وغیرہ وغیرہ

ڈیفنس والا بچّہ مثبت باتیں سنتا ہوا بڑا ہوتا ہے۔''تم بہت باصلاحیت ہو،بس ذرا اور محنت کرو۔انشاءاللہ تم بہت بڑے آدمی بنو گے۔ماشاءاللہ۔زبردست.....'

ماں باپ کی منفی اور مثبت سوچ کے اثرات بچوں کے مستقبل کو سنوار بھی سکتے ہیں اور بگاڑنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ماں باپ،اساتذہ اور دوسرے لوگوں کی منفی یا مثبت سوچ ہی ہے جو الیکٹرومیگنیٹک لہروں کی شکل میں دل و دماغ سے خارج ہوتی ہے اور اردگرد دے ماحول اور افراد کو متاثر کرتی ہے۔

اسی لیے ڈیفنس والا بچّہ اکثر بڑا آدمی بن جاتا ہے اور غریب آدمی کا بچّہ مکینک ،کلرک یا سیکورٹی گارڈ بن جاتا ہے۔

اس منفی سوچ کو کنٹرول کیا جانا چاہیے۔بچوں کی ہمت افزائی کریں۔ان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں ان کی مدد کریں۔یہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اس امانت کی حفاظت کریں انھیں مایوسی پھیلانے والے شیطان کے حوالے نہ کریں۔

یہ جو ہم نے ڈیفنس اور غریب آباد کے والدین کے رویوں کے بارے میں عرض کیا یہ کوئی حتمی بات نہیں ہے۔اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے اور اسی مناسبت سے نتائج بھی۔

ٹی وی سے نکلنے والی لہریں:

ٹیلی وژن سیٹ کو جب آن کیا جاتا ہے تو اس سے بھی صحت کے لیے نقصان دہ لہریں نکلتی ہیں (یہ پروگراموں کے علاوہ ہوتی ہیں)۔ہمارے ہاں بہت سی مائیں اپنے چھ سات ماہ کے بچے کو تکیوں کے سہارے ٹی وی کے سامنے بٹھا دیتی ہیں تاکہ بچہ بہلا رہے اور وہ گھر کے کام کرسکیں۔(اگرچہ ماں کے لیے سب سے ضروری کام بچے کی نگہداشت اور اس کی تربیت ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی امانت تربیت کے لیے آپ کے حوالے کرتا ہے اور آپ اسے شیطان کے حوالے کر کے دوسرے کاموں میں لگ جاتی ہیں)۔

ارے بھائی! یہ بچہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اگر آپ اسے بہلانے کے لیے ٹی وی کا سہارا لیں گی تو یہ بچہ بہلا تو رہے گا لیکن بھٹکتا بھی رہے گا۔آپ اللہ کی امانت کو شیطان کے حوالے کر دیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے اور پھر اس بچے سے جو بے ہودہ تصاویر اور بے ہنگم موسیقی سنتا ہوا بڑا ہوگا تو اس سے آپ کیا توقع کریں گی؟

احادیث میں پانی کا تذکرہ

پانی جیسا آبِ حیات ہمیں بہ آسانی مل جاتا ہے، شاید اسی لیے ہم اس کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہیں۔ اس میٹھے پانی کی قدر و قیمت وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنہیں پینے کا پانی حاصل کرنے کے لیے میلوں سفر کرنا پڑتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا واقعہ ہے۔ ایک شخص ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کی کہ عابد و زاہد مشہور ہو گیا۔ ایک دن اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ میں نے تیری اتنی عبادت کی ہے مجھے دنیا میں اس کا اجر عطا فرما۔

راستہ بھٹک گیا:

اگلے دن وہ ایک صحرا کی طرف گیا اور راستہ بھٹک گیا۔ حدّ نظر تک صحرا، دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں۔ وہ عابد و زاہد پیاس سے جاں بہ لب ہو گیا۔ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار وہاں سے گزرا۔ اس کے پاس پانی کی پوری مشک موجود تھی۔ عابد و زاہد شخص اس کے آگے پانی کے لیے گڑگڑانے لگا۔ اس شخص نے کہا۔ ایک کٹورا پانی اس شرط پر دوں گا کہ تم اپنی زندگی کی آدھی عبادت میرے نام کر دو۔ عابد و زاہد نے یہ شرط مان لی۔

ایک کٹورا پانی پیا تو پیاس اور بھڑک اٹھی۔ اس نے اونٹ سوار سے مزید پانی طلب

کیا۔ اونٹ سوار نے کہا۔ ''ایسے نہیں'' اپنی باقی عبادت بھی میرے نام کر دو۔ عابد و زاہد پیاس سے اتنا بے تاب تھا کہ اس نے باقی عبادات کو بھی اونٹ سوار کے ہاتھ فروخت کر کے اپنی پیاس بجھائی۔

تب اللہ تعالیٰ نے اسے الہام کیا۔ ''تم اپنی ان عبادات پر تکبر کر رہے تھے جنہیں تم نے محض ذرا سے پانی کے بدلے فروخت کر دیا۔ میں جو تمہیں زندگی بھر تم پر احسانات کرتا رہا ان کا تمہیں کبھی احساس ہی نہیں ہوا؟

تو جناب! یہ ہے پانی، جسے ہم دن رات جی بھر کے ضائع کرتے رہتے ہیں۔

جب کویت پر عراق نے حملہ کیا، اس وقت کی ایک ویڈیو میں نے ٹی وی پر دیکھی اور آج تک یاد ہے۔ کویت کے دولت مند گھرانوں کے لوگ جو کچھ لمحے پہلے پُر آسائش گھروں میں زندگی کے مزے لوٹ رہے تھے چند لمحوں بعد ایک صحرا میں بدحواسی کے عالم میں ننگے پاؤں اِدھر اُدھر بھاگتے پھر رہے تھے۔

کیمپ میں پانی کی شدید قلت تھی۔ اسی دوران کسی ادارے کی طرف سے پانی کا ایک ٹینکر آیا۔ بڑے بڑے لوگ جو ایک رات پہلے تک دولت کو پانی کی طرح بہاتے تھے، وہ ایک گلاس پانی حاصل کرنے کے لیے تیز دھوپ میں پانی کے ٹینکر کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے تاکہ ٹینکر سے ٹپکتے ہوئے پانی کی بوندوں سے اپنا گلاس بھر سکیں۔

ہر طرف پانی مگر....

اس طرح پاکستان میں آنے والے سیلاب کے مناظر آپ نے بھی ٹی وی پر دیکھے ہوں گے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں ہر طرف پانی موجود تھا لیکن یہ پانی پینے کے لائق نہیں رہا تھا۔ پینے کے پانی کے لیے لوگ ہر طرف پریشان گھوم رہے تھے۔ وہ ہر طرف سے پانی میں گھرے ہوئے تھے اور ان کے لیے ملک بھر سے پانی کی بوتلیں جمع کی جا رہی تھیں۔

یہی پانی جب تک ہمیں آسانی سے دستیاب ہوتا ہے اس وقت تک ہم اسے جی بھر کے ضائع کرتے ہیں۔ واش روم میں نلکے ٹپکتے رہتے ہیں، فلش میں پانی بہتا رہتا ہے اور ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم اللہ کی کتنی بڑی نعمت کو ضائع کر رہے ہیں۔ گرمیوں میں شدید پیاس کی حالت میں ٹھنڈا پانی جی بھر کر پیتے ہیں تو اکثر معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہم نے کیا پیا اور ہماری کتنی بڑی ضرورت وخواہش پوری ہوئی۔ اگر ہم اس پانی کو شکرانے کے احساس کے ساتھ پئیں تو شاید یہی پانی بے شمار بیماریوں کی دوا بن جائے۔ آیئے پانی کے بارے میں احادیث معصومین کا مطالعہ کرتے ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

''جو شخص دنیا میں پانی پینے میں لذّت محسوس کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی شرابوں کی لذّت بھی عطا کرے گا۔''

اس حدیث سے واضح ہے کہ بندے کو چاہیے کہ جب پیاس میں پانی اس کے سامنے آئے تو وہ اس نعمت سے لطف حاصل کرے۔ ہم پانی بے خیالی میں یا ادھر اُدھر کی باتوں کے درمیان پیتے ہیں اور اس کی لذت محسوس ہی نہیں کر پاتے۔

بارش کا پانی:

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

'بارش کا پانی پیا کرو۔ وہ بدن کو پاک صاف کرتا ہے اور بیماریوں اور دردوں کو بدن سے نکال دیتا ہے۔'

بارش کا پانی بالکل خالص ہوتا ہے۔ اس کا ذائقہ آپ کو عام پانی سے ذرا مختلف محسوس ہوگا۔ یہ پانی مردہ زمینوں کو زندہ کر دیتا ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے جسموں کے لیے کس قدر سودمند ہوگا۔

بارش کا پانی جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بارش شروع ہونے کے چند منٹ بعد اپنے برتن اپنی چھت یا صحن میں کسی میز یا اسٹول وغیرہ پر رکھ دیں۔ جب یہ بارش کے پانی سے بھر جائیں تو دوسرے برتن وہاں رکھ دیں۔ بارش شروع ہونے کے چند منٹ بعد ہم نے اس لیے لکھا کہ اس دوران فضا گرد وغبار یا دھول وغیرہ سے صاف ہو جاتی ہے اس کے بعد بارش کا پاک صاف زمین تک پہنچتا ہے۔

سب سے اچھا سب سے بُرا:

امیر المومنین علیہ السلام کی ایک حدیث ہے: ''روئے زمین کے تمام پانیوں میں آبِ زم زم سب سے بہتر ہے آبِ زم زم جس درد کے لیے پیا جائے اس کے لیے دوا ہے۔ یمن کے علاقے برہوت کا پانی سب سے بدتر ہے کیونکہ وادی برہوت میں کافروں کی روحوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔''

آبِ زَم زَم:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''آبِ زم زم میں ہر مرض کے لیے شفا ہے۔ اسے جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ مطلب پورا ہوتا ہے۔''

جہنم کی گرمی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ان گرم پانی کے چشموں سے شفا طلب نہ کرو جو پہاڑوں میں ہوتے ہیں اور جن سے گندھک کی بو آتی ہے۔ ان (چشموں) کی گرمی جہنم کی گرمی کی (طرح) ہے۔''

دریائے نیل کا پانی:

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔''مصر کے دریائے نیل کا پانی دلوں کو مردہ کردیتا ہے۔''

ٹھنڈا پانی:

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے:''ٹھنڈا پانی جسم کی حرارت کو کم کر دیتا ہے۔کھانے کو معدے میں گلاتا ہے۔بخار کو دور کرتا ہے۔گرم پانی کا پینا ہر درد کے لیے سودمند ہے اور کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچاتا۔''

سات مرتبہ جوش:

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔''وہ پانی جسے سات مرتبہ، سات مختلف برتنوں میں جوش دیا گیا ہو اس کے پینے سے بخار دور ہو جاتا ہے اور پاؤں اور پنڈلیوں میں قوت آ جاتی ہے۔''

پانی عقل بڑھاتا ہے:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:۔''سب سے زیادہ لطف ٹھنڈا پانی پینے میں ہے۔پانی پینا کسی طرح بُرا نہیں۔یہ غذا کے ہاضمے میں مدد دیتا ہے۔غصے کو کم کرتا ہے۔عقل کو بڑھاتا ہے اور صفرا کو کم کرتا ہے۔''

آبِ فرات:

امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

''ہر رات ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور مشکِ بہشت سے تین مثقال مُشک آبِ فرات میں شامل کر دیتا ہے۔مشرق و مغرب میں کوئی نہر ایسی نہیں جس میں نہر فرات سے زیادہ برکت پائی جاتی ہو۔''

دریائے فرات اور جنت:

امام معصوم نے فرمایا:۔''جنت میں ایک پرنالہ جس سے جنت کا پانی روزانہ دریائے فرات میں آ جاتا ہے۔''

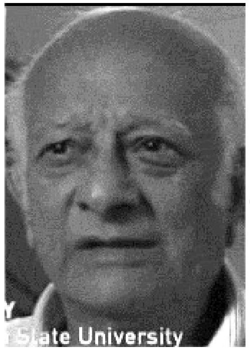
آبِ فرات سے شفا:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔''دو پرنالے بہشت (کے برابر سے) مسلسل دریائے فرات میں گرتے رہتے ہیں۔میرے اور دریائے فرات کے درمیان اگر بہت بڑا فاصلہ بھی ہو تب بھی حصولِ شفاء کے لیے میں اس دریا پر جاؤں گا۔''

نوٹ: یہ تمام احادیث ہم نے علامہ باقر مجلسیؒ کی کتاب تہذیب الاسلام سے نقل کی ہیں۔

پانی میں تحریف واقع ہوجاتی ہے

گزشتہ کئی صفحات پر آپ پڑھ چکے ہیں کہ پانی ہمارے رویوں، جذبات اور ذہنی کیفیات سے بھی متاثر ہوتا ہے مثلاً اگر اس پانی کو ناشکر گزاری اور بے خبری کے ساتھ پیا جائے تو اس کی زندگی آفریں خصوصیات ہمارے جسمانی نظام کو فائدہ نہیں پہنچائیں گی لیکن اگر اسے اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے اللہ کا نام لے کر پیا جائے اور دل کے اندر جذبۂ شکر بھی موجود رہے تو یہ پانی ہمارے لئے آبِ حیات بن جاتا ہے۔ اسی لیے کہ پانی جو باتیں سنتا ہے، جو چیزیں دیکھتا ہے، جو محسوس کرتا ہے اسے اپنی یادداشت میں محفوظ کرلیتا ہے۔ پانی آپ کے شکرانے کو بھی جانتا ہے اور آپ کی ناشکری کو بھی۔



پروفیسر رستم راؤ

پانی بھی حروف سے لفظ بناتا ہے:

پروفیسر رستم راؤ، پنسلوانیا یونیورسٹی (امریکا) نے پانی پر ریسرچ کے دوران مختلف تجربات کے بعد خیال ظاہر کیا کہ پانی کے ہر مالیکیول میں چار لاکھ چالیس ہزار (440000) میموری پینل ہوتے ہیں۔ یہ معلومات ہر مالیکیول کے اندر غالباً حروف کی شکل میں محفوظ ہوتی ہیں۔ یعنی پانی حروف کو استعمال کرکے لفظ اور لفظوں سے جملے بناتا ہے اور

ہر جملہ ایک معنی اور اس کے نتیجے میں ایک الگ خاصیت کا حامل ہوتا ہے۔

اب مجبوری ہے کہ ہم اپنی ایک کتاب کا ذکر کریں۔ یہ کتاب ہے ''DNA''۔ جسم کی کتاب ہدایت۔۔۔۔اس کتاب کا ایک باب ہے ''پیغام میں تبدیلی''۔ ممکن ہو تو اسے پڑھے گا کہ DNA کے اندر میوٹیشن یعنی ''تحریف'' کس طرح واقع ہوتی ہے اور اس کے اثرات کس طرح انسان کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسے مختصراً بیان کررہے ہیں۔

ڈی این اے کوڈ:

اس کتاب میں ہم نے DNA مالیکول پر بات کی ہے کہ DNA کے دونوں دھاگوں یعنی ڈبل ہیلکس (Double Helix) پر چار کیمیکل موجود ہوتے ہیں۔ ان چار کیمیکلز میں سے کسی تین کے ملنے سے کوڈ یا ''ہدایت'' کا ایک لفظ بنتا ہے۔ اس طرح بہت سے لفظوں سے وہ جملہ بنتا ہے جسے آپ ہدایت کا ایک جملہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کیمیکلز کے ناموں کے ابتدائی حروف ہیں A.T.G.C۔

مثلاً ہم کاغذ پر ایک جملہ لکھتے ہیں۔ Cat set on the mat (یعنی بلی قالین پر بیٹھی) اب اگر لکھتے وقت ذرا سی غلطی ہوجائے، مثلاً Cat میں T کے بجائے ہم نے R لکھ دیا تو پورا جملہ اس طرح بن جائے گا۔ Car set on the mat اور یہ ایک بے معنی جملہ ہوگا۔

DNA جو ہدایات خلیے کے نظام کو جاری کرتا ہے اس میں بھی اکثر اس طرح ہوجاتا ہے اور اس کوڈ یا ہدایت میں جو جسمانی نظام کے لئے زندگی بخش ہوتی ہے، ذرا سی تبدیلی یا تحریف کسی بڑی بیماری کا سبب بن جاتی ہے۔

تحریف کی مثالیں احادیث میں بھی بہت ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے لیے حدیث میں آیا ہے کہ اسے قتل کردینا، لوگوں نے اسے قبول کرلینا کردیا۔

اس موٹیشن (تحریف) کے اثرات آج ساری دنیا میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

پانی کے اثرات بدل جاتے ہیں:

ہماری ذاتی رائے ہے کہ ایسا پانی کے اندر بھی ہوتا ہے۔ دیکھیں جیسا کہ سائنس دانوں نے ثابت کیا کہ پانی کی ساخت نہیں بدلتی۔ یعنی پانی ہر حال میں ہائیڈروجن کے دو مالیکولز اور ایک آکسیجن کے مالیکول پر مشتمل رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے اثرات بدل جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ بدہضمی یا فوڈ پوائزننگ یا دوسری مہلک بیماری کا سبب بن جاتا ہے۔

ایک روسی سائنسدان جو کئی سال تک پانی پر تحقیق کرتا رہا ہے اس نے اپنے تجربات سے یہ معلوم کیا ہے: ''پانی کو مادّی آلودگی کے علاوہ ہم اپنی نفرت، غصے، حسد، لالچ، خود غرضی اور جھوٹ کے ذریعے بھی آلودہ کر رہے ہیں۔ پانی جب ہمارے اندر موجود ان حالتوں کو محسوس کرتا ہے تو اس میں آلودگی پیدا ہو جاتی ہے''۔

یہ منفی جذبات وخیالات، جسمانی بیماریوں کے مختلف جراثیم، مثلاً وائرس اور بیکٹر یا کی طرح ہوتے ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں پانی کو آلودہ کر رہے ہیں اس لئے جب ہم اس آلودہ پانی کو پیتے ہیں تو یہ زندگی بخش پانی زندگی سے خالی ہو کر مردہ ہو چکا ہوتا ہے اور ہمارے جسم میں مختلف امراض پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے''۔

یہ امراض کبھی ظاہر ہو جاتے ہیں اور کبھی مصلحتِ خداوندی کے مطابق جسم میں پوشیدہ رہتے ہیں جیسے ایڈز کا وائرس (HIV) جو بہت سے لوگوں کے جسم کے اندر موجود ہوتا ہے لیکن برسوں تک اس کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ متاثرہ شخص اپنے آپ کو مکمل صحت مند سمجھتا رہتا ہے۔

پانی پینے کے آداب

جاپان کے سائنس دان ڈاکٹر ماسارو اموٹو، امریکا کے سائنس دانوں مثلاً پنسلوانیا یونی ورسٹی کے پروفیسر رستم راؤ اور جرمنی کے پروفیسر کروپلن کے تجربات آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان سائنس دانوں نے اپنے اپنے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ پانی سن سکتا ہے، دیکھ سکتا ہے، دنیا کی ہر زبان پڑھ سکتا ہے، اس کی الگ الگ طرح کی ایک فوٹوگرافک میموری ہوتی ہے۔

پانی ہر ایک کو الگ الگ پہچان سکتا ہے:

جس طرح ہم کسی چیز کو اس کی شکل وصورت سے پہچانتے ہیں اسی طرح پانی بھی ہر شئے کو الگ الگ جانتا ہے۔ ہم شکل دیکھ کر کسی انسان کے باطن کو نہیں جان سکتے لیکن پانی انسان کے دل کا حال بھی جانتا ہے اور ممکنہ طور پر ہر آدمی کی شخصیت کا تجزیہ بھی کر سکتا ہے۔

پانی ہر انسان کی شخصیت کا الگ الگ تجزیہ کس طرح کرتا ہے اسے ابھی تک سائنس دان سمجھنے سے قاصر ہیں لیکن اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ پانی ہر آدمی کو الگ الگ دیکھتا ہے جیسا کہ آپ نے انسٹی ٹیوٹ فار اسٹیٹک ڈائینمک انسٹی ٹیوٹ جرمنی کے پروفیسر کروپلن کے تجربے میں ملاحظہ کیا کہ ایک ہی پانی کے چار چار قطرے تین آدمیوں نے ڈراپر کے ذریعے لیبارٹری کی پلیٹ پر الگ الگ گرائے۔ ان میں سے ہر آدمی کے گرائے ہوئے چاروں قطروں کا ڈیزائن یکساں لیکن دوسروں سے یکسر مختلف تھا۔

پانی میں موجود معلومات:

پروفیسر کروپلن کا خیال ہے کہ پانی جہاں ہوتا ہے وہاں کے ماحول کی تمام معلومات اپنے اندر محفوظ کرتا رہتا ہے اور جب کوئی پانی پینے والا اس پانی کو پیتا ہے تو وہ یہ ساری معلومات جو پانی کے اندر موجود ہوتی ہیں یہ بھی پینے والے کے معدے اور وہاں سے اس کے خون کے ذریعے سارے جسم کے اندر پہنچ جاتی ہیں۔

یہ معلومات ماحول میں موجود اجسام، آوازوں، رنگوں، تصویروں اور انسانی جذبات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ سائنسی طور پر ابھی یہ واضح نہیں ہو سکا کہ یہ معلومات جسم پر کسی طرح کے اثرات ڈالتی ہیں۔ البتہ ہمارا خیال ہے کہ جسم پر ان کا اچھا یا برا اثر ضرور پڑتا ہے ہم جب ایک گلاس پانی پیتے ہیں تو یہ پانی معدے کے ذریعے خون اور خون کے ذریعے جسم کے ایک ایک عضو، ایک خلیے تک پہنچتا ہے۔ واضح رہے کہ یہی پانی خون کے پلازما کے ساتھ دماغ کے اندر بھی سفر کرتا ہے۔

اب اگر ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم، آیت الکرسی، چاروں قل، یا کسی خاص بیماری کے دور کرنے کے لیے معصومینؑ کی تعلیم کردہ دعا کو لکھ کر پانی میں ڈال دیں اور اللہ پر بھروسا کر کے اسے پئیں تو آیت یا دُعا جسم کے ایک ایک خلیے (Cell) تک پہنچے گی اور بیماری کے جراثیم کو ختم کر دے گی۔ (نوٹ: دعا یا آیت کو پین والی انک سے نہ لکھیں) اسے زعفران پانی میں ملا کر اس سے لکھیں۔

پانی اور دعائیں:

اس طرح کے علاج کا تذکرہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ سورۂ بلد، دمے کی بیماری کے لیے اور سورۂ لقمان، پیٹ کے امراض کے لیے۔ ہماری ناقص رائے میں اگر کسی دعا کے لیے معصومؑ کی یہ ہدایت موجود نہیں ہے کہ اسے لکھ کر پانی میں ڈالا جائے تو اس دعا کو لکھ کر پانی کی بوتل پر چپکایا بھی جا سکتا ہے (تاکہ پانی اسے مسلسل پڑھتا رہے) اس مقصد کے لیے شیشے کی

ٹرانسپیرنٹ بوتل استعمال کی جائے تو بہتر ہے۔ دعا کو پلاسٹک لیمینیشن کرا کے بوتل پر اس طرح چپکائیں کہ عبارت اندر کی طرف نظر آئے۔ امراض کے لیے دعائیں پانی کی بوتل پر چپکا کر پانی پینے کے علاوہ بھی پانی جب پئیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد ضرور بیان کریں۔ اس طرح بہت سے امراض تو پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اس بارے میں معصومینؑ کی روایات میں موجود ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''اگر کوئی شخص پانی کو پینے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، پھر ایک گھونٹ پانی پی کر ٹھہر جائے۔ دوبارہ بسم اللہ کہے اور جب پانی پی چکے تو الحمد اللہ رب العالمین کہے تو جب تک یہ پانی اس کے پیٹ میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا رہے گا اور اس کا ثواب پانی پینے والے کے لیے لکھا جائے گا۔''

روایات میں ہے کہ رسولِ اکرمؐ جب پانی پیتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو ہمیں صاف وشیریں پانی پلاتا ہے، کڑوا کھاری پانی نہیں پلاتا اور ہمارے گناہوں پر (فوری) پکڑ نہیں کرتا۔''

ایک حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''رات کے وقت پانی پینا چاہو تو پانی کے برتن (گلاس، کٹورے) کو حرکت دو اور یہ کہو ''اے پانی۔ زم زم وفرات کے پانی تجھے سلام کہتے ہیں۔''

ایک اور حدیث میں بھی رات کو پانی پینے سے پہلے پانی سے تین مرتبہ یہی کہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ''اے پانی! تجھ پر آبِ زم زم اور آبِ فرات کا سلام ہو۔'

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پانی سن سکتا ہے اور اپنے ردِ عمل کا اظہار کر سکتا ہے۔

معصومؑ سے پانی پینے کے بعد یہ دعا روایت کی گئی ہے۔

''سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے پانی پلا کر سیراب کیا۔ نعمتیں فرما کر راضی کیا اور گناہ معاف فرمائے، دوسروں کا محتاج نہ رکھا۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! مجھے اپنی رحمت سے ان لوگوں میں رکھنا جنہیں تو قیامت کے دن محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے سیراب اور اور آنحضرتؐ کی رفاقت سے شاد کرے گا۔''

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''پانی پینے کے آداب میں اہم آداب یہ ہیں۔ ابتداء میں ''بسم اللہ'' کہا جائے اور پیاس بجھنے کے بعد الحمد للہ۔ کٹورا یا گلاس ٹوٹا ہوا ہو، یا اس میں سوراخ ہو تو اس طرف سے پانی نہیں پینا چاہیے کیونکہ یہ مقامات شیطان سے متعلق ہیں''۔

(گلاس یا مٹی کا برتن چٹخا یا ٹوٹا ہوا ہو تو اس جگہ جراثیم اپنی جگہ بنا لیتے ہیں۔)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:۔

''جو شخص پانی پی کر حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت (یعنی شہدائے کربلا) کو یاد کرے اور آپ کے قاتلوں پر لعنت کرے تو خداوند عالم اس کے اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا، اس کے ایک لاکھ گناہ مٹا دے گا، اس کے ایک لاکھ درجے بلند کرے گا اور اس کو اس قدر ثواب عطا کرے گا جیسے اس نے ایک لاکھ غلاموں کو اللہ کی راہ میں آزاد کیا ہو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو خوشحال اور مطمئن محشور کرے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ پانی پینے کے بعد یہ کہے:

''امام حسینؑ اور ان کے اہل بیتؑ اور اصحاب پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو اور امام حسینؑ کے قاتلوں اور امام حسینؑ کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

جنت بھی شاید

پانی ہی سے بنی ہوئی ہے

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ کرۂ ارض کی سطح پر خشکی محض 30 فی صد، بلکہ شاید 29 فی صد ہے۔ 71 فی صد علاقے پر پانی کی حکومت ہے۔ اس پانی کی 96 فی صد مقدار سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ یہ پانی سخت نمکین اور کھارا ہوتا ہے۔ زمین پر میٹھے پانی کی مقدار صرف 5.2 فی صد ہے۔ اس میٹھے پانی کی 98 فی صد مقدار پہاڑوں پر برف کی صورت میں موجود رہتی ہے یا پھر یہ پانی زیرِ زمین پایا جاتا ہے۔ اس آبِ شیریں کا صرف 3 فی صد پانی دریاؤں، جھیلوں اور فضا میں رہتا ہے۔ فضا میں ہر وقت موجود آبی بخارات جو بارش کا سبب بنتے ہیں، ان میں جو پانی ہوتا ہے وہ میٹھے پانی کا صرف 0.001 فیصد بنتا ہے۔

میٹھا پانی، کھارا پانی:

زمین پر زندگی کے بیشتر رنگ اسی 5.2 فیصد میٹھے پانی کے مرہونِ منت ہیں۔ سمندری ذی حیات کے سوا دوسرے تمام حیوانات پھل پھول، پیڑ پودے، فصلیں، کھیت، مویشی، پرندے، حشرات الارض، بادل اور گھٹائیں، بارشیں، اولے، برف باری، یہ سارے رنگا رنگ ذی حیات اور موسم اسی میٹھے پانی کے سبب قائم ہیں۔

میٹھے پانی کی معمولی سی مقدار کے مقابل کھارا اور نمکین پانی ہمارے ہر طرف پھیلا

ہوا ہے لیکن ہم اسے براہِ راست استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ کھارا پانی اللہ کے بنائے نظام (واٹر سائکل) سے گزرتا رہتا ہے اور کھارے پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کرتا رہتا ہے لیکن قدرت کے منصوبوں کے مطابق میٹھے اور کھارے پانی کے تناسب میں کبھی کوئی فرق نہیں آتا۔

جنت میں پانی:

دنیا میں پانی کی اس تقسیم کو دیکھ کر ہمارے دل میں خیال آیا کہ آخرت کی زندگی میں پانی کا کیا کردار ہوگا۔ جنت یا جہنم میں پانی کی مقدار اور کیفیت کیا ہوگی۔ ہم نے سوچا کہ آخرت میں مومنین کے رہنے کی جگہ پر پانی کی مقدار کو دیکھیں۔ اس کے لیے ہم نے قرآن مجید کھولا اور جنت کے بارے میں تفصیلات جاننا چاہیں۔

مومنین کے بارے میں تو یقین ہے کہ وہ ضرور جنت میں جائیں گے البتہ اپنے بارے میں ایک خوش فہمی سی ہے اس لیے ہماری بھی دلچسپی جنت میں زیادہ ہے۔

ہم نے قرآن مجید سے جنت کے بارے میں 23 آیات نکالیں جن میں پانی کی نہروں کا تذکرہ ہے اور 10 آیتیں ایسی ہیں جن میں جنت میں پانی کے چشموں کا ذکر آیا ہے۔ ''حوضِ کوثر'' ان کے علاوہ ہے۔ آیئے آپ بھی ان آیات کو پڑھنے کا شرف حاصل کریں جن میں جنت کی نہروں کا تذکرہ ہے۔

جنت کی نہریں:

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے (نعمتوں سے بھرے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ بقرہ:۲۵)

'...... میں ان کی برائیوں سے ضرور درگزر کروں گا اور انھیں بہشت کے

ان باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں''۔

(سورۂ آل عمران ۱۹۵)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ النساء:۵۷)

''تو اللہ نے انہیں اس کے بدلے میں جنت کے باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ المائدہ:۸۵)

'اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور اس نے ان کے لیے باغات تیار لیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورہ توبہ:۱۰۰)

''یعنی ہمیشہ رہنے والے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔''

(سورۂ طٰہٰ:۷۶)

'جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ الحج:۱۴)

'جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔''

(سورۂ الحدید:۱۲)

''وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ الصفت:۱۲)

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرنے رہے انہیں ان کا رَب، ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا کہ ان کے نیچے نعمت کے

باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔'' (سورۂ یونس:۹)

''وہ ہمیشہ رہنے والی جنت، جس میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ النحل:۳۱)

''اللہ فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ المائدہ:۱۱۹)

'(یہ) اس لیے کہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ فتح:۵)

''جس باغ کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ رعد:۳۵)

''اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اسے (اللہ) جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ طلاق:۱۱)

''جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لیے اللہ کے یہاں (جنت کے) باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵)

''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ توبہ:۷۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ہم بہشت کے بلند و بالا محلات میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ عنکبوت:۵۸)

''اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ تھا، ہم اسے نکال دیں گے۔ ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔'' (سورۂ اعراف:۴۳)

''اور جو (لوگ) ایمان لائے اور نیک کام کیے، وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ ابراہیم:۲۳)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں اللہ بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ محمد:۱۲)

''جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جس میں کبھی بدبو پیدا نہیں ہو گی اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ (کبھی) نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور خالص شہد کی نہریں ہیں اور (وہاں) ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور (سب سے بڑھ کر) ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔'' (سورۂ محمد:۱۵)

''جو پرہیزگار ہیں، وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔'' (سورۂ القمر:۵۴)

ان آیات مبارکہ کو پڑھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ جنت کے باغات اور محلات شاید سبھی معلق ہوں گے کیونکہ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

پانی کے چشمے:

آیئے اب ذرا جنت کے چشموں کی بات کریں۔

''بے شک اللہ سے ڈرنے والے، سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔''

(سورۂ المرسلات:۴۱)

''اور جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے'' (سورۂ الحجر:۴۵)

''بے شک پرہیزگار بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے۔'' (سورۂ الذاریات: ۱۵)

''اور پانی کے جھرنے۔۔۔۔۔۔'' (سورۂ واقعہ: ۳۱)

''اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی، وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقرب پئیں گے۔'' (سورۂ مطففین: ۲۷۔۲۸)

''ان میں دو چشمے جوش سے اُبل رہے ہوں گے۔'' (سورۂ رحمن: ۶۶)

''وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (جس طرف چاہیں گے) نہریں نکال کرے جائیں گے۔

(الدھر: ۶)

''یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔'' (سورۂ الدھر: ۱۸)

''ان میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔'' (سورۂ رحمن: ۵۰)

جنت میں پانی کی یہ کثرت دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جنت بھی شاید پانی ہی سے بنی ہوئی ہے۔ جس طرح اس دنیا کے سارے رنگ، ساری نعمتیں پانی کے سہارے قائم ہیں۔ اسی طرح جنت کی تمام نعمتیں بھی پانی ہی کی بنیاد پر قائم ہوں گی۔

نقش بر آب

اگر آپ اس تحریر کو شروع سے بہ غور پڑھتے آ رہے ہیں تو آپ جان چکے ہوں گے کہ ''نقش بر آب'' کے محاورے کا استعمال اب ترک کر دینا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ محاورہ اس مقام پر بولا جاتا تھا جہاں کسی بات، وعدے یا ہدایت کی بے ثباتی ظاہر کرنا مقصود ہو۔ اس کے مقابلے میں جہاں کسی بات یا قول کی سچائی بتانا مقصود ہوتی ہے وہاں کہا جاتا ہے کہ یہ پتھر کی لکیر کی طرح ہے۔ اگرچہ پتھر کی لکیر بھی زیادہ دیر پا نہیں ہوتی۔

پتھر کے نشانات:

حیدرآباد سندھ میں ایک زیارت گاہ ''مولا قدم'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک بڑا سا مسطح پتھر رکھا ہوا ہے جس پر روایات کے مطابق کبھی مولا علی علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی۔ اس پتھر پر اعضائے سجدہ کے نشان موجود ہیں۔ میں نے پہلی بار 1965ء میں اس پتھر کی زیارت کی اور پتھر پر نشانات کو چھو کر دیکھا۔ اس وقت یہ نشان اچھے خاصے گہرے اور واضح تھے۔ تقریباً 42 سال 2007ء میں بعد مجھے دوبارہ قدم گاہ کی زیارت کا موقع ملا۔ میں نے دیکھا کہ اس پتھر کے اوپر ایک موٹا سا شیشہ رکھ دیا گیا ہے۔ میں نے نشانات کو دوبارہ غور سے دیکھا۔ اب یہ نشانات پہلے کی طرح گہرے نہیں رہے تھے۔ بس نشان رہ گئے تھے۔ اسی لیے اب ان کے اوپر دبیز شیشہ رکھ دیا گیا ہے تاکہ یہ ہلکے سے نشانات محفوظ رہ جائیں۔

آپ تصور کریں کہ ان 42 برسوں میں کتنے لوگوں نے ان گہرے نشانات کو اپنے ہاتھوں سے مس کیا اور ہونٹوں سے چوما ہوگا کہ پتھر کا گہرا نقش کاغذ کی تحریر کی طرح ہو گیا۔

نقشِ برآب پانی میں محفوظ رہتا ہے:

یہ واقعہ تو ہم نے بر سبیل تذکرہ آپ کو سنایا۔ ہم یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ پتھر کی لکیر مٹ سکتی ہے لیکن نقشِ برآب کبھی نہیں مٹتا' یہ باقی رہتا ہے اس لیے کہ جو نقش' جو دعا' جو آیت پانی پر لکھی جائے یا لکھ کر پانی میں ڈال دی جائے، پانی اسے پڑھتا ہے اور اس کے نفس مضمون کو دنیا بھر کے پانیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ وہاں سے یہ نقش' دعا یا آیت اس تک یا اُن تک پہنچتی ہے جس نے ہر شے کو پانی سے پیدا کیا یا جنہیں اللہ کریم نے اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنایا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے جانب سے اللہ کی مخلوق کے حاجت روا ہیں۔

14 شعبان اور عریضے:

میری عمر کوئی سات آٹھ برس کی ہوگی۔ ہم خیر پور کے ایک گاؤں بھر گڑی میں رہتے تھے۔ 14 شعبان کو صبح ہی سے سارے گاؤں میں عید کا سماں ہوا کرتا تھا۔ تمام مومنین باوضو ہو کر اپنے اپنے عریضے لکھا کرتے تھے۔ ہمارے گھر میں ابا اور باجی (اپنی اماں کو ہم باجی کہتے تھے) اعمال نیمہ شعبان کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ اعمال لے بعد ہم سب بہن بھائی اپنے اپنے عریضے لکھنے بیٹھ جاتے۔ عریضے زعفران سے لکھے جاتے، کاغذ پر عطر لگایا جاتا تھا اس کے بعد انہیں آٹے کے پیڑوں میں سیل بند کر کے رکھ دیا جاتا تھا

جو دوست عریضے کے بارے میں نہیں جانتے وہ ذرا توقف کریں آئندہ سطور میں ساری بات سمجھ میں آجائے گی۔

رات کے آخری پہر چودھویں کے چاند کی روشنی میں ابا ہم بچوں کو ساتھ لے کر باغوں اور کھیتوں میں سے گزرتے ہوئے میر واہ (نہر) کے کنارے پہنچتے۔ پہلے وہ ایک دعا پڑھتے

پھر آہستگی سے آٹے کے ان پیڑوں کو دریا کے سپرد کر دیتے۔ مجھے اس وقت ان سب باتوں کی کوئی سمجھ نہیں تھی۔ میں اکثر باجی سے پوچھا کرتا کہ اس سے کیا ہوتا ہے۔ باجی ہم سب بچوں کو سمجھانے کے لیے کہا کرتیں کہ یہ عریضہ جب تم پانی میں ڈالتے ہو تو پانی میں موجود ایک مچھلی اسے منہ میں پکڑ لیتی ہے اور عریضے کو امام زمانہ علیہ السلام کے پاس پہنچا دیتی ہے۔ امام علیہ السلام تمہارا عریضہ پڑھتے ہیں اور پھر جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔

بات اب سمجھ میں آئی:

ساری بات اس عمر میں آکر سمجھ میں آئی کہ آٹے کا پیڑا تو ذرا سی دیر میں پانی گھل جاتا ہوگا۔ امام زمانہ صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں جو دعائیں اور تحریر آپ نے لکھ کر بھیجی ہے وہ پانی کا حصہ بن جاتی ہے۔ اس ساری انفارمیشن کو پانی دنیا بھر کے پانیوں سے شیئر کرتا ہے لیکن اس ''نقش برآب'' کو وہی پڑھ سکتا ہے جس کے نام یہ عریضہ لکھا گیا اور جسے اللہ رب العالمین نے یہ صلاحیت عطا کی ہے۔ وہ اللہ جو پانیوں پر بھی حکومت کرتا ہے وہ جب چاہے کسی انسان کے جسم کے گناہوں سے آلودہ پانی کو تمام آلودگیوں سے پاک کر کے اسے خالص آبِ حیات میں تبدیل کر دے۔ ہر انسان کے جسم کا 70% فیصد پانی ہے تو کیا معلوم کہ یہ سارے عریضے اور ان کے اثرات یعنی سارا نیٹ ورک پانی ہی کے ذریعے کام کرتا ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

پانی دعائیں اور اثرات

پانی کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ پانی سن سکتا ہے دنیا کی ہر زبان پڑھ سکتا ہے ، سمجھ سکتا ہے، آپ کے دل کے ارادے اور نیت کو جانتا ہے اور اس نیت اور ارادے کے مطابق اپنے اثرات وخصوصیات کو تبدیل کر سکتا ہے۔اس کی ایک فوٹو گرافک میموری (یادداشت) ہوتی ہے اور اپنی تمام صلاحیتوں کی مدد سے پانی گلاس میں ہو، بوتل میں ہو، یا آبی بخارات کی شکل میں، ہواؤں فضاؤں اور آپ کے اردگرد موجود ہو، ندی نالوں، جھیلوں، سمندروں میں ہو یا خود آپ کے جسم کے اندر موجود ہو، دنیا بھر میں موجود تمام پانیوں سے رابطے میں رہتا ہے۔

پانی سارے جسم میں سفر کرتا ہے:

آپ یہ بھی جان چکے ہوں گے کہ جو پانی آپ اور ہم پیتے ہیں یہ صرف ہماری پیاس ہی نہیں بجھاتا، یہ دراصل ہمارے جسم میں موجود 100 ٹریلین جیتے جاگتے خلیوں کی پیاس بجھاتا ہے۔ پانی جو ہم پیاس بجھانے کے لیے پیتے ہیں تو دراصل یہ پانی جسم کے ایک ایک خلیے' ایک ایک بافتے' ایک ایک رگ' ایک ایک عضو تک پہنچتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی ہم اپنی بات دہرا دیں کہ ہمارا دماغ 85% فیصد پانی ہے اور دماغ میں موجود پیچوٹری گلینڈ جسے سائنس دان ماسٹر گلینڈ کہتے ہیں، وہ بھی 85% پانی سے بنا ہوا

ہے۔ پیچوٹری گلینڈ 12 ہارمون جاری کرتا ہے، ان 12 ہارمونز کے بغیر کوئی عمل تو در کنار ہم خواب تک نہیں دیکھ سکتے (تفصیل ہماری کتاب جسم کے عجائبات میں دیکھئے)

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جو پانی ہم پیتے ہیں وہ سر کے بالوں کی جڑوں سے لے کر پیر کی انگلیوں کے کناروں تک سفر کرتا ہے تو اگر ہم اس پانی کو بے دھیانی کے بجائے ہوش وحواس کے ساتھ پیئیں' شکرانے کے جذبات کے ساتھ پیئیں۔ پانی پیتے وقت اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ایک ہلکی سی جھلک ذہن میں رکھیں تو یہ پانی آپ کے اس شکرانے کو اپنے اندر محفوظ رکھے گا اور اسے آپ کے پورے وجود میں پھیلا دے گا اور آپ کے وجود میں ہی کیا جہاں جہاں وہ موجود ہے اسے پھیلا دے گا۔ یہ پانی کہاں کہاں موجود ہے یہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں۔ یہ پانی آبی بخارات کی شکل میں ہواؤں میں، فضاؤں میں ہر وقت آپ کے اردگرد موجود رہتا ہے۔فضا میں پانی کی رطوبت موجود نہ رہے تو سانس لینا مشکل ہو جائے۔ یہ پانی ہر وقت سانس کے ساتھ آپ کے جسم میں آتا جاتا رہتا ہے۔

شکر گزاری کے بارے میں یہ آیات آپ کو یاد ہوں گی۔

ترجمہ: ''تو مجھے یاد کیا کرو! میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور (ہاں) ناشکری نہ کرنا''۔

(سورہ بقرہ: ۱۵۲)

''اور جب تمہارے پروردگار نے (تمہیں) آگاہ کیا کہ اگر شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو) میرا عذاب (بھی) سخت ہے۔ (سورہ ابراہیم: ۷)

پانی پر دَم کرنا:

پانی پر دعائیں دَم کر کے مریض کو پلانے کی روایت بہت پرانی ہے۔ ہمارے بزرگ

دوست پروفیسر وقار زبیری صاحب کا کہنا ہے کہ رمضان کی تراویح کے وقت بہت سے لوگ بوتلوں میں پانی لے کر آتے ہیں اور تراویح کے بعد مولانا صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اس پانی پر دَم کردیں۔

پروفیسر نعیم علی صاحب کا واقعہ آپ گزشتہ کسی باب میں پڑھ چکے ہیں کہ دعا پڑھنے سے پانی کے اندر اینٹی باڈیز پیدا ہوگئیں۔

اب ہم اپنی بات کریں۔ہم جو کہنے جارہے ہیں اس کے لیے کسی سائنسی تصدیق کی ضرورت نہیں پھر بھی ہم اس کے سائنسی ثبوت آپ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔

آپ دیکھیے بہت سے لوگ ہیں جو قرآن پڑھنا نہیں جانتے۔وہ عربی میں لکھی گئی دعاؤں کو نہیں پڑھ سکتے لیکن پانی ان دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔شرط یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ رہے۔

مفاتیح الجناں کی دعائیں:

مفاتیح الجناں کے صفحہ ۱۳۰۷ اعضا کے دردوں اور بیماریوں کی دعاؤں کا آغاز ہوتا ہے کچھ دعائیں صفحہ ۱۳۹۰ پر بھی موجود ہیں۔اور یہ سب دعائیں معصومین علیہم السلام کی تعلیم کردہ ہیں۔اب اگر ہم اپنے مطلب کی دعا لکھ کر اسے شیشے کی سفید بوتل پر اس طرح لپیٹ دیں کہ دعا کا رخ بوتل کے اندر موجود پانی کی طرف رہے تو میرے خیال میں دعا کے اثرات پانی اپنے اندر محفوظ کرلے گا۔

(جو لوگ اس دعا کو پڑھ سکیں تو ضرور پڑھیں،اگر نہیں پڑھ سکتے تو دعا کے اردو ترجمے کو توجہ سے پڑھیں) تو اس پانی میں شفایابی پیدا ہونا یقینی ہے۔ساری بات یقین ہی کی تو ہے۔

ان صفحات پر ہم مفاتیح الجناں کے صفحہ ۱۵۲۸ سے ایک مختصر سی دعا آپ کے لیے نقل کررہے ہیں۔سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے آزمایا ہے۔یہ دعا بیماریوں اور

تکلیفوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔

بیماریوں اور تکلیفوں کو دور کرنے کی دعا۔سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے آزمایا ہے پس ایک کاغذ پر لکھے:

يَا مَنِ اسْمُهُ دَوَاءٌ وَذِكْرُهُ شِفَاءٌ يَا مَنْ يَجْعَلُ الشِّفَاءَ فِيمَا

اے وہ جس کا نام دوا اور جس کا ذکر شفا ہے اے وہ کہ چیزوں میں سے جس میں چاہے شفا رکھ

يَشَاءُ مِنَ الْاَشْيَاءِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

دے رحمت فرما سرکار محمد و آل محمد پر

وَاجْعَلْ شِفَائِي مِنْ هٰذَا الدَّاءِ فِي اسْمِكَ هٰذَا دس مرتبہ لکھے

اور اپنے اس نام میں میرے لیے اس بیماری سے شفا قرار دے

يَا اَللّٰهُ دس مرتبہ لکھے يَا رَبِّ دس مرتبہ لکھے يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ اے رب اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

يَا مَنِ اسْمُهُ دَوَاءٌ وَذِكْرُهُ شِفَاءٌ يَا مَنْ يَجْعَلُ الشِّفَاءَ فِيمَا

اے وہ جس کا نام دوا اور جس کا ذکر شفا ہے اے وہ کہ چیزوں میں سے جس میں چاہے شفا رکھ

يَشَاءُ مِنَ الْاَشْيَاءِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

دے رحمت فرما سرکار محمد و آل محمد پر

وَاجْعَلْ شِفَائِي مِنْ هٰذَا الدَّاءِ فِي اسْمِكَ هٰذَا دس مرتبہ لکھے

اور اپنے اس نام میں میرے لیے اس بیماری سے شفا قرار دے

یہ دعا ہم نے جوں کی توں نقل کی ہے۔اب ہم اس دعا کو ان اسمائے الٰہی کے ساتھ لکھ رہے ہیں جن کے لیے ہدایت ہے کہ انہیں دس دس مرتبہ لکھا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین

اس دعا کے ساتھ یہ ہدایت موجود نہیں کہ اسے کب اور کتنی مرتبہ پڑھا جائے۔صرف لکھنے کی بات کی گئی ہے۔ہماری طالب علمانہ رائے یہ ہے کہ درج بالا دعا کو لکھ کر یا فوٹو کاپی کروا کر شیشے کی پاک صاف بوتل پر اس طرح پیسٹ کر دیں کہ دعا کا رخ بوتل میں موجود پانی کی طرف رہے (لکھی گئی دعا کو پہلے پلاسٹک لیمینیشن کرالیں تو بہتر ہوگا)

پانی کی اس بوتل کو ایسی جگہ رکھیں جہاں گھر میں نماز پڑھی جاتی ہو یا جہاں تلاوت کی جاتی ہو۔ایک دن بعد اس بوتل میں سے پانی پینا شروع کر دیں۔جتنا پانی کم ہوتا رہے ‘اتنا اس میں شامل کرتے رہیں۔جس بیماری کے لیے استعمال کریں گے،انشاءاللہ صحت کاملہ وعاجلہ حاصل ہوگی۔

اب ہم مزید چند دعائیں مفاتیح الجنان کے صفحات سے اپنے قارئین کے لیے تبرکاً پیش کررہے ہیں۔مختلف امراض اور دردوں کے لیے یہ آیات قرآنی اور دعائیں چہاردہ معصومین کی تعلیم کردہ ہیں اور صدیوں پہلے سے اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ پانی کے اندر جو انفارمیشن ڈالی جائے وہ پانی کے اندر محفوظ رہتی ہے اور اس کے مطابق پانی اپنی خصوصیات یا اثرات کو تبدیل کر لیتا ہے۔

درد قولنج کا تعویذ

کسی تختی یا پتری پر سورۂ حمد، سورۂ توحید، سورۂ فلق اور سورۂ والناس لکھے اور ان کے نیچے یہ دعا تحریر کرے۔

اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِعِزَّتِهِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ وَبِقُدْرَتِهِ الَّتِيْ

پناہ لیتا ہوں خدا کے بزرگ کی ذات اور عزت کی جس تک رسائی نہیں اور اس کی قدرت کی پناہ

لَا يَمْتَنِعُ مِنْهَا شَيْءٌ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْوَجَعِ وَمِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَ

جسے کوئی چیز روک نہیں سکتی اس درد کی تنگی سے جو کچھ اس میں ہے اس کی اذیت سے

مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْهُ

اور جو محسوس کر رہا ہوں اس کی تکلیف سے

پھر اسے بارش کے پانی سے دھوئے اور اس دھوون کو ناشتے کے وقت اور رات کو سوتے وقت پیئے کہ انشاءاللہ بابرکت اور مفید ہوگا۔

نوٹ:۔تختی یا پتری سے مراد چینی کی پاک صاف پلیٹ بھی ہوسکتی ہے بہتر ہے کہ مذکورہ بالا سورتوں کو بارش ہی کے پانی سے لکھا جائے اور اس پانی کو بارش کے مزید پانی کے ساتھ ملا کر رات میں سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ استعمال کیا جائے۔

علم، یادداشت اور حافظے کے لیے دعا:

خلاصۃ الاذکار ہی میں مذکور ہے کہ بوقت مطالعہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنِيْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَاَكْرِمْنِيْ بِنُوْرِ الْفَهْمِ اَللّٰهُمَّ

اے معبود تو مجھ کو وہم کی تاریکیوں سے نکال اور عقل و فہم کے نور سے مجھے شرف عطا فرما اے معبود تو

افْتَحْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا خَزَائِنَ عُلُوْمِكَ

ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے علوم کے خزانے ہم پر نچھاور کر دے

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اپنی رحمت کے ساتھ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

نوٹ:۔ اسکول، کالج، مدرسے میں پڑھنے والے بچوں کو یہ دعا یاد کرائیں اور پڑھنے کی عادت ڈالیں۔یہ دعا قنوت یا شکر کے سلسلے کے بعد سجدے کی حالت میں پڑھیں۔جہاں بچے ہوم ورک کرتے ہیں وہاں اس دعا کو فریم کروا کر دیوار پر آویزاں کریں۔

اس کے ساتھ ہی بہتر ہوگا کہ اس دعا کو شیشے کی سفید بوتل پر چسپاں کر دیں۔اس بوتل میں پاک صاف پانی بھر دیں۔بوتل پر ڈھکن ضرور لگائیں۔کوشش کریں کہ بچے یا طالب علم اس پانی کو دن میں کئی مرتبہ خصوصاً فرض نمازوں کے بعد ضرور پیئیں۔جتنا پانی کم ہوتا رہے اس میں مزید پانی ملاتے رہیں۔اگر آپ کو بارش کا پانی یا آب زم زم دستیاب ہو تو بہت ہی بہتر ہوگا۔یہ پانی طالب علموں کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے بہترین ثابت ہوگا۔انشاءاللہ

سر کے درد کا تعویذ:

ایک برتن میں پانی لے اور اس پر یہ آیت پڑھے:

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ زمین و آسمان باہم جڑے ہوئے تھے تو ہم نے ایک دوسرے

فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

سے الگ کیا اور ہم نے ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا کیا وہ اب بھی ایمان نہ لائیں گے۔

اور جعفریان پی سے روایت ہوئی ہے کہ جب بھی حضرت رسولؐ کو کوئی درد یا تکلیف ہوتی تو آپ اپنے ہاتھ پھیلا کر سورۃ فاتحہ، معوذتین پڑھتے اور پھر ہاتھوں کو اپنے چہرۂ اقدس پر پھیر لیتے جس سے ساری تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں۔ نیز سر درد دور کرنے کے لیے انسان سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہے:

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ

یقیناً اللہ نے آسمانوں اور زمین کو روک رکھا ہے کہ جگہ سے ہٹنے نہ پائیں اگر وہ ہٹ جائیں تو

أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

اس کے علاوہ کوئی انہیں روک نہیں سکتا بے شک وہ بردبار اور بخشنے والا ہے

نوٹ:۔ بہتر ہے پانی کو گلاس یا شیشے کی بوتل میں لے کر سورہ انبیاء کی یہ آیت پڑھیں۔ یہ آیت آدھے سر کے درد کے لیے بھی شافی ہے۔ شیشے کی بوتل میں پانی پر یہ آیت اول و آخر تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ دم کریں اور اگر پاک ہوں تو اس پانی سے ذرا سا پانی اپنے سر اور پیشانی پر بھی لگاتے رہیں۔

بخار سے نجات کے لیے دعا:

مصری کی تین ڈلیاں لے کر ان پر ذیل کے کلمات لکھے اور روزانہ ایک ڈلی کھائے تو بخار سے شفا ہو جائے گی۔

پہلی ڈلی پر یہ لکھے: عَقَدْتُ بِإِذْنِ اللَّهِ دوسری پر یہ لکھے شَدَدْتُ

میں نے بحکم خدا سے باندھ دیا خدا کے حکم سے کھینچ

بِإِذْنِ اللَّهِ اور تیسری ڈلی پر یہ لکھے: سَكَّنْتُ بِإِذْنِ اللَّهِ

لر کر دیا میں نے حکم خدا سے روک دیا

آنکھ کے درد، نظر کی کمزوری اور آنکھ کے جالے کے لیے

علاوہ ازیں آنکھ کے درد کے لیے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنکھ پر آیت الکرسی پڑھے اور دل میں اس بات کا یقین رکھے کہ درد دُور ہو جائے گا۔ اگر آیت الکرسی پڑھنے سے پہلے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھے تو بھی صحیح ہے:

أُعِيذُ نُورَ بَصَرِي بِنُورِ اللَّهِ الَّذِي لَا يُطْفَأُ

میں اپنی آنکھوں کے نور کو خدا کے نور کی پناہ میں دیتا ہوں جو بجھتا نہیں

اور یہ نظر کی کمزوری کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ نیز نظر کی کمزوری اور رتوندے کو دُور کرنے کے لیے آیت نُور متعدد بار کسی برتن پر لکھ کر دھوئے اور اس پانی کو کسی شیشی میں ڈال لے، پھر اس کو سلائی سے آنکھوں میں لگاتا رہے۔ نیز روایت میں ہے کہ جو شخص قرآن دیکھ کر (ناظرہ) پڑھے تو اس کی آنکھوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا اور نظر ٹھیک رہے گی۔

نوٹ:۔ دعا کے پانی کو سرمے کی سلائی سے نہ لگا سکیں تو اس پانی کو ڈراپر میں رکھ لیں اور ایک ایک قطرہ دن میں تین مرتبہ آنکھ میں ڈالیں۔ بہتر ہے کہ رات کو سونے سے پہلے، صبح اٹھنے کے بعد اور دوپہر قیلولے کے وقت پانی کے یہ قطرے آنکھ میں ٹپکائیں۔

پیٹ درد کا تعویذ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے کہ پیٹ درد کے لیے گرم پانی میں شہد ڈال کر اس کا شربت بنا کر پیئے اور سات مرتبہ سورۂ حمد پڑھے۔ نیز امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ پیٹ درد میں گرم پانی پیئے اور کہے:

يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ يَا رَبَّ الْأَرْبَابِ يَا إِلٰهَ

یا اللہ یا اللہ یا اللہ اے بہت رحم والے اے مہربان اے پالنے والوں کے پالنے والے اے معبودوں

الْآلِهَةِ يَا مَلِكَ الْمُلُوكِ يَا سَيِّدَ السَّادَةِ اشْفِنِي بِشِفَائِكَ

کے معبود اے بادشاہوں کے بادشاہ اے سرداروں کے سردار مجھے شفا دے اپنی شفا سے

مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ فَإِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ أَتَقَلَّبُ

ہر بیماری اور ہر تکلیف سے کیونکہ میں تیرا بندہ اور تیرے دو بندوں کا بیٹا ہوں تیرے قبضے میں ہوں

فِي قَبْضَتِكَ

https://www.shiabookspdf.com

چند ضروری باتیں

اچھا چند باتیں اور......اس پانی کو بے دلی اور بے یقینی کے ساتھ ہرگز استعمال نہ کریں ۔ اسے یقین کے ساتھ اس طرح استعمال کریں جیسے اسپتال میں وقت پر دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ دوائیں عام طور پر آٹھ آٹھ گھنٹے کے وقفے سے استعمال کرائی جاتی ہیں۔ آپ اس پانی کو پینے کے لیے تین یا پانچ وقت مقرر کرلیں۔ ہر نماز کے بعد اس پانی پر اللہ کا نام لے کر تین گھونٹ پیجیے۔ شفایابی یقینی ہے۔ انشاللہ۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ قبولیت دعا کے لیے پانچ نمازوں کے اول اوقات بہترین ہیں۔

کسی بہت ہی مجبوری کے سبب اول وقت نماز نہ ادا کرسکیں تو جب نماز پڑھیں، اس وقت اس پانی کو شفایابی کے لیے پئیں۔ اس مقصد کے لیے اگر آپ کو آب زم زم یا بارش کا پانی مل جائے تو سبحان اللہ۔

روحانی بالیدگی کے لیے یہ پانی استعمال کریں:

ضروری نہیں کہ کوئی شخص بیمار ہو تبھی اس پانی کو پیئے۔ جسمانی و روحانی امراض تو ہم جیسے گناہ گاروں کے جسم میں رہتے ہی ہیں۔ اکثر ظاہر نہیں ہوتے۔ تو کیوں نہ اس دعا کے پانی کو روح کی بالیدگی کے لیے پیا جائے۔ حافظے' یادداشت اور علم نافع حاصل کرنے کی صلاحیتوں میں اضافے کے لیے بھی اس پانی کو پیا جائے۔

اس کتاب میں ہم نے ماسارو اموٹو کے جن تجربات کا حوالہ دیا ہے ان تجربات کو آپ خود بھی کر کے دیکھیں۔ ہمیں یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ پاکستان میں کچھ لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ کون لوگ ہیں اس لیے کہ ہمیں فیس بک پر موجود ایک چھوٹی سی ویڈیو دیکھ کر اس بارے میں معلوم ہوا۔ اس ویڈیو میں کسی کا نام نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ سارا کام پاکستان ہی میں کہیں ہو رہا ہے۔

اپنی سوچ کو مثبت رکھیں:

ہماری زندگی کی بیشتر مشکلات ہماری منفی سوچ کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ اکثر ایک آدمی مختلف بیماریوں کے لیے دوائیں کھا رہا ہوتا ہے اگر چہ وہ بیمار نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کی سوچ بیمار ہوتی ہے۔ جب اوپر کی منزل میں پرابلم ہو تو نیچے والی منزل میں رہنے والے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ہماری آپ کی زندگی کا تجربہ ہے کہ جس وقت ہم گندے لباس میں ہوں، بال بکھرے ہوں، اس وقت ہم شدید بوریت کا شکار ہوتے ہیں۔ ہم ہی نہیں ہمیں دیکھ کر ہمارے دوست یار اور گھر والے بھی اس حالت سے متاثر ہوتے ہیں۔ آپ نہائے دھوئے ہوئے حسب حیثیت اچھا لباس پہنے ہوں، پرفیوم بھی لگی ہو تو ہمارا کانفیڈنس لیول زیادہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں دوسرے لوگ بھی ہم سے خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں۔

چند ماہ کے بچوں کے مثال:

چھوٹے بچوں کے مثال لے لیں۔ بچے گندے سندے کپڑوں میں ہوں، وہ چڑچڑے اور روتے رہتے ہیں جب ماں انہیں نہلا دھلا کر پاؤڈر لگا کر اچھے کپڑے پہناتی ہے تو بچے اپنی بے زبانی کے باوجود اپنے اطمینان اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

سوچ اور باتوں کی اہمیت:

آپ کا اپنا بھی تجربہ ہوگا کہ کسی دن آپ نہائے دھوئے بغیر ملگجے لباس میں دفتر جائیں اور وہاں کوئی دوست آپ سے صرف یہ کہہ دے کہ طبیعت تو ٹھیک ہے، بڑے بور لگے رہے ہو

آپ اس جملے کو سن کر بظاہر نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن یہ منفی جملہ اس دن آپ کے اعتماد اور کام کرنے کی رفتار کم کر دیتا ہے۔ آپ کی طبیعت اگرچہ بالکل ٹھیک تھی لیکن آپ خود کو بیمار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس آپ اچھے لباس میں ہوں اور کوئی دوست آپ کی تعریف کر دے تو آپ کا اعتماد بڑھ جاتا ہے اور کام کرنے کی صلاحیت بھی۔

مثبت بات کریں:

اپنے گھروں میں، میاں بیوی کے درمیان، والدین اور بچوں کے درمیان طلبہ اور اساتذہ کے درمیان بھی منفی باتوں سے گریز کریں، مثبت بات کریں، ناشکری نہ کرتے رہیں۔ اردگرد کے نعمتوں کو محسوس کر کے شکر گزاری کی عادت اپنا لیں۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں کو مثبت انداز سے دور کرنے کی کوشش کریں، ان کمزوریوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ طنز آمیز باتوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

ظلم، غصہ، حسد، غیبت اور جھوٹ:

یہ سب انسانی نہیں شیطانی رویے ہیں، ان رویوں سے دور رہیں۔ ساری دنیا کے انسانوں کے غصے، حسد، غیبت، جھوٹ اور ظالمانہ سوچ کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو یہ ایک بہت بڑے جہنم کی شکل اختیار کر لے گی اور ساری دنیا کے انسانوں کے یہ منفی رویے ہر وقت، ہر جگہ، حتیٰ کے ہمارے گھروں اور کمروں میں بھی موجود پانی کو متاثر کر رہے ہیں، اسے آلودہ کر رہے ہیں۔ پانی جو ہم خود ہیں اور پانی جو ہر وقت ہمارے اردگرد موجود ہے۔

اس سے خوش رہیں اور دوسروں کو خوشیاں بانٹنے کی کوشش کرتے رہیں۔ یاد رکھیں کہ دوسروں کے لیے اچھا سوچیں گے تو آپ کے لیے بھی اچھا سوچا جائے گا۔

امید ہے کہ قارئین ان دعاؤں سے سے بھرپور استفادہ کریں گے اور اس تحریر کے لکھنے والے، کمپوز کرنے والے، شائع کرنے میں مدد دینے والوں کو اور اس تحریر کو پڑھنے والوں اور تمام مسلمین و مسلمات و مومنات کے لیے دعا فرمائیں گے۔ خصوصاً درج ذیل مومنین و مومنات کے سے اول و آخر تین مرتبہ درود کے ساتھ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص کی درخواست ہے۔

سید عباس اختر نسیمی	سید علی اسد نقوی ابنِ سید محمد صادق نقوی
سیدہ ماہ بانو بنتِ سید علی حسین	سیدہ فاطمہ بانو بنتِ سید لیاقت حسنین زیدی
اقبال زہرا بنت سید علی اسد نقوی	سید تعظیم حسین نقوی ابن محمود حسین نقوی
طیبہ خانم بنت محمد اسلم	دردانہ راحت بنت شہاب الدین خان
سید محمد رضا ابنِ سید ذاکر حسین	سیدہ مسعودہ بانو بنت سید مظفر حسین
سہیل ابن سید منظر حسین کاظمی	سید مشتاق حسین کاظمی ابنِ سید مظفر حسین
سیدہ سعیدہ بانو زوجہ مشتاق حسین کاظمی	سید حسنین فاطمہ بنتِ لیاقت حسنین زیدی

عارف حسنین زیدی ابن لیاقت حسنین زیدی

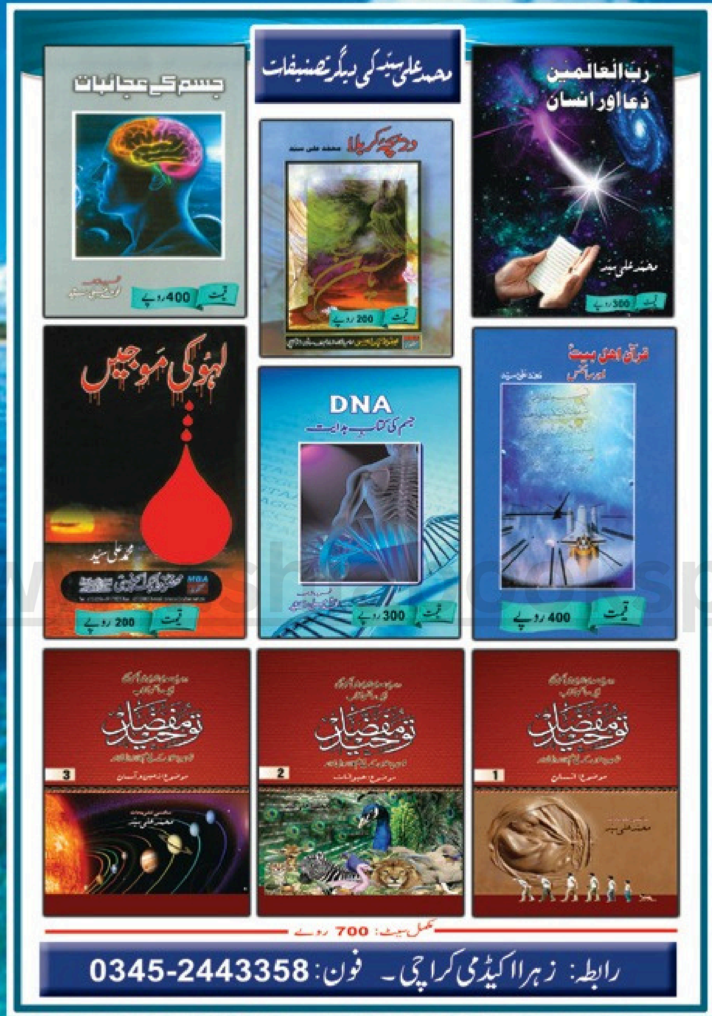
سید ساجد شہید ابن سید محمد سالم

سید شبّر زیدی ابنِ مسلم حسین

سورہ فاتحہ پڑھنے کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔

والسلام

محمد علی سیّد



ISBN: 978-969-9738-17-3

QURAAN & SCIENCE RESEARCH FOUNDATION
SUBSIDIARY OF ZAHARA ACADEMY PAKISTAN
6, Jiwani Garden, JM-208/2, Amil Colony, Soldier Bazar No. 3, Karachi- Pakistan. Tel: +92-21-32231200 - 34312770

https://www.shiabookspdf.com